پیشہ ورانہ سوشل ورک

محمد شاہد

ابواسامہ

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز
مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

© مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

سلسلہ مطبوعات نمبر-40

ISBN: 978-93-80322-45-2

Edition: March, 2019

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	:	مارچ 2019
تعداد	:	1000
قیمت	:	185 روپے
ڈیزائن	:	ڈاکٹر ظفر گلزار
مطبع	:	پرنٹ ٹائم اینڈ بزنس انٹرپرائزز، حیدرآباد

Peshawarana Social Work

by

Mohd. Shahid & Abu Osama

Directorate of Translation and Publications
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS)
E-mail: dtpmanuu@gmail.com
Website: www.manuu.ac.in

ملنے کا پتہ:

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، گچی باؤلی، حیدرآباد-500032 (تلنگانہ)

فہرست

پیغام	: وائس چانسلر	11
پیش لفظ	: ڈائرکٹر	12
ضروری وضاحت		13
تمہید		14
باب 1	: سوشل ورک کا تعارف	16
باب 2	: انگلینڈ، امریکہ اور ہندوستان میں سوشل ورک کا آغاز وارتقا	42
باب 3	: پیشہ ورانہ سوشل ورک: ایک بحث	64
باب 4	: سوشل ورک کی اقدار	84
باب 5	: سوشل ورک کے اصول	97
باب 6	: سوشل ورکرز کے لیے ضابطۂ اخلاق	110
باب 7	: سماجی ومذہبی تحریکات	118
باب 8	: سوشل ورک کے نظریات	130
باب 9	: سوشل ورک اور انسانی حقوق	140
باب 10	: سوشل ورک: آرٹ یا سائنس	158
فرہنگ		167
ویب لنکس		180

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	Chapters	ابواب	سلسلہ نمبر
17	Introduction to Social Work	سوشل ورک کا تعارف	1
17	Introduction	تعارف	1.1
17	Objectives	مقاصد	1.2
17	What is Social Work?	سوشل ورک کیا ہے؟	1.3
20	Social Service, Social Reform, Social Welfare and Social Work	سماجی خدمات، سماجی اصلاح ، سماجی فلاح اور سوشل ورک	1.4
27	Goals of Social Work	سوشل ورک کے اہداف	1.5
28	Functions of Social Work	سوشل ورک کے افعال	1.6
33	Meaning, Concept and Definitions of Social Work	سوشل ورک کے معنی، مفہوم اور تعریفات	1.7
39	Conclusion	خلاصہ	1.8
39	Practice Exercise	سوالات کی مشق	1.9
40	Key Words	اہم اصطلاحات	1.10
40	References	حوالہ جات	1.11

43	Evolution of Social Work in England, America and India	انگلینڈ،امریکہ اور ہندوستا ن میں سوشل ورک کا آغاز وارتقا	2
43	Introduction	تعارف	2.1
43	Objectives	مقاصد	2.2
43	Beginning of Social Work Education	سوشل ورک تعلیم کا آغاز	2.3
44	Brief History of Social Work	سوشل ورک کی مختصر تاریخ	2.4
46	Social Work in England	انگلینڈ میں سوشل ورک	2.5
51	Social Work in America	امریکہ میں سوشل ورک	2.6
55	Social Work in India	ہندوستان میں سوشل ورک	2.7
60	Conclusion	خلاصہ	2.8
61	Practice Exercise	سوالات کی مشق	2.9
62	Key Words	اہم اصطلاحات	2.10
62	References	حوالہ جات	2.11
65	Social Work Profession: A Debate	پیشہ ورانہ سوشل ورک: ایک بحث	3
65	Introduction	تعارف	3.1
65	Objectives	مقاصد	3.2
65	Professional Status of Social Work	سوشل ورک کا پیشہ ورانہ مقام ومرتبہ	3.3
66	Abraham Flexner's Assessment	ابراہم فلیکسنر کا طرزِ استدلال	3.4
70	Ernest Greenwood's Reevaluation	ارنسٹ گرین ووڈ کا طرزِ استدلال	3.5
74	Elements of Social Work Profession	سوشل ورک پیشے کے عناصر	3.6

79	Conclusion	خلاصہ	3.7
80	Practice Exercise	سوالات کی مشق	3.8
81	Key Words	اہم اصطلاحات	3.9
82	References	حوالہ جات	3.10
85	Values of Social Work	سوشل ورک کی اقدار	4
85	Introduction	تعارف	4.1
85	Objectives	مقاصد	4.2
85	Values	اقدار	4.3
86	Core Values of Social Work	سوشل ورک کی مرکزی اقدار	4.4
93	Conclusion	خلاصہ	4.5
84	Practice Exercise	سوالات کی مشق	4.6
94	Key Words	اہم اصطلاحات	4.7
95	References	حوالہ جات	4.8
98	Principles of Social Work	سوشل ورک کے اصول	5
98	Introduction	تعارف	5.1
98	Objectives	مقاصد	5.2
98	Principles of Social Work	سوشل ورک کے اصول	5.3
107	Conclusion	خلاصہ	5.4
108	Practice Exercise	سوالات کی مشق	5.5
108	Key Words	اہم اصطلاحات	5.6
109	References	حوالہ جات	5.7

111	Code of Ethics for Social Workers	سوشل ورکرز کے لیے ضابطۂ اخلاق	6
111	Introduction	تعارف	6.1
111	Objectives	مقاصد	6.2
111	Code of Ethics and Ethical Responsibilities	ضابطۂ اخلاق اور اخلاقی ذمے داریاں	6.3
116	Conclusion	خلاصہ	6.4
116	Practice Exercise	سوالات کی مشق	6.5
117	Key Words	اہم اصطلاحات	6.6
117	References	حوالہ جات	6.7
119	Socio-Religious Movements	سماجی و مذہبی تحریکات	7
119	Introduction	تعارف	7.1
119	Objectives	مقاصد	7.2
119	Social Work and Socio-Religious Movements	سوشل ورک اور سماجی و مذہبی تحریکات	7.3
120	Socio-Religious Reform Movements	سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات	7.4
127	Conclusion	خلاصہ	7.5
128	Practice Exercise	سوالات کی مشق	7.6
129	Key Words	اہم اصطلاحات	7.7
129	References	حوالہ جات	7.8
131	Approaches of Social Work	سوشل ورک کے نظریات	8

131	Introduction	تعارف	8.1
131	Objectives	مقاصد	8.2
131	Social Work Theories	سوشل ورک کے نظریات	8.3
135	Therapies	تھراپیز	8.4
136	Models	ماڈلز	8.5
137	Conclusion	خلاصہ	8.6
137	Practice Exercise	سوالات کی مشق	8.7
138	Key Words	اہم اصطلاحات	8.8
138	References	حوالہ جات	8.9
141	Social Work and Human Rights	سوشل ورک اور انسانی حقوق	9
141	Introduction	تعارف	9.1
141	Objectives	مقاصد	9.2
141	Concept of Human Rights	انسانی حقوق کا تصور	9.3
143	Social Work and Human Rights	سوشل ورک اور انسانی حقوق	9.4
146	Three Generations of Human Rights	انسانی حقوق کی تین سطح	9.5
151	Human Rights and Social Work in India	ہندوستان میں انسانی حقوق اور سوشل ورک	9.6
153	Conclusion	خلاصہ	9.7
154	Practice Exercise	سوالات کی مشق	9.8
155	Key Words	اہم اصطلاحات	9.9

157	References	حوالہ جات	9.10
159	Social Work: Art or Sceince	سوشل ورک: آرٹ یا سائنس	10
159	Introduction	تعارف	10.1
159	Objectives	مقاصد	10.2
159	Art and Science of Social Work	سوشل ورک کی فنی اور سائنسی تفہیم	10.3
161	Social Work as a Science	سوشل ورک بطور سائنس	10.4
163	Social Work as an Art	سوشل ورک بطور فن	10.5
164	Contemporary Social Work	سوشل ورک عہد حاضر میں	10.6
165	Conclusion	خلاصہ	10.7
165	Practice Exercise	سوالات کی مشق	10.8
166	Key Words	اہم اصطلاحات	10.9
166	References	حوالہ جات	10.10

پیغام
وائس چانسلر

وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے جس ایکٹ کے تحت مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے اُس کی بنیادی سفارش اُردو کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ایک طرف اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد بناتا ہے تو دوسری طرف ایک امتیازی وصف ہے، ایک شرف ہے جو ملک کے کسی دوسرے اِدارے کو حاصل نہیں ہے۔ اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشاء اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ بھی تصدیق کردیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت رسائل و اخبارات کی اکثریت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہماری یہ تحریریں قاری کو کبھی عشق و محبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ شکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔ تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج آج کے دور کے اہم ترین علمی موضوعات چاہے وہ خود اُس کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، وہ جن مشینوں اور آلات کے درمیان زندگی گزار رہا ہے اُن کی بابت ہوں یا اُس کے گرد و پیش اور ماحول کے مسائل..... وہ ان سے نابلد ہے۔ عوامی سطح پر اِن اصناف کی عدم دستیابی نے علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کردی ہے جس کا مظہر اُردو طبقے میں علمی لیاقت کی کمی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح کی اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیرِ بحث آتے ہیں۔ چونکہ اُردو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہی اُردو ہے اور اس میں علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اِسی مقصد کے تحت ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں آیا ہے اور احقر کو اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اپنے قیام کے محض ایک سال کے اندر ہی یہ برگِ نو، ثمر آور ہوگیا ہے۔ اس کے ذمہ داران کی انتھک محنت اور قلم کاروں کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں نصابی اور ہم نصابی کتب کی اشاعت کے بعد اِس کے ذمہ داران، اُردو عوام کے واسطے بھی علمی مواد، آسان زبان میں تحریر عام فہم کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں گے تا کہ ہم اِس یونیورسٹی کے وجود اور اس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کرسکیں۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

خادمِ اوّل

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

پیش لفظ

ہندوستان میں اُردو ذریعہ تعلیم کی خاطر خواہ ترقی نہ ہو پانے کے اسباب میں ایک اہم سبب اُردو میں نصابی کتابوں کی کمی ہے۔اس کے متعدد دیگر عوامل بھی ہیں لیکن اُردو طلبہ کو نصابی اور معاون کتب نہ ملنے کی شکایت ہمیشہ رہی ہے۔ 1998ء میں جب مرکزی حکومت کی طرف سے مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اعلیٰ سطح پر کتابوں کی کمی کا احساس شدید ہوگیا۔اعلیٰ تعلیمی سطح پر صرف نصابی کتابوں کی نہیں بلکہ حوالہ جاتی اور مختلف مضامین کی بنیادی نوعیت کی کتابوں کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔ فاصلاتی طریقہ تعلیم کے تحت چونکہ طلبہ کو نصابی مواد کی فراہمی ضروری ہے لہٰذا اُردو یونیورسٹی نے مختلف طریقوں سے اُردو میں مواد کا نظم کیا۔ کچھ مواد یہاں بھی تیار کیا گیا مگر علمی کتابوں کی منظم اور مستقل اشاعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا جا سکا۔

موجودہ شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اُردو کتابوں کی اشاعت کے تعلق سے انقلاب آفریں فیصلہ کرتے ہوئے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں لایا۔اس ڈائرکٹوریٹ میں بڑے پیمانے پر نصابی اور دیگر علمی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔کوشش یہ کی جارہی ہے کہ تمام کورسز کی کتابیں متعلقہ مضامین کے ماہرین سے راست طور پر اُردو میں ہی لکھوائی جائیں۔اہم اور معروف کتابوں کے تراجم کی جانب بھی پیش قدمی کی گئی ہے۔توقع ہے کہ مذکورہ ڈائرکٹوریٹ ملک میں اشاعتی سرگرمیوں کا ایک بڑا مرکز ثابت ہوگا اور یہاں سے کثیر تعداد میں اُردو کتابیں شائع ہوں گی۔

نصابی اور علمی کتابوں کے ساتھ مختلف مضامین کی وضاحتی فرہنگ کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی رہی ہے۔لہٰذا یونیورسٹی نے فیصلہ کیا کہ اولاً سائنسی مضامین کی فرہنگیں اس طرح تیار کی جائیں جن کی مدد سے طلبہ اور اساتذہ مضمون کی باریکیوں کو خود اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔پھر اسی تسلسل میں دیگر مضامین کی طرف بھی توجہ دی جارہی ہے۔زیرِ نظر کتاب میں سوشل ورک کی مبادیات کے تعارف کے ساتھ اس کے آغاز و ارتقا، اصول و نظریات، اقدار و ضابطۂ اخلاق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔کتاب کے آخر میں فرہنگ اور ویب لنکس بھی دی گئی ہیں جس سے قارئین کو موضوع کے فہم میں مزید مدد ملے گی۔بحیثیت مجموعی یہ کتاب سوشل ورک کے پیشہ ورانہ جہات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی فنی و سائنسی تفہیم میں مدد کرتی ہے۔کتاب کے مصنفین پروفیسر محمد شاہد اور جناب ابواسامہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے شعبۂ سوشل ورک سے وابستہ ہیں۔پروفیسر محمد شاہد اپنے مضمون کی ایک معروف شخصیت ہیں۔سوشل ورک ایجوکیشن، محروم طبقات اور شراکتی تحقیق ان کی دلچسپی کے میدان ہیں۔ان دونوں حضرات کے طویل تدریسی تجربے نے کتاب کو مفید تر بنا دیا ہے۔مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب سوشل ورک کے طلبا اور قارئین اور اس میدان سے عملی طور پر وابستہ لوگوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگی۔

پروفیسر محمد ظفرالدین

ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

ضروری وضاحت

یہ کتاب سوشل ورک کی تاریخ اور فلسفے کی افہام وتفہیم کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ چونکہ کتاب کے ابواب اور متون ایک خاص طرز اور انداز میں ترتیب دیے گئے ہیں اس لیے یہاں چند معروضات کی وضاحت ضروری ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سوشل ورک کا بیشتر علمی مواد انگریزی زبان میں دستیاب ہے لہٰذا اس پیشے کی اصطلاحات اور ذخیرہ الفاظ عموماً اسی زبان میں مروج ہیں۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کی تمام اصطلاحات انگریزی میں ہی پیش کی گئی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ حتی الامکان ان اصطلاحات کا اردو متبادل دیا جائے۔ مثال کے طور پر ''سوشل ورک کے مشن کو پورا کرنے میں اس پیشے کے افعال یا فنکشنز (Functions) کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے۔ ماہرین نے سوشل ورک کے جامع کاموں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پیشے کے فنکشنز کی وضاحت کی ہے''۔ امید ہے کہ ہماری یہ کوشش قارئین کو پسند آئے گی۔ اصل متن میں اداروں، تنظیموں، کتابوں اور افراد وغیرہ کے نام اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں دیے گئے ہیں۔ طلبا اور قارئین کی آسانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہر باب میں مستعمل ایسے کسی بھی لفظ کو جو پہلی بار آیا ہے دونوں زبانوں میں رقم کیا گیا ہے۔ انگریزی کے چند مخصوص الفاظ جیسے سوشل ورکرز، تھیوریز، ماڈلز، تھراپیز وغیرہ کو بعینہ رقم کیا گیا ہے۔ باکسز اور خانوں میں زیادہ سے زیادہ معلومات یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ابواب کے آخر میں اہم اصطلاحات کی تشریح کی گئی ہے اور ساتھ ہی کتابوں کے حوالہ جات بھی فراہم کیے گئے ہیں۔ حوالہ جات کی مکمل فہرست انگریزی میں دی گئی ہے تاکہ قاری کی ان تک رسائی آسان ہو جائے۔ کتاب کے اختتام پر مشکل الفاظ کے معانی فرہنگ کے تحت دیے گئے ہیں جس میں انگریزی حروف تہجی کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ساتھ ہی سوشل ورک پر موجود ویڈیوز اور تحریری مواد کے اہم ویب لنکس کی فہرست بھی دی گئی ہے۔

اس کتاب کے بیشتر ابواب ایسے ہیں جو ہماری شائع شدہ تحریروں سے مماثلت رکھتے ہیں، دراصل یہ کتاب ان مضامین کو بنیاد بنا کر ہی تحریر کی گئی ہے۔ جن میں اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کے سوشل ورک کے انڈر گریجویٹ اور ریسرچ پروگراموں کے لیے لکھے گئے چند مضامین اور یو جی سی۔ سی ای سی کے لیے بی ایس ڈبلیو پروگرام پر آن لائن ریکارڈنگ قابل ذکر ہیں۔ ہر متعلقہ باب کے حوالہ جات میں ان مضامین کو بطور حوالہ شامل کر لیا گیا ہے (شاہد، 2008؛ 2016؛ 2017)۔ لیکن اس کتاب کا متن اور مواد شائع شدہ مضامین سے مختلف ہے۔ تاہم مذکورہ ایجنسیوں اور پبلشرز کے ہم بے حد ممنون ہیں۔

تمہید

زیرنظر کتاب سوشل ورک کی درسی کتاب ہے۔ کتاب کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ پیشہ ورانہ سوشل ورک اور عام فہم سوشل ورک کے درمیان ایک خط امتیاز ہے۔ اس فرق کو مزید واضح کرنے کی ذمے داری سوشل ورک کے طلبا، اساتذہ اور پیشہ وران پر عائد ہوتی ہے جنھیں اپنے علم، اقدار اور مہارتوں کے ذریعے اس فریضے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ کتاب میں پیشہ ورانہ سوشل ورک کے تصورات، نظریات اور اصول وضوابط کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ 1954 میں ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز کے نئے کیمپس کی افتتاحی تقریب کے موقع پر ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے غالباً ٹھیک ہی کہا تھا کہ اس ملک میں سماجی خدمات کی ایک طویل تاریخ رہی ہے لیکن سوشل ورکرز کو تربیت یافتہ بنانے کی یہ پہلی کوشش ہے (نہرو، 1954)۔ پنڈت نہرو کا یہ خیال بالکل درست ہے۔ ہمارا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ خیرات کی لمبی روایت، سماجی خدمات اور سماجی و مذہبی تحریکوں کے کردار کو کم تر سمجھیں یا پھر ان کو نظر انداز کریں۔ آج کے سوشل ورکرز تو ان کے شایان شان کبھی پہنچ بھی نہیں سکتے ہیں، ان کا عزم و حوصلہ اور کمٹ منٹ یقیناً قابل تعریف ہے۔ یہ وہ روایات ہی ہیں جو موجودہ سوشل ورک کی بنیاد میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہمیں ایسے افراد و واقعات کی وقیع تاریخ سے سبق لینے کی ضرورت ہے مگر ساتھ ہی اس نکتے کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ سماجی خدمات یا سماجی تحریکیں سوشل ورک پیشے کا متبادل نہیں ہیں۔

کتاب کے پہلے حق دار ایم ایس ڈبلیو کے طلبا ہیں جو اردو میں درسی کتابوں کی قلت کے مسئلے سے دوچار ہیں۔ ان کی اس پریشانی نے ہمیں ایک احساس جرم میں مبتلا رکھا۔ مذکورہ بالا صورت حال کے مدنظر ہم نے سوشل ورک کے تصور اور فلسفے پر کتاب لکھنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے لیے ہم ایم ایس ڈبلیو کے ہر بیچ کے طلبا کے شکر گزار ہیں۔ کتاب کے تئیں شعبے کے ریسرچ اسکالرز کی فکرمندی تو بلاشبہ قابل ذکر ہے۔ سالم، فیاض، افسانہ، پرویز، صبا، شانیہا، طارق، ناہید، اختر اور شفیق کے ہم فرداً فرداً شکر گزار ہیں جنھوں نے عمیق نظروں سے مسودے پر نظر ثانی کی۔ ہم اپنے ساتھیوں محمد اسرار عالم، ڈاکٹر محمد آفتاب عالم اور فاروق اعظم کے شکر گزار ہیں کہ جنھوں نے کتاب لکھنے کے دوران ہماری حوصلہ افزائی کی۔ ہم اپنے ساتھی پروفیسر محمد شاہد رضا کے بھی شکر گزار ہیں جنھوں نے مسودے کو باریک بینی سے پڑھا اور مفید مشوروں سے نوازا۔

ڈاکٹر فیروز عالم اور ڈاکٹر بدیع الدین عرف رحیل صدیقی (مانو) یہ دو ایسے افراد ہیں جن کے بارے میں چند سطور لکھنے سے حق ادا نہ ہو سکے گا۔ جس شوق اور احساس ذمے داری سے انھوں نے پورے مسودے کو از اول تا آخر پڑھا اور زبان و بیان کی نوک پلک درست کی وہ قابل تحسین ہے۔ محمد عاطف (نئی دہلی) خصوصی شکریے کے حامل ہیں جنھوں نے کتاب کے ابتدائی مراحل میں ہماری بے حد مدد کی۔ ہم اشرف نواز (نئی دہلی)، فرقان احمد (نئی دہلی) اور شاہد جمال (نئی دہلی) کے بھی شکر گزار ہیں جنھوں نے اس کتاب کے چند ابواب پر نظر ثانی کی۔

ہم شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو طلبا کے لیے اردو میں کتابیں فراہم کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں۔ یہ کتاب ان کے اس مشن کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ ہم سابق شیخ الجامعہ پروفیسر محمد میاں کے بھی سپاس گزار ہیں جنھوں نے اردو میں درسی کتابوں کو تیار کرنے میں خاطر خواہ دلچسپی لی۔ ہم ممنون ہیں پروفیسر منوج کمار جھا کے جو نہ صرف بے پناہ علمی صلاحیتوں کے مالک ہیں بلکہ ایک عوامی شخصیت بھی ہیں۔ انھوں نے دنیا اور دنیاوی مسائل کو دیکھنے اور سمجھنے کا جو ترقی پسند نظریہ ہمارے اندر پروان چڑھایا ہے یہ کتاب اسی نظریے کی عکاس ہے۔

کتاب کی اشاعت کے موقع پر محمد شاہد اپنی اہلیہ صنوبر اور بیٹی سمائرہ اور بیٹے فراس کے بے انتہا شکر گزار ہیں کہ ان کے حصے کا وقت مہینوں تک اس کتاب کی نذر رہا۔ وہ اس کتاب کو ان کے نام معنون کرتے ہیں۔ اسامہ اپنے والدین کے لیے اشک بار ہیں جن کی محبت و شفقت ایک بحر مسلسل اور آب رواں کے مصداق ہے۔ وہ اپنی شریک حیات یسریٰ فضلی کے ممنون ہیں جو خرابی صحت کے باوجود ہر وقت متحرک رہتی ہیں اور زندگی کے سفر میں شانہ بہ شانہ چل رہی ہیں۔

ہم پُر امید ہیں کہ یہ کتاب نہ صرف سوشل ورک کے طلبا کے لیے بلکہ اساتذہ اور پیشہ وران کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی۔ قارئین سے مودبانہ التماس ہے کہ وہ کتاب سے متعلق اپنی قیمتی آرا اور مشوروں سے ہمیں آگاہ کریں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی کمیوں کو دور کیا جا سکے۔

شعبہ سوشل ورک — **محمد شاہد**

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد — **ابو اسامہ**

مارچ 2019

باب 1

سوشل ورک کا تعارف

Introduction to Social Work

سوشل ورک کا تعارف

1.1: تعارف (Introduction)

سوشل ورک عوام کی فلاح و بہبود اور بااختیاری سے متعلق ایک پیشہ ورانہ عمل ہے۔عموماً سماجی فلاح و بہبود کے ہر ایک کام کو سوشل ورک سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہ رویہ اس کی طاقت بھی ہے اور کمزوری بھی۔ طاقت اس معنی میں کہ ہندوستانی معاشرے میں اس کی شہرت بہت زیادہ ہے اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے تناظر میں بہت سے ایسے افراد ہیں جو سوشل ورکر ہونے کا دعوا تو کرتے ہیں لیکن وہ سوشل ورک کی تعریف پر پورے نہیں اترتے۔ ہمارے معاشرے میں عموماً نام نہاد سوشل ورکر اور پیشہ ورانہ سوشل ورکر کے درمیان فرق کرنے کے بجائے انھیں ایک دوسرے کا مترادف سمجھ لیا جاتا ہے۔یہی رویہ اس کی کمزوری کا باعث ہے۔ اس ضمن میں یہ واضح رہے کہ سماجی فلاح کا کام کرنے والا ہر فرد سوشل ورکر نہیں ہوسکتا۔سوشل ورک ایک پیشہ ورانہ عمل ہے جس کے لیے خصوصی تعلیم وتربیت لازمی ہے۔

1.2: مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

1. سماجی خدمات، سماجی اصلاح، سماجی فلاح اور سوشل ورک کے درمیان فرق کرسکیں۔
2. سوشل ورک کے اہداف وافعال کو بخوبی سمجھ سکیں۔
3. سوشل ورک کے معنی، مفہوم اور تعریفات کی بحث سے واقف ہوسکیں۔

1.3: سوشل ورک کیا ہے؟ (What is Social Work?)

بطور پیشہ سوشل ورک نے ایک طویل سفر طے کیا ہے۔خواہ وہ خیرات وغیرہ کے کاموں کو منظّم کرنے کی ابتدائی کوششیں ہوں، غیر انسانی قوانینِ امدادِ غربت یا پوورلاز (Poor Laws) کو چیلنج کرنا ہو یا انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے موجودہ مسائل ہوں، ہر دور میں سوشل ورک نے سماج کی بدلتی ہوئی ضروریات کے تئیں ردِعمل کا اظہار کیا ہے۔جس کی علمی اور پیشہ ورانہ نوعیت کو واضح کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ خاص طور پر یہ بتانے کی کوشش کی گئی کہ آخر سوشل ورک کیا ہے اور کیوں اس کی ضرورت محسوس ہوئی؟ دی نیویارک ٹائمس (The New York Times) نے اس پیشے کی بدلتی ہوئی نوعیت کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں عوامی رائے پر اپنے ایک اداریے میں لکھا تھا:

> ایک نیا پیشہ ٹھیک ہماری آنکھوں کے سامنے پختگی کے مراحل طے کر رہا ہے جس کا نام سوشل ورک ہے۔اسے کسی زمانے میں کندھے پر رکھی ایک ایسی ٹوکری سے تعبیر کیا گیا تھا جس کے ذریعے غریبوں

کی مدد کی جاتی تھی۔ مگر اب یہ ایک ڈسپلن ہے جو اپنے طریقہ کار میں سائنسی اور انداز میں تخلیقی ہے اور جو سماج کے مختلف مسائل پر تدارکی یا ریمیڈیل (Remedial) اقدامات اٹھاتا ہے۔ اسکڈ مور اور دیگر میں درج شدہ (Skidmore et al.، 4:1997)۔

مذکورہ ادارے میں ایک ابھرتے ہوئے پیشے کے طور پر سوشل ورک کے خدوخال کو بخوبی واضح کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ادارے نے سوشل ورک کو کندھے پر رکھی ٹوکری والی روایت سے الگ کر دیا جو اس کی انفرادیت اور پیشہ ورانہ تاریخی ترقی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس ادارے نے بتایا کہ یہ پیشہ نیا بھی ہے اور تھوڑا مختلف بھی۔ کیوں کہ پہلے یہ سوچا جاتا تھا کہ یہ غریبوں کی مدد کرنے والا ایک ایسا پیشہ ہے جس میں دریا دلی، نیکی یا دان دکشنا اور خیرات کے جذبات حاوی رہتے ہیں۔ اس احساس کے پس پشت دراصل انگلینڈ اور امریکہ میں چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹیز (Charity Organization Societies) اور سیٹلمنٹ ہاؤس تحریک (Settlement House Movement) کی سرگرمیوں کا پس منظر تھا جو پیشہ ورانہ سوشل ورک کی ابتدائی نشوونما کا سبب بنا۔ اس ادارے کے مطابق سوشل ورک اب ایک باقاعدہ پیشہ ہے جس میں ایک خاص ترتیب کے ساتھ تخلیقیت اور نمایاں پن بھی شامل ہے۔ وقت اور حالات کے تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ کرنے اور درپیش ضرورتوں کو پورا کرنے کی وجہ سے سوشل ورک آرٹ اور سائنس دونوں کا درجہ رکھتا ہے۔

اسی نہج پر موریلس اور شیفر (Morales & Sheafor، 1992) اور ڈیو بوئس اور ملے (DuBois & Miley، 2002) نے عصری سماج میں سوشل ورک کی ضرورت پر بخوبی روشنی ڈالی ہے۔ ان مصنفین کے تاثرات کو باکس 1.1 اور 1.2 میں پیش کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ اس بات کی بھی مسلسل کوششیں ہوتی رہیں کہ سوشل ورک مخصوص علم اور طریقہ کار پر منحصر ایک پیشہ ہے جس کے ذریعے انسان، انسانی مسائل اور انسانی زندگی میں مثبت بدلاؤ لانے کے لیے مداخلت کی جاتی ہے۔

باکس 1.1: انسانی ضروریات اور سوشل ورک (Human Needs and Social Work)

موریلس اور شیفر (Morales & Sheafor) کی کتاب Social Work: A Profession of Many Faces کے ابتدائی ورق سے ایک اقتباس:
''اگر یہ دنیا مکمل ہوتی تو یہاں ہر کسی کو گرم اور محفوظ گھر کی فراہمی، مناسب غذا کی سہولت، معقول روزگار، صحت کا بہتر نظام اور دوستوں اور خاندان والوں کا پیار ملتا۔ یہ ایک ایسی دنیا ہوتی جہاں الجھن، جرم اور دکھ کی شرح شاید کسی حد تک کم ہوتی، لوگوں کی زندگی میں سکھ ہوتا اور وہ ایک اچھی زندگی گزار رہے ہوتے۔ دنیا میں سوشل ورک کا وجود اس لیے برقرار ہے کیوں کہ یہ دنیا ابھی مکمل نہیں ہے۔

سوشل ورک انسانیت پر مبنی ایک پیشہ ہے جس کے پیشہ وران کام اور عمل میں یقین رکھتے ہیں۔ ایک سوشل ورکر اس نامکمل دنیا سے مطمئن (خوش) نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا سماج ہے جہاں بہت سارے بچے بھوکے سو جاتے ہیں، جس سماج نے بہت سارے عمر رسیدہ افراد کو بے کار اور بے مصرف قرار دے دیا ہے، جو معذور افراد کو بامعنی زندگی گزارنے میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے اور جس میں بہت ساری عورتوں اور بچوں کو جسمانی اور جنسی اذیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس امیر سماج میں بہت ساری اقلیتوں کو سماج کے وسائل سے فائدہ اٹھانے کے مواقع نہیں ملتے ہیں، جس میں متعدد تنہا یا سنگل والدین کو اپنے بچوں کی پرورش خستہ حال گھروں میں کرنی پڑتی ہے اور پیسے کی کمی کی وجہ سے دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہے۔ اس دنیا میں جذباتی اور ذہنی اعتبار سے متاثر بہت سارے افراد کو سماج کا ایک بڑا طبقہ ہر قسم کی ضروریات کی تکمیل سے محروم کر دیتا ہے۔ جب تک روئے زمین پر ایک فرد بھی ایسا ہے جو تنہا ہے، بھوکا ہے، مظلوم ہے، جس کے پاس رہنے کو گھر اور پہننے کو کپڑے نہیں ہیں، جو گھریلو تشدد کا شکار ہے یا ذہنی طور پر پریشان ہے، اس وقت تک سوشل ورک کی ضرورت ہے...... '' (1:1992)

باکس 1.2: انسانی مسائل اور سوشل ورک (Human Problems and Social Work)

ڈیو بوئس اور ملے (DuBois & Miley) کی کتاب Social Work: An Empowering Profession کے ابتدائی ورق سے ایک اقتباس:

''آپ ایک ایسے سماج کا تصور کیجیے جس میں انسانی دکھ درد نہ ہو۔ کیا آپ ایک ایسے انسانی سماج کا تصور کر سکتے ہیں جس کے تمام افراد کو بنیادی ضروریات زندگی کی وافر سہولیات فراہم ہوں اور انھیں تعلیم کے حصول اور کیریئر کی خواہشات کو پورا کرنے کے مواقع دستیاب ہوں؟ کیا آپ ایسے صحت مند اور قابل افراد کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جنھیں اپنی زندگی کو بہتر انداز میں گزر بسر کرنے کے لیے نظام صحت اور دیگر سماجی تحفظات تک رسائی ہو؟ کیا ہم ایک ایسے سماج میں رہ رہے ہیں جس میں نسل پرستی اور امتیاز سرے سے ناپید ہے اور جہاں ثقافتی اور نسلی تنوع کو سراہا جاتا ہے؟ کیا آپ کو سماج کے وسائل و ذرائع و ضروریات اور شہریوں کے وسائل و ذرائع و ضروریات کے درمیان کوئی ربط نظر آتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یقیناً آپ ایک ایسے سماج میں رہ رہے ہیں جسے سوشل ورکرز کی ضرورت نہیں ہے......۔

اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ انسانی سماج اپنے آپ میں مکمل نہیں ہے لہٰذا سماجی مسائل کا حل سماجی طور پر ہونا چاہیے جہاں انسانی ضروریات کو پورا کرنا ضروری ہے۔ کیا آپ اس قسم کے سماجی مسائل اور انسانی ضروریات کی حقیقتوں کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں؟ کیا آپ ان بے شمار لوگوں کی بدحالی کے لیے فکر مند ہیں جو غریبی اور بے گھر ہونے کی تکلیف جھیل رہے ہیں اور بھوک اور درد کی صعوبتوں کو برداشت کر رہے ہیں؟ کیا آپ اس سماج پر سوال اٹھانے کی ہمت رکھتے ہیں جس میں نابالغ افراد ماں یا باپ بن رہے

ہیں اور چھوٹے بچے منشیات کے عادی ہیں؟ جب مہنگے اسپتالوں اور دوائیوں کی وجہ سے بیماری کا علاج نہیں ہو پاتا ہے تو کیا یہ بات آپ کو بے چین کرتی ہے؟ کیا آپ ہر قسم کے تشدد اور تفریق کے خلاف ہیں؟ کیا آپ عدم مساوات کو چیلنج کرتے ہیں اور ایسے امتیازی اور ناروا سلوک کے خلاف ہیں جو کسی خاص طبقے اور آبادیوں کے رنگ، نسل اور اہلیت واستعداد کی بنا پر ان سے زندگی جینے کا حق چھین لیتے ہیں؟ کیا آپ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں جو لوگوں کے معیار زندگی اور تمام افراد کے لیے سماجی انصاف کو یقینی بنانے کے لیے کوشاں ہو؟ اگر ایسا ہے تو سوشل ورک پیشے میں آپ کا خیر مقدم ہے......'' (4:2002)

1.4: سماجی خدمات، سماجی اصلاح، سماجی فلاح اور سوشل ورک

(Social Service, Social Reform, Social Welfare and Social Work)

مندرجہ بالا بحث کے ضمن میں کئی اصطلاحات وتصورات ایسے ہیں جنھیں عام طور پر سوشل ورک کے مترادفات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً سماجی خدمات، سماجی فلاح، سماجی اصلاح اور سماجی تحریک وغیرہ۔ ایسی تمام اصطلاحات سوشل ورک کے سیاق میں اہمیت رکھتی ہیں جن کی علمی اور تصوراتی فہم ایک طالب علم کے لیے لازمی ہے۔ آیئے ایسی چند مروجہ اصطلاحات پر غور کرتے ہیں اور سوشل ورک کے ساتھ ان کے تعلق کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سماجی خدمات (Social Service)

سماجی خدمات میں رفاہی کام کو بڑے پیمانے پر انجام دیا جاتا ہے۔ ان خدمات کا مقصد سماج کے غریب افراد اور ضرورت مند طبقے کے حالات زندگی میں بہتری لانا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں اور ہر سماج میں ایسے افراد یا حکمراں رہے ہیں جنھوں نے اس قسم کی خدمات کو پوری تن دہی سے انجام دیا ہے۔ سماجی خدمات کی بنیاد خیر خواہی، مذہبی، روحانی اور سماجی فرائض کے احساس پر مبنی ہے۔ خدمات کی یہ روایات ہر زمانے کی تاریخ میں ملتی ہیں۔ سخاوت، دان دکشنا، خیرات، زکوٰۃ وغیرہ اسی فہرست کی چند مثالیں ہیں۔ اس طرح کی سماجی ورفاہی خدمات انفرادی جذبے کے تحت انجام دی جاتی رہی ہیں جب کہ سوشل ورک ایک پیشہ ورانہ عمل ہے جس میں ضرورت مندوں اور غریبوں کی مشکلات پر غور کیا جاتا ہے اور ان کے تدارک کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ اس پیشے سے وابستہ کئی سارے کام ظاہری طور پر سماجی خدمات کی طرح ہی نظر آئیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پیشہ ورانہ سوشل ورک سماجی خدمات سے مختلف ہے۔ سوشل ورک پیشہ وران کا طریقہ کار رفاہی کام کرنے والے کسی عام شخص سے منفرد ہوتا ہے۔ سوشل ورکرز کے پیشہ ورانہ کاموں کے پس پشت جو قوت محرکہ کارفرما ہوتی ہے وہ دراصل ان کی بے انتہا خود سپردگی اور اعلا درجے کا پیشہ ورانہ کمٹ منٹ ہے۔ یہ ایک پیشہ ورانہ احساس ذمے داری ہے جو ان سے سماجی خدمات کو موثر انداز میں انجام دینے کا مطالبہ کرتا ہے اور جو سوشل ورک کے کاموں اور سماجی خدمات کے درمیان ایک خط امتیاز کھینچتا ہے۔

سماجی اصلاح(Social Reform)

اس کا مقصد ایسی سماجی روایات کو نشان زد کرنا ہے جو ناروا اور غیر انسانی سلوک پر مبنی ہوں نیز وہ سماج کے ایک بڑے طبقے پر اثر انداز ہو رہی ہوں۔ سماجی اصلاح کا تصور سماجی برائیوں اور روایات کو چیلنج کرنے اور انھیں بدلنے سے متعلق ہے۔ دراصل اس طرح کی برائیوں کو رسم و رواج کے ذریعے تقویت ملتی ہے۔ اس لیے سماج خود بھی ایسی رسم و رواج کو بدلنے میں مزاحمت کرتا ہے۔ دیگر ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی اس قسم کی سماجی اصلاحات کی ایک طویل تاریخ رہی ہے جن میں سماجی اور مذہبی قدامت پسندی کو چیلنج کیا گیا ہے مثلاً ذات پات پر مبنی مظالم، عورتوں کی خستہ حالی، دقیانوسی رسومات وغیرہ۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں بدھ مت اور جین مت، سولہویں صدی میں تصوف، انیسویں صدی میں برہمو سماج، آریہ سماج، علی گڑھ تحریک، ستیہ شودھک سماج، بیسویں صدی میں دلت اور قبائلی تحریکات، اکیسویں صدی میں جل، جنگل اور زمین کی تحریک اور شہری حقوق جیسی تحریکیں ہندوستان میں سماجی اصلاح کے اہم ترین واقعات ہیں۔ موجودہ سوشل ورک پریکٹس میں استحصالی رویوں کو چیلنج کرنے اور انھیں بدلنے پر زور دیا جاتا ہے۔ سوشل ورک کے مقاصد میں دراصل سماج کی اصلاح بھی شامل ہے لیکن سماجی اصلاح اور سماجی اصلاحی تحریکیں سوشل ورک کا قطعاً متبادل نہیں ہیں۔ البتہ ان کا مطالعہ سوشل ورکرز کے لیے اہم ہے کیونکہ یہی مطالعہ کسی سماج میں بدلاؤ کے نظریات کو سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔ نیز اس کے مطالعے سے ان میں یہ شعور بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب سماج میں ایک طویل عرصے سے قائم غیر انسانی رسم و رواج اور روایات کو چیلنج کیا جاتا ہے تو سماج کا ردعمل کیسا ہوتا ہے! اور ان میں یہ سمجھ بھی پیدا ہوتی ہے کہ ایسی صورت حال میں مداخلت کی نوعیت، اس کی شکل و صورت اور درپیش خطرات کیا ہیں۔

سماجی فلاح(Social Welfare)

یہ اصطلاح بھی عام طور پر بڑی کثرت سے استعمال ہوتی ہے جس سے متعدد مفہوم اخذ کیے جاتے ہیں لیکن سوشل ورک کے طالب علم کو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سماجی فلاح کا مطلب خدمات کا منظّم نظام اور ان خدمات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ یوں تو سماجی خدمات کے برخلاف سماجی فلاح ایک جدید تصور ہے جو جدید جمہوری نظام سے وابستہ ہے۔ جدید جمہوری نظام نے خود کو فلاحی ریاست کی سب سے بڑی مثال بنا کر پیش کیا ہے۔ فریڈ لینڈر (Friedlander، 1980) کے مطابق سماجی فلاح:

> سماجی خدمات اور اداروں کا وہ منظّم نظام ہے جسے افراد اور گروپ کی زندگی، صحت کے معیار اور ذاتی و سماجی رشتوں کو بہتر کرنے کے لیے ترتیب و تشکیل دیا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد پر وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے ہیں اور اپنے گھر اور کمیونٹی کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی آسودگی میں اضافہ کرتے ہیں۔

ہندوستان کے تناظر میں حکومت کی فلاحی اسکیمیں مثلاً پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم(Public Distribution System)،

مہاتما گاندھی نیشنل ریورل امپلائیمنٹ گارنٹی ایکٹ (Mahatma Gandhi National Rural Employment Guarantee Act)، اندرا آواس یوجنا(Indira Awas Yojna) وغیرہ سماجی فلاح کی ہی مثالیں ہیں جن کی مدد سے ایک انسان کی بنیادی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ان اسکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں سوشل ورک پیشہ وران کا اہم کردار ہوتا ہے چنانچہ سوشل ورک سماجی فلاح کے نظام کا اہم جز ہے۔

سوشل ورک(Social Work)

سوشل ورک بنیادی طور پر انسانی خدمت کا پیشہ ہے جس کا مذکورہ بالا اصطلاحات اور تصورات سے ایک قریبی تعلق تو ہے مگر واضح رہے کہ یہ ایک ایسا پیشہ ہے جس میں لوگوں کی مدد اس طرح کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی مدد بذاتِ خود کرسکیں۔سوشل ورک کی کوشش انھیں خودکفیل اور بااختیار بنانے کی ہوتی ہے۔سوشل ورک کو آرٹ، سائنس اور ایک ایسے پیشے کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے جس میں مسائل کے حل اور لوگوں کے درمیان بہتر رشتوں کی استواری پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ پیشہ انسان دوستی پر مبنی ہے اور اس سے وابستہ لوگ زمینی سطح پر کام کرنے والے پیشہ ورافراد ہوتے ہیں۔مخصوص علم (Knowledge)، مہارت (Skills) اور اقدار (Values) سوشل ورک کے بنیادی اجزا ہیں۔ یہ اجزا سوشل ورک پیشہ وران میں ایسی لیاقت پیدا کرتے ہیں جن کو بروئے کار لا کر وہ اپنے متعلقہ میدانوں میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ ہر پیشے کی اپنی کچھ انفرادی خصوصیات ہوتی ہیں جن پر اس کا انحصار ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کسی بھی پیشے کی بنیادی اساس میں ایک مخصوص علم، مہارت اور اقدار ہونی چاہیے۔سوشل ورک کا اپنا ایک مخصوص علمی (Specialized Knowledge) دائرہ کار ہے۔ دیگر پیشوں کی طرح سوشل ورک کے علم کی جڑیں متعلقہ علوم وفنون (مثلاً سماجی علوم، مقامی علوم وغیرہ) سے مواد اخذ کرتی ہیں جنھیں ہم بنیادی علم(Basic Knowledge) سے موسوم کرسکتے ہیں۔مثال کے طور پر سماجیات اور نفسیات وہ علوم ہیں جن کے مطالعے سے انسان اور سماج کی سمجھ کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔

سوشل ورک پیشہ واران سماج کی مختلف سطح پر اور متنوع افراد اور گروپس(Groups) کے ساتھ کام کرتے ہیں۔لہٰذا ہر سطح اور ہر گروپ کے ساتھ کام کرنے کے لیے ایک خاص قسم کے علمی مواد، مہارت اور رویے کی ضرورت ہے۔مثال کے طور پر فردِ واحد کے ساتھ کام کرنے اور اس کے مسائل کو حل کرنے سے پیشتر اس کے بارے میں مکمل جانکاری حاصل کرنا ضروری ہے کہ اس فرد کی شخصیت کیسی ہے اور شخصیت کی تشکیل کے کیا محرکات ہیں۔علم نفسیات سوشل ورک پیشہ وران کو یہ سمجھ فراہم کرتا ہے۔ یہ امر بھی واضح رہے کہ سوشل ورک کے طالب علم کے لیے علم نفسیات پر مکمل دسترس ضروری نہیں ہے۔البتہ اسے نفسیات کے لازمی تصورات اور بنیادی مبادیات کی سمجھ ضرور ہونی چاہیے۔ بعینہٖ اپنے متعلقہ سماج کے ساتھ کام کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لوگوں کی ثقافت، ان کی زندگی کے معمولات، انسانی رشتوں کی نوعیت، سماجی ڈھانچے اور مختلف سماجی اداروں سے متعلق واقفیت حاصل ہوسکے۔اس کے لیے علم سماجیات سے شناسائی لازمی ہے تاکہ مختلف پس منظر میں کام کرنے سے پہلے سوشل ورکر سماج کی خصوصیات وافعال سے باخبر رہے۔

اسی طرز پر سیاسی اور معاشی نظام کی فہم بھی لازمی ہے جس کے لیے سوشل ورکرز سیاست، طرز حکومت، حکومتی ادارے اور معاشیات کی مبادیات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح مذکورہ مضامین کے مطالعے سے ان میں ایک خاص نقطہ نظر پیدا ہوتا ہے جس سے انھیں مسائل کی تہ میں جانے اور سمجھنے کے لیے مدد ملتی ہے۔

ہمیں اس مغالطے میں ہرگز نہیں رہنا چاہیے کہ سوشل ورک سماجیات یا نفسیات کا متبادل ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سماجیات اور سوشل ورک کی دلچسپی کا مرکز لوگ اور ان کے درمیان ہونے والا طرز تعامل ہے، مگر ماہرین سماجیات کی توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ لوگ کب، کیوں اور کس انداز میں ایک دوسرے کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ان کا مقصد سماجی مسائل کی نشان دہی، تحقیق اور ہر وہ کام کرنا ہوتا ہے جس کی مدد سے انھیں انسانی تعلقات اور تعامل کو سمجھنے میں مدد ملے۔ ایسے بہت سارے سماجی امور ہیں جن کو سمجھنے میں سماجیات سے مدد ملتی ہے مثلاً صنعتی انقلاب (Industrial Revolution) سے سماجی رشتوں میں پیدا ہونے والی تبدیلی کو سمجھنے کے لیے سماجیات سے واقفیت لازمی ہے۔ چنانچہ اس حد تک سوشل ورک سماجیات کے ساتھ ہے مگر سوشل ورکر مسائل کے حل کے لیے خصوصاً لوگوں کی مدد کرتا ہے تاکہ وہ اپنی سماجی فنکشننگ (Social Functioning) کو موثر بنا سکیں۔ اس کام کے لیے سوشل ورکر اپنے کلائنٹ (Client) یا متعلقہ کمیونٹی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، ان کی مناسب تشخیص کرتا ہے اور پھر انھیں درپیش مسائل کو حل کرتا ہے۔ اسی طرح سوشل ورک اور نفسیات کے درمیان بھی ایک گہرا ربط ہے۔ نفسیات کا مطمح نظر فرد اور لوگوں کا برتاؤ اور ان کا طرز تعامل ہوتا ہے۔ سوشل ورک میں بھی برتاؤ کی سمجھ پہلا مرحلہ ہے مگر نفسیات کے برعکس جس میں فرد کے برتاؤ پر زور دیا جاتا ہے، سوشل ورک فرد کی فنکشننگ پر زور دیتا ہے۔ ماہرین نفسیات فرد کے برتاؤ کو سمجھنے کے لیے حیاتیاتی عوامل کے ساتھ ساتھ سماجی عوامل کا مطالعہ کرتے ہیں جن کا مقصد شخصیت کے خدوخال اور برتاؤ کو سمجھنا ہے۔ جب کہ سوشل ورکر مذکورہ عوامل کو سمجھتے ہوئے فرد یا کمیونٹی کی سماجی فنکشننگ، کلائنٹ کے رشتے اور ذاتی و اجتماعی مسائل کو حل کرنے کے لیے کمیونٹی کے وسائل کو استعمال میں لاتا ہے۔ جس طرح جراحی (سرجری) کے لیے علم الابدان (اناٹومی) کی سمجھ اور انجینئرنگ کے لیے علم طبعیات (فزکس) سے واقفیت ضروری ہے بعینہ سوشل ورک کے لیے سماجیات، نفسیات اور دیگر متعلقہ مضامین کو پڑھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ اس طرح سوشل ورک دیگر علوم سے علمی مواد اخذ کر کے اپنے بنیادی علم کی اساس کو مضبوطی فراہم کرتا ہے۔

مخصوص علم کی بدولت سوشل ورک سماجی علوم کے دیگر مضامین سے مختلف ہے۔ بنیادی علم سوشل ورکر کو انسان اور سماج کو سمجھنے کا نظریہ فراہم کرتا ہے جس کی مدد سے وہ فرد واحد، گروہ اور کمیونٹی کے مسائل کے پائیدار حل کے لیے ان کی زندگی میں ایک خاص حکمت عملی کے تحت مداخلت کرتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے سوشل ورک کے مخصوص علم کی ضرورت پڑتی ہے۔ مخصوص علم کی بنیاد پر سوشل ورک کے چھ طریقہ کار ہیں:

☆ سوشل کیس ورک (Social Case Work)

☆ سوشل گروپ ورک(Social Group Work)

☆ کمیونٹی ورک(Community Work)

☆ سوشل ویلفیئر ایڈمنسٹریشن(Social Welfare Administration)

☆ سوشل ورک ریسرچ(Social Work Research)

☆ سوشل ایکشن(Social Action)

فرد واحد کی سطح پر سوشل کیس ورک، گروہ کی سطح پر سوشل گروپ ورک اور کمیونٹی کی سطح پر کمیونٹی ورک کے طریقہ کار کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔سوشل ورک پیشے کے یہ تین بنیادی طریقہ کار ہیں۔ واضح رہے کہ ہر سطح پر کام کرتے وقت سوشل ورکر کسی مخصوص مسئلے سے متعلق اپنی علمی فہم کو مستحکم کرتا ہے اور پھر مسئلے کے حل کے لیے مختلف تکنیکیں بروئے کار لاتا ہے۔ اسی طرح سماجی پالیسیوں، پروگراموں اور تنظیموں کے انتظام وانصرام کے لیے سوشل ویلفیئر ایڈمنسٹریشن، سوشل ورک کی علمی اساس اور عمل میں اضافے کے لیے سوشل ورک ریسرچ اور کمیونٹی یا سماج میں بڑے پیمانے پر تبدیلی لانے کے لیے سوشل ایکشن کو سوشل ورک کے ثانوی طریقہ کار میں شمار کیا جاتا ہے۔سوشل ورک کے کل چھ طریقہ کار ہیں، جن میں تین طریقے بنیادی(Primary Methods) اور تین طریقے ثانوی (Secondary Methods) ہیں (ملاحظہ کریں باکس 1.3)۔

واضح رہے کہ مخصوص علم کو عملی جامہ پہنانا اور مذکورہ علم اور معلومات کو عمل میں لانا ہی دراصل مہارت کہلاتا ہے۔ مہارت سوشل ورک کا ناگزیر جز ہے جسے سوشل ورک فیلڈ ورک پریکٹکم (Field Work Practicum) کے ذریعے پروان چڑھایا جاتا ہے۔سوشل ورک کی تھیوری اور پریکٹس آپس میں لازم وملزوم ہیں جنھیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے سوشل ورک میں درس وتدریس اور فیلڈ ورک ساتھ ساتھ عمل میں آتے ہیں تاکہ سوشل ورک کی علمی سمجھ کو فیلڈ ورک کے ذریعے عمل میں لایا جائے اور عملی تجربوں کی مدد سے سوشل ورک کی سمجھ میں مزید نکھار پیدا ہو۔ فیلڈ ورک پریکٹکم کے ذریعے طلبا کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ سوشل ورک کے مختلف میدانوں سے اور درپیش مسائل سے واقف ہو کر فیلڈ کے تجربے کی بنا پر پیشہ ورانہ مہارت کو پختہ کریں۔ فیلڈ ورک پریکٹکم ایک جامع تصور ہے جس کے مندرجہ ذیل عناصر ہیں:

☆ اورینٹیشن پروگرام(Orientation Programme)

☆ کونکرنٹ فیلڈ ورک/ بلاک فیلڈ ورک(Concurrent Field Work/Block Field Work)

☆ فیلڈ ورک رپورٹ(Field Work Report)

☆ انڈیوی جوئل کانفرنس یا انفرادی گفت وشنید(Individual Conference)

☆ گروپ کانفرنس یا گروہی گفت وشنید/ فیلڈ ورک سمینار(Group Conference/Field Work Seminar)

☆ ریورل کیمپ/اسٹڈی ٹور(Rural Camp/Study Tour)

☆ بلاک پلیسمنٹ/انٹرن شپ(Block Placement/Internship)

☆ اسکل لیب(Skill Lab)

سوشل ورکرز اپنے کلائنٹ کے مسائل میں مداخلت کرتے ہیں اور یہ مہارت ان کے کاموں میں نظر آتی ہے۔ مہارت کی چند مثالیں ذیل میں دی گئی ہیں:

☆ حصولِ اعتماد کی مہارت(Relationship Skills)

☆ ترسیل کی مہارت(Communication Skills)

☆ مشاہدے کی مہارت(Observation Skills)

☆ منصوبہ بندی کی مہارت(Planning Skills)

☆ تحقیق کی مہارت(Research Skills)

☆ پالیسی کا تجزیہ کرنے کی مہارت(Policy Analysis Skills)

☆ تعین قدر کی مہارت(Evaluation Skills)

☆ مسائل کو حل کرنے کی مہارت(Problem Solving Skills)

☆ ثقافتی تنوع سے مناسبت کی صلاحیت(Cultural Competence)

مسئلے کی نوعیت اور کلائنٹ کی ضرورت کے پیش نظر سوشل ورکر ان مہارتوں کے ذریعے مناسب تکنیکیں استعمال کرتا ہے۔ یہ نکتہ اہم ہے کہ اپنے کلائنٹ کی زندگی میں مداخلت کے دوران سوشل ورکر کون سا طریقہ کار استعمال کرتا ہے اور کون سی تکنیکیں بروئے کار لاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوشل ورک کے مختلف طریقہ کار میں کلائنٹ سسٹم (فرد، گروہ اور معاشرہ) کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے خصوصی مہارتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ موثر سوشل ورکر اپنے کلائنٹ کی ضرورت کو مکمل طور پر سمجھتا ہے اور دوران مداخلت اپنی بصیرت سے کام لیتا ہے۔

مخصوص علم اور مہارتوں کے امتزاج سے سوشل ورکر کی شخصیت میں تبدیلی آتی ہے لیکن اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا رویہ اور برتاؤ پیشہ ورانہ ہو یعنی پیشہ ورانہ اقدار (Profesional Values) پر مبنی ہو۔ چونکہ ہر فرد کی شخصیت کی تشکیل میں اس انسان کی سماجی تربیت اور سماجی تجربات کا گہرا اثر ہوتا ہے اور اثرات کا یہ مجموعہ ان کے برتاؤ اور رویے یعنی ذاتی یا پرسنل سیلف (Personal Self) سے جھلکتا ہے اس لیے سوشل ورکر کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنے ذاتی سیلف سے پرے جا کر پیشہ ورانہ سیلف (Professional Self) کے رنگ میں خود کو ڈھالے۔ پیشہ ورانہ سیلف کا عقیدہ اس بات میں مضمر ہے کہ روئے زمین کے

ہر فرد کی عزتِ نفس ہے، تنوع کی اہمیت ہے اور سماجی ناانصافی اور وسائل کی غیر مساوی تقسیم کی وجہ سے سماج کے بہت سارے طبقات ایک باعزت زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔ یہی وہ خیالات اور آدرش ہیں جو سوشل ورکرز میں پیشہ ورانہ اقدار کے عناصر کو جنم دیتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ سوشل ورکر کی ذاتی اقدار اور پیشہ ورانہ اقدار کے درمیان تال میل نہ بیٹھے مگر ضروری ہے کہ وہ اپنی ذاتی اقدار پر از سرِ نو غور کرے اور پیشہ ورانہ اقدار کو اپنی پریکٹس کے ہر معاملے میں اولین ترجیح دے۔ اس پیشے میں اقدار پر مبنی ایسے اصول (Principles) ہیں جن سے ایک سوشل ورکر اپنے کلائنٹ کے ساتھ کام کرنے کے دوران رہنمائی حاصل کرتا ہے اور یہ ایسے رہنما اصول ہیں جو کلائنٹ کے ساتھ کام کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ مثلاً کلائنٹ کو بغیر کسی شرط کے بحیثیت ایک فرد قبول کرنا اور اس کے بارے میں کسی قسم کی غلط سوچ نہ رکھنا۔ اسی طرح اس پیشے کے ضابطۂ اخلاق (Code of Ethics) پر پوری طرح عمل کرنے سے سوشل ورکر پر ذمے داری اور جواب دہی کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے جس میں سوشل ورکر کو کلائنٹ، تنظیم اور سماج کے ساتھ بے حد احتیاط اور ذمے داری سے کام کرنا فرض ہے۔ انھی اقدار، اصول اور اخلاقیات پر سوشل ورک کے پیشہ ورانہ اقدار کی بنیاد قائم ہے جو ایک سوشل ورکر کے پیشہ ورانہ رویے اور برتاؤ یعنی پیشہ ورانہ سیلف کو پروان چڑھاتی ہے۔ سوشل ورک کی مذکورہ بالا بحث کو ہم نے باکس 1.3 کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

باکس 1.3: سوشل ورک کا تصوراتی خاکہ (Conceptual Framework of Social Work)

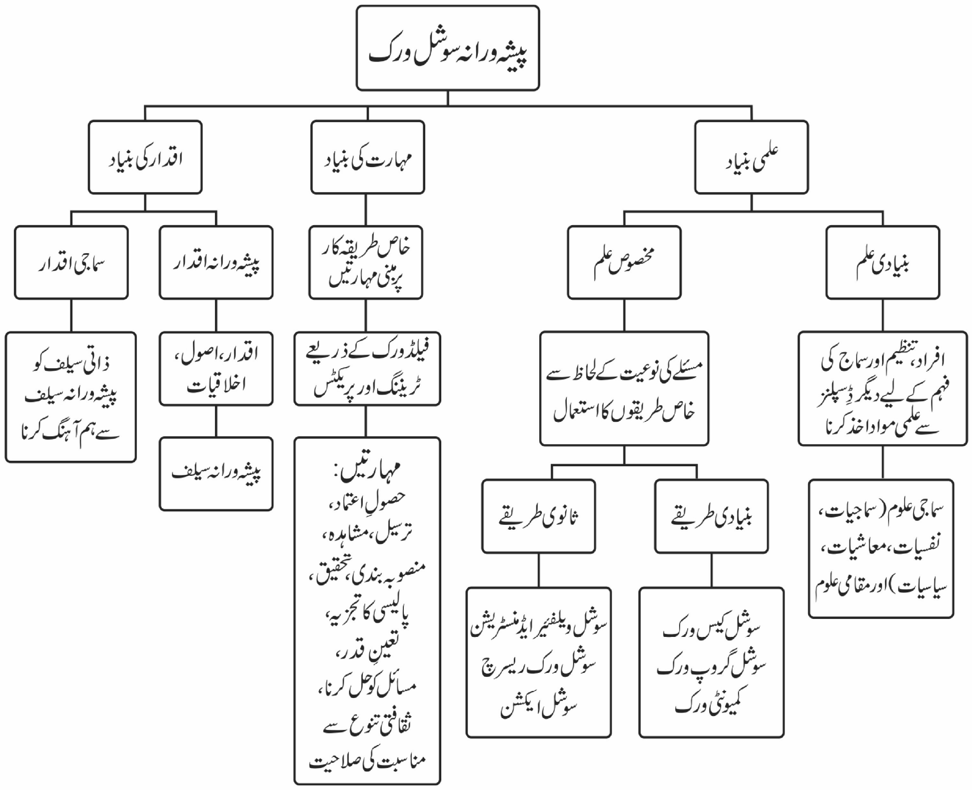

1.5: سوشل ورک کے اہداف (Goals of Social Work)

پیشہ ورانہ سرگرمیوں کو اچھے انداز میں انجام دینے کے لیے سوشل ورک پیشے کے اہداف سے واقفیت ضروری ہے۔ کلائنٹ کی اہلیت و استعداد میں اضافہ کرنا، وسائل کے ساتھ مربوط کرنا، بااختیار بنانا اور انھیں بدلاؤ کی سمت گامزن کرنا سوشل ورک کے بنیادی اغراض و مقاصد ہیں۔ ڈیو بوئس اور ملے (2002) کے مطابق سوشل ورک کے درج ذیل اہداف ہیں:

1. فرد، خاندان، گروپ، تنظیموں اور کمیونٹی کی سماجی فنکشننگ میں اضافہ کرنا

اس ہدف کی تکمیل کے لیے پیشہ وران ان دشواریوں کا تعین کرتے ہیں جو کلائنٹ سسٹم یعنی فرد، خاندان، تنظیموں اور کمیونٹی کی سماجی فنکشننگ میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ بہتر سماجی فنکشننگ کے لیے لازمی ہے کہ کلائنٹ سسٹم کو اپنی قدر و قیمت کا احساس رہے، وہ اپنے کردار سے مطمئن رہیں اور دوسروں کے ساتھ مثبت رشتہ قائم رکھیں۔ ضروری ہے کہ وہ اپنے کلائنٹ کی سماجی فنکشننگ کے توازن کو باریکی سے سمجھیں اور ان کی استعداد میں اضافہ کریں تاکہ کلائنٹ کی سماجی فنکشننگ کو بحال کیا جا سکے۔

2. ضروری وسائل کے ساتھ کلائنٹ کو مربوط کرنا

اس ضمن میں ایک طرف تو سوشل ورکرز ضروری وسائل و ذرائع کی نشاندہی کرنے میں کلائنٹ کی مدد کرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ سماجی خدمات میں آنے والی رکاوٹوں کی شناخت کرتے ہیں۔ وہ مختلف پروگراموں اور پالیسیوں کی نمائندگی کرنے والے پیشہ وران کے درمیان ترسیل کو استوار کرتے ہیں اور فائدہ مند سماجی پالیسیوں اور خدمات کی وکالت کرتے ہیں۔

3. سماجی خدمات فراہم کرنے والے نیٹ ورک کو بہتر کرنا

سوشل ورکرز اس امر کو یقینی بناتے ہیں کہ خدمات کی فراہمی کا نظام انسانیت پر مبنی ہے اور لوگوں کو مناسب انداز میں ذرائع کی تقسیم اور خدمات فراہم کی جارہی ہیں۔ اس کام کو کرنے کے لیے وہ ایسے منصوبہ جات کی وکالت کرتے ہیں جو کلائنٹ پر مرکوز ہو اور کارگر ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمے داری کے اصول پر مبنی ہو۔

4. سماجی پالیسی کی تیاری اور ترقی کے ذریعے سماجی انصاف کو فروغ دینا

سماجی پالیسیوں کی تیاری کے ضمن میں سوشل ورکرز سماجی مسائل کی جانچ پرکھ اور سماجی انصاف کی روشنی میں نئی پالیسی بنانے کا مشورہ دینا نیز غیر سودمند پالیسی کو ختم کرنے کی سفارش کرنا ان کی ذمے داری ہے۔

مندرجہ بالا اہداف محض اشارتاً ہیں جو کہ اپنے آپ میں مکمل نہیں ہیں۔ سوشل ورک کے ماہرین اور قومی و بین الاقوامی پیشہ ورانہ تنظیموں نے سوشل ورک کے اہداف بیان کیے ہیں۔ حالیہ برسوں میں سوشل ورک کی دو بین الاقوامی تنظیموں نے سوشل ورک کے اغراض و مقاصد کو بخوبی واضح کیا ہے۔ انٹرنیشنل فیڈریشن آف سوشل ورکرز اور انٹرنیشنل اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک

International Federation of Social Workers & International Association of Schools of

Social Work (2014) کے مطابق لوگوں کے عوامی مسائل کو حل کرنا اور آسودگی کو یقینی بنانا سوشل ورک کا بنیادی مقصد ہے۔ یہ پیشہ سماجی بدلاؤ اور ترقی، سماجی ہم آہنگی، اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کو فروغ دیتا ہے۔

1.6: سوشل ورک کے افعال (Functions of Social Work)

اپنے مشن کو پورا کرنے میں اس پیشے کے افعال یا فنکشنز (Functions) کو سمجھنا ضروری ہے۔ ماہرین نے سوشل ورک کے متحرک اور جامع کاموں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے فنکشنز کی وضاحت کی ہے۔ آپ کی سہولت کے لیے چند ماہرین کے نظریات ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں۔

اسکڈ مور اور دیگر (Skidmore et al.، 1997) نے سوشل ورک کے فنکشنز میں تین سرگرمیوں کو شامل کیا ہے جو ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔

- ☆ کمزور صلاحیتوں کی بحالی (Restoration of Impaired Capacities): کمزور صلاحیتوں کو بحال کرنے کی غرض سے اس فنکشن کو شفا بخش یا کیوریٹیو (Curative) اور بحال کن یا ری ہیبیلی ٹیٹو (Rehabilitative) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصے میں ان عوامل کو ختم کرنے کی بات کی گئی ہے جن کی وجہ سے فرد کی سماجی فنکشننگ خراب ہوگئی ہے۔ دوسرا حصہ تعامل یا انٹریکشن کے طرز کو سمجھنے اور اسے دوبارہ قائم کرنے سے متعلق ہے۔
- ☆ وسائل کی فراہمی (Provision of Resources): اس فنکشن کو ترقیاتی (Developmental) اور تعلیمی (Educational) زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصے میں پہلے سے موجود سماجی وسائل کو کارگر بنایا جاتا ہے اور ذاتی صلاحیتوں کو نکھارا جاتا ہے۔ دوسرے حصے میں فرد کو اس کے مخصوص حالات اور نئے یا بدلتے ہوئے سماجی وسائل کی ضروریات سے باخبر کیا جاتا ہے۔
- ☆ سماجی ڈس فنکشننگ کی تدبیر (Prevention of Dysfuction): سماجی ناکارکردگی یا ڈس فنکشننگ کو روکنے کے لیے لازمی ہے کہ ایسے عوامل یا صورت حال کو نشان زد کیا جائے، انھیں روکا جائے اور ان کا خاتمہ کیا جائے جس سے موثر سماجی فنکشننگ متاثر ہوتی ہے۔ اس ضمن میں پہلی سطح پر فرد اور گروپس کے درمیان تعامل کے طرز میں آنے والی پریشانیوں اور رکاوٹوں کو دور کرنا لازمی ہے۔ دوسری سطح پر سماجی بیماریوں اور فرسودہ روایات کو روکنے اور ختم کرنے اور سماجی بدلاؤ کے لیے کوشاں رہنا ضروری ہے۔

اسکڈ مور اور دیگر کے ذریعے دیے گئے فنکشنز کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں موثر سماجی فنکشننگ کی بحالی پر زور دیا گیا ہے جس کو مختصراً تین عناصر کی بنیاد پر سمجھا جاسکتا ہے (باکس 1.4)۔

باکس 1.4: سماجی فنکشننگ کے عناصر (Elements of Social Functioning)

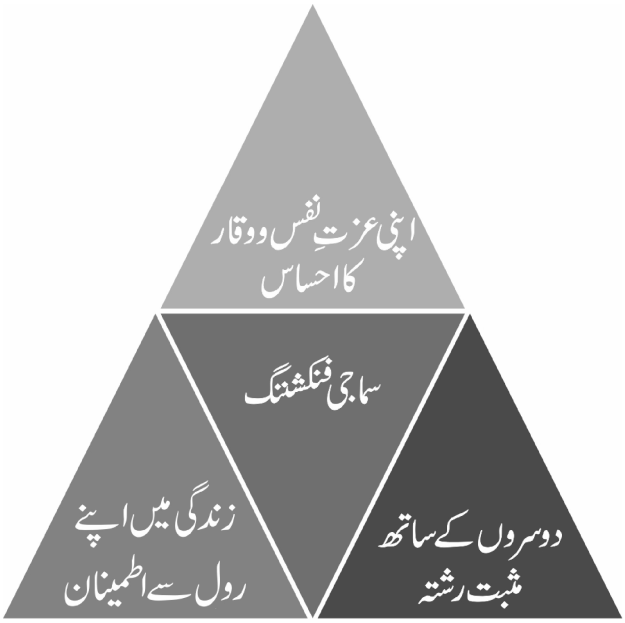

موریلس اور شیفر (1992) کے مطابق سوشل ورک کے تین بنیادی فنکشنز ہیں:

☆ نگہداشت یا کیئرنگ (Caring): اس کا مطلب دیکھ بھال کرنا یا خیال رکھنا ہے۔ لوگوں کی آسودگی یا خوش حالی کے لیے فکرمند رہنا سوشل ورک کا عین مقصد ہے۔ انسانی خدمت کی اپنی طویل تاریخ میں سوشل ورک نے بے یار و مددگار لوگوں کی مستقل دیکھ بھال کی ہے۔ بعض دفعہ کیئرنگ کے اس رول پر سماجی بدلاؤ اور ٹریٹ منٹ کی کوششیں سبقت لے جاتی ہیں۔ ہمارے علم کا بڑا حصّہ معذورین، عمر رسیدہ افراد اور اس قسم کے دوسرے افراد کے مسائل کو ختم کرنے یا روکنے کے لیے ناکافی ہے۔ اس لیے لوگوں کو مطمئن رکھنے اور رکاوٹوں سے نمٹنے کے لیے مناسب کیئرنگ ایک ایسی خدمت ہے جو سوشل ورک فراہم کرسکتا ہے۔ یہ فنکشن سوشل ورک کے مشن کا ایک اٹوٹ حصہ بھی رہا ہے۔

☆ شفایابی یا کیورنگ (Curing): سوشل ورک پریکٹس کی توجہ کا مرکز بگڑی ہوئی سماجی فنکشننگ سے متاثر افراد کا علاج یا ٹریٹ منٹ کرنا بھی ہے۔ افراد، گروپ اور خاندانوں کو براہ راست یا بلاواسطہ خدمات پہنچانے کے لیے بہت ساری تکنیکیں تیار کی گئی ہیں۔ جن میں جنرل کاؤنسلنگ سے لے کر مخصوص تکنیکیں جیسے ٹرانزکشنل انالیسس، فیملی تھراپی اور گسٹالٹ تھراپی شامل ہیں۔ سماجی فنکشننگ میں درپیش مسائل کا حل صرف فرد واحد پر مرکوز طریقوں سے نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ کلائنٹ اور مخصوص صورت حال میں سوشل ورکران تکنیکوں کو کتنے بہتر طریقے سے استعمال میں لاتا ہے۔ سوشل ورک پریکٹس کی بنیاد میں مناسب فیصلہ کرنے کی اہلیت، مدد کے عمل میں کلائنٹ کو شامل کرنے کی مہارت اور خدمات کی فراہمی کے

لیے ایک مناسب ماحول کا ہونا شامل ہے۔ مزید کلائنٹ کی مدد کے عمل میں سوشل ورکر انسانی اور سماجی برتاؤ کے علم کو عمل میں لاتا ہے۔ کلائنٹ اور سوشل ورکر ایک ساتھ مل کر مخصوص تکنیکوں کے ذریعے صورت حال کو سمجھنے اور بدلنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

☆ بدلاؤ یا چینجنگ (Changing): سماجی بدلاؤ ہمیشہ سے سوشل ورک کا ایک اہم جز رہا ہے۔ بہت سارے سوشل ورکرز جھگیوں، اسپتالوں، قید خانوں وغیرہ کے نظام کو بہتر کرنے میں ایک متحرک مصلح کا کردار نبھاتے ہیں۔ عصر حاضر میں سوشل ورک غریبی اور عدم مساوات پر پردہ ڈالنے والے سماجی نظام کو بھی متاثر کرتا ہے۔ سوشل ورکرز سماجی قوانین اور فلاحی پروگراموں کے ذریعہ اس سماجی نظام یا سماجی ڈھانچے یا صورت حال پر اثر انداز ہوتے ہیں جس کی بدولت غریبی، عدم مساوات، سماجی ناانصافی اور فرقہ پرستی پنپتی ہے۔ وہ عوامی بیداری اور حق کی وکالت کے لیے آبادی کے متاثرہ ممبران کی بااختیاری میں رہنمائی کرتے ہیں۔ اس طرح سوشل ورکرز یا تو اپنے کلائنٹ کی آواز بن کر بدلاؤ لاتے ہیں یا پھر انھیں اس انداز میں تیار کرتے ہیں کہ وہ بذات خود مقامی، صوبائی یا قومی پیمانے پر انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے کھڑے ہوسکیں۔

ڈیوبوئس اور ملے (2002) نے اپنی کتاب میں سوشل ورک کے فنکشنز پر تفصیلی بحث کی ہے۔ ان فنکشنز کو تین زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں کنسلٹنسی (Consultancy)، ریسورس مینجمنٹ (Resource Management) اور ایجوکیشن (Education) شامل ہیں۔ کنسلٹنسی یا مشاورت کا مقصد مسائل کو حل کرنا ہے۔ ریسورس مینجمنٹ یا وسائل کے انتظام وانصرام کا مفہوم سماجی خدمات کی فراہمی کے نظام کو استعمال میں لانا ہے۔ ایجوکیشن یا تعلیم سے مراد ہدایات، آموزش اور بدلاؤ ہے۔ ان فنکشنز کی خاص بات یہ ہے کہ مداخلت کی تینوں سطح چھوٹی، درمیانی اور بڑی سطح یعنی مائیکرو، مڈ اور میکرو لیولز (Micro, Mid & Macro Levels) کے اعتبار سے سوشل ورکر کے کردار یا رول (Roles) اور حکمت عملیوں یا اسٹریٹیجیز (Strategies) کی تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔ گویا بنیادی طور پر سوشل ورک کے تین فنکشنز ہیں اور تینوں فنکشنز کی مداخلت کی تینوں سطح پر منفرد رول اور حکمت عملیاں ہیں۔ ہم نے اس باب میں مذکورہ فنکشنز، کردار اور حکمت عملیوں کے ٹیبل کو یکجا کر کے باکس 1.5 میں ایک منظّم شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ باکس 1.6 میں ڈیوبوئس اور ملے نے یہ دکھایا ہے کہ کس طرح ان فنکشنز کو سوشل ورک کی پریکٹس، پالیسی اور تحقیق میں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سوشل ورک کے فنکشنز میں سوشل ورکرز کا کردار اور حکمت عملیاں اہم ہیں اور یہی وجہ ہے سماج کی مختلف سطحوں پر پیشہ وران کے کردار کی نوعیت اور کام کے طریقے میں بھی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ سوشل ورکرز کا کردار پیشہ ورانہ برتاؤ کی وہ متوقع خصوصیات ہیں جنھیں وہ اپنے کلائنٹ سسٹم کے ساتھ بروئے کار لاتے ہیں۔ حکمت عملیوں کے ذریعے سوشل ورکرز اپنے رول یا کردار کو عملی جامہ پہناتے ہیں اور اپنے کام یا ایکشن کے لیے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ آیئے ان فنکشنز اور ان سے متعلق رول اور حکمت عملیوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

☆ کنسلٹنسی ایسی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کو کہتے ہیں جس کے ذریعے پیشہ وران اور کلائنٹ دونوں مل کر کلائنٹ کے ایشوز کو سمجھتے ہیں اور ایکشن پلان تیار کرتے ہیں۔ امکان ساز یا انیبلر (Enabler) کے رول میں سوشل ورکر کلائنٹ (چھوٹی سطح پر) کی سماجی فنکشننگ میں ہونے والی پریشانیوں کو حل کرنے میں پیش پیش رہتا ہے اور اس رول کی تکمیل کے لیے مسئلے کو حل کرنے کی حکمت عملی اپناتا ہے۔ درمیانی سطح پر رسمی گروپس، تنظیموں یا افسر شاہی نظام کے ساتھ سوشل ورکر ایک سہولت کار یا فیسی لیٹیٹر (Facilitator) کے طور پر کام کرتا ہے تاکہ ان کی موثر فنکشنگ میں اضافہ کر سکے۔ اس سمت میں تنظیمی ترقی یا آرگنائزیشنل ڈیولپمنٹ کی حکمت عملیاں سوشل ورکر کے رول کو مضبوطی فراہم کرتی ہیں۔ بڑی سطح پر کمیونٹی یا سماج کی ضروریات کو سوشل ورکر اچھی طرح سمجھتا ہے اور بحیثیت منصوبہ ساز یا پلانر (Planner) وہ کمیونٹی کی ضرورتوں کے مطابق مقاصد کا تعین، پالیسیوں کی تشکیل اور مختلف پروگرام عمل میں لاتا ہے۔ ریسرچ اور پلاننگ کے ذریعے اس رول کو تقویت ملتی ہے۔

☆ جب وسائل اور ذرائع تک رسائی یا فراہمی کلائنٹ کی دسترس سے باہر ہوتی ہے تو ایسی صورت میں سوشل ورکر کا کردار اہم ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ اکثر اپنے کلائنٹ کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ خود وسائل و ذرائع تک رسائی کر سکے۔ سوشل ورکرز خدمات کی فراہمی کو مربوط کرتے ہیں اور نئی پالیسیوں اور پروگراموں کو عملی شکل دیتے ہیں۔ سوشل ورک کے ریسورس مینجمنٹ فنکشن میں اسی قسم کی مختلف سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ چھوٹی سطح پر وکیل یا ایڈووکیٹ (Advocate) کے رول میں سوشل ورکرز کلائنٹ اور پہلے سے موجود وسائل کے درمیان ایک بامعنی ربط بناتے ہیں۔ کیس مینجمنٹ تدبیر کے ذریعے سوشل ورکرز اپنے کلائنٹ کو مختلف قسم کی خدمات فراہم کرنے والوں کی خدمات سے مربوط کرتے ہیں۔ سوشل ورکرز گروپس یا تنظیموں کے ساتھ درمیانی سطح پر کسی مشترکہ مسئلے کی شناخت کرتے ہیں، مقاصد کا تعین کرتے ہیں، مناسب حل کے لیے غور وفکر کرتے ہیں اور ایکشن پلان کا تعین کرتے ہیں۔ اس پیمانے پر سوشل ورکرز کنونیز (Convenor) کا رول نبھاتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ بہت ساری ایجنسیوں اور خدمات کی فراہمی کرنے والی جگہوں سے نیٹ ورکنگ بھی کرتے ہیں۔ بڑی سطح پر سرگرم کارکن یا ایکٹوسٹ (Activist) کے رول میں سوشل ورکرز معاشرے کی سطح پر لوگوں کو سماجی بدلاؤ کے لیے یکجا کرتے ہیں۔ اس رول کو نبھانے کے لیے وہ وسائل کو دریافت کرتے ہیں اور سماجی قوانین کی تبدیلی پر زور دیتے ہیں۔

☆ بااختیاری کے نظریے سے کی جانے والی سوشل ورک پریکٹس میں تعلیم ایک اہم فنکشن ہے کیوں کہ سوشل ورکرز اپنے کلائنٹ کو بہت ساری معلومات اور علمی آگہی سے روشناس کرتے ہیں اور ان کے مسئلے سے متعلق، وسائل و ذرائع اور چیلنجز سے انھیں واقف کراتے ہیں۔ چھوٹی سطح پر (کلائنٹ کے لیے) وہ استاد یا ٹیچر (Teacher) کا رول ادا کرتے ہیں اور سیکھنے سکھانے کی حکمت عملیوں کو استعمال میں لاتے ہیں تاکہ کلائنٹ کی مہارت اور اس کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ تربیت کار یا ٹریز (Trainer) کے رول میں سوشل ورکرز درمیانی سطح پر کسی بھی رسمی گروپ کو ہدایات دیتے ہیں۔ اس کام کے لیے وہ ورک شاپ، اسٹاف کی مہارتوں میں اضافہ اور دیگر قسم کی تعلیم فراہم کرتے ہیں۔ بڑی سطح پر آؤٹ ریچ (Outreach) کے رول

میں وہ سماجی ناانصافی، سماجی مسائل اور سماجی خدمات کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں اور ان کو حساس بناتے ہیں۔ بہت سارے پروگرام میڈیا اور تعلقات عامہ کی سرگرمیوں کے ذریعے وہ کمیونٹی ایجوکیشن کو بطور حکمت عملی استعمال کرتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات لوگوں تک پہنچائی جا سکے اور سماجی بدلاؤ ممکن ہو سکے۔

باکس 1.5: سوشل ورک کے فنکشنز، کردار اور حکمت عملیاں

(Social Work Functions, Roles and Strategies)

فنکشنز	مداخلت کی سطح		
	مائیکرو لیول یا چھوٹی سطح	مڈ لیول یا درمیانی سطح	میکرو لیول یا بڑی سطح
کنسلٹنسی	کلائنٹ: فرد واحد اور کنبہ کردار: انیبلر حکمت عملی: مسئلے کا حل ڈھونڈنا	کلائنٹ: رسمی گروپس اور تنظیمیں کردار: فیسی لیٹیٹر حکمت عملی: آرگنائزیشنل ڈیولپمنٹ	کلائنٹ: کمیونٹی اور سماج کردار: پلانر حکمت عملی: ریسرچ اور پلاننگ
ریسورس مینجمنٹ	کلائنٹ: فرد واحد اور کنبہ کردار: بروکر/ایڈوکیٹ حکمت عملی: کیس مینجمنٹ	کلائنٹ: رسمی گروپس اور تنظیمیں کردار: کنوینر/میڈی ایٹر حکمت عملی: نیٹ ورکنگ	کلائنٹ: کمیونٹی اور سماج کردار: ایکٹوسٹ حکمت عملی: سوشل ایکشن
تعلیم	کلائنٹ: فرد واحد اور کنبہ کردار: ٹیچر حکمت عملی: انفارمیشن پروسیسنگ	کلائنٹ: رسمی گروپس اور تنظیمیں کردار: ٹرینر حکمت عملی: پیشہ ورانہ ٹریننگ	کلائنٹ: کمیونٹی اور سماج کردار: آؤٹ ریچ حکمت عملی: کمیونٹی ایجوکیشن

ڈیوبوئس اور ملے (DuBois & Miley، 2002:228)

باکس 1.6: فنکشنز کی مناسبت سے سوشل ورک کی پریکٹس، پالیسی اور تحقیق

(Social Work Functions: Practice, Policy and Research)

	پریکٹس	پالیسی	تحقیق
کنسلٹنسی	پیشہ وران سماجی فنکشنگ میں آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے اپنے کلائنٹ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔	سوشل ورکرز ایسے موضوعات کی شناخت کرتے ہیں جن میں تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر اسی لحاظ سے وہ پالیسی بناتے ہیں۔	پریکٹس، دانش مندی اور شواہد پر مبنی تحقیق سوشل ورکرز کو مسائل کے حل میں مدد دیتی ہے۔

ریسورس مینجمنٹ	کلائنٹ سسٹم ایسے وسائل وذرائع سے وابستہ ہیں جو تبدیل شدہ سوشل فنکشنگ، ضرورتوں کو پورا کرنے اور پریشانی کی صورت حال کو دور کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔	وسائل کے دائرہ کار کو بڑھانے اور ان کے مکمل استعمال کے لیے پالیسی کی حکمت عملیاں ایسی ہوں جن میں سماجی بدلاؤ اور وسائل کی مساوی تقسیم کو یقینی بنایا جاسکے۔	تحقیق کے ذریعہ حاصل کے گئے نتائج صحت اور انسانی خدمات کی فراہمی کے نظام کے لیے استعمال میں لائے جاتے ہیں جو موجود وسائل کی نشاندہی اور ان کے درمیان تال میل پیدا کرتے ہیں۔
تعلیم	پریکٹس میں معلومات، مسائل کو حل کرنے، آموزش، پریشانیوں سے بچنے کی قبل از وقت تدبیر کرنے اور سماجی بدلاؤ لانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔	ایک صحیح فیصلہ کرنے اور پالیسی کے دائرہ کار کو بڑھانے کے لیے علم یا علمی لیاقت نہایت اہم ہے۔ سماجی پالیسیوں کے بننے سے لے کر انھیں عمل میں لانے کے سارے مراحل میں معلومات کی یکجائی، تجزیہ اور ترسیل لازمی ہے۔	ذاتی، ادارہ جاتی اور پیشہ ورانہ ترقی کے لیے سوشل ورک پریکٹس میں معلومات، علم اور مہارت کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ اس امر کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ حاصل کی گئی معلومات قابل استعمال، معقول اور معتبر ہے۔
ڈیوبوئس اور ملے (DuBois & Miley، 2002:249)			

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ سوشل ورک کے فنکشنز کا مرکزی دائرۂ کار سماجی فنکشنگ کے توازن کو برقرار رکھنا ہے۔ اس ضمن میں پہلی کوشش سماجی فنکشنگ کے توازن کو بگڑنے سے روکنا ہے۔ دوسری سطح پر بگڑے ہوئے توازن کو بحال کرنا یا درست کرنا اور تیسرے مرحلے میں اس توازن کو مزید بہتر کرنا سوشل ورک کے بنیادی فنکشنز ہیں۔ ان فنکشنز کی رو سے سوشل ورک پیشہ وران اپنے کردار اور حکمت عملیاں تیار کرتے ہیں جو مداخلت کی سطح اور نوعیت کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیشہ وران اپنے کلائنٹ سسٹم سے روبرو ہونے کے دوران انیبلر، فیسی لیٹیٹر، ٹرینر، کنوینز اور ایکٹیوسٹ وغیرہ جیسے مختلف کردار ادا کرتے ہیں۔

1.7: سوشل ورک کے معنی، مفہوم اور تعریفات

(Meaning, Concept and Definitions of Social Work)

گزشتہ صفحات کے مطالعے کے بعد آپ سوشل ورک کی پیشہ ورانہ اہمیت سے اچھی طرح واقف ہو گئے ہوں گے۔

سوشل ورک کے تصور کو ذہن نشیں کرنے کے لیے ہم اس ڈسپلن کی چند معروف ومقبول تعریفات پر بحث کریں گے۔ ماہرین اور پیشہ ورانہ تنظیموں نے وقت اور حالات کے پیش نظر سوشل ورک کی تعریفات پیش کی ہیں۔ امریکہ کی کونسل برائے سوشل ورک ایجوکیشن (Council on Social Work Education) نے 1959 میں سوشل ورک کی تعریف بیان کی:

> سوشل ورک افراد (انفرادی یا گروپ کی سطح پر) کی ایسی سرگرمیوں کے ذریعے سماجی رشتوں پر زور ڈالتے ہوئے ان کی سماجی فنکشننگ کو موثر بنانے کے لیے کوشاں رہتا ہے جو دراصل انسان اور اس کے ماحول کے درمیان تعامل کو تشکیل دیتے ہیں۔ اسکڈ مور اور دیگر میں درج شدہ Skidmore) (1997، et al.۔

اس تعریف میں سماجی فنکشننگ کی بحالی کے لیے سماجی رشتوں پر زور دیا گیا ہے۔ امریکہ کی نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز (National Association of Social Workers) نے 1973 میں اس پیشے سے متعلق کہا کہ:

> سوشل ورک ایک پیشہ ورانہ سرگرمی ہے جس میں افراد، گروپ یا کمیونٹیز کی استعداد کو بحال کیا جاتا ہے یا بڑھایا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی سماجی فنکشننگ کو موثر بنا سکیں اور اس مقصد کی حصولیابی کے لیے بہتر سماجی ماحول تیار کر سکیں (اسکڈ مور اور دیگر میں درج شدہ، 1997)۔

یہ تعریف بذات خود سوشل ورک کی سرگرمیوں اور اس کے مقاصد کو جامع انداز میں واضح کرتی ہے۔ اس کے مطابق سوشل ورک ایک پیشہ ورانہ عمل ہے جس میں فرد واحد، طبقات اور سماج کی سطح پر مداخلت کی جاتی ہے جس سے مذکورہ افراد کی موثر سماجی فنکشنگ کے لیے ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے متعین کردہ مقاصد کو حاصل کر سکیں۔

یہ وضاحت پہلے بھی کی جا چکی ہے کہ ہر پیشے کے علمی پہلوؤں کی وضاحت لازمی ہے نیز اس کے خدوخال کی نئی پرانی تمام توضیحات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اس ڈسپلن کی پیشہ ورانہ تنظیمیں بالخصوص انٹرنیشنل فیڈریشن آف سوشل ورکرز اور انٹرنیشنل اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک (International Federation of Social Workers & International Association of Schools of Social Work) بھی اسی سمت میں مستقل کام کر رہی ہیں۔ ان کی کاوشوں کے نتیجے میں سوشل ورک کی عالمی تعریفات منظر عام پر آئیں۔ 2004 میں ان دونوں تنظیموں نے سوشل ورک کے بارے میں کہا:

> سوشل ورک پیشہ آسودگی یا خوش حالی کے حصول کے لیے سماجی بدلاؤ، انسانی رشتوں کے مابین مسائل کا مداوا اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کو فروغ دیتا ہے۔ انسانی برتاؤ اور سماجی علوم کے نظریات کو بروئے کار لاتے ہوئے سوشل ورک ایک ایسے وقت پر مداخلت کرتا ہے جب لوگ اپنے ماحول سے روبرو ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے رہنما اصول سوشل ورک کے مرکزی

موضوعات ہیں (آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو، 2004)۔

اس تعریف کی وجہ سے سوشل ورک کے بنیادی نقطہ نظر میں بھی تبدیلی آئی۔ اس تعریف میں بہترین مطابقت کے علاوہ سماجی بدلاؤ اور عوام کی بااختیاری اور آزادی کا مطالبہ کیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس تعریف نے انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے تئیں اس پیشے کے کمٹ منٹ کو بھی واضح کیا۔ اس تعریف میں مستعمل اصطلاحات جیسے سماجی بدلاؤ، لوگوں کی بااختیاری اور آزادی، انسانی حقوق اور سماجی انصاف، سوشل ورک کے غیر بندشی یا ایمنسی پیٹری (Emancipatory) رجحانات کو اجاگر کرتے ہیں۔

2014 میں مذکورہ بین الاقوامی تنظیموں نے سوشل ورک کی تعریف پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس کی ایک نئی اور مزید جامع تعریف پیش کی:

> سوشل ورک عمل پر منحصر ایک ایسا پیشہ اور اکیڈمک ڈسپلن ہے جو سماجی بدلاؤ اور ترقی، سماجی ہم آہنگی، اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کو فروغ دیتا ہے۔ سماجی انصاف، انسانی حقوق، اجتماعی ذمے داری اور تنوع کے احترام کے اصول اس ڈسپلن کے مرکزی موضوعات ہیں۔ سوشل ورک، سماجی علوم، ہیومنٹیز اور مقامی علوم کے نظریات سے لیس یہ پیشہ لوگوں کے عوامی مسائل یا لائف چیلنجز کو حل کرنے اور آسودگی یا خوشحالی کو یقینی بنانے کے لیے عوام اور ان کے ساختیاتی مسائل میں مداخلت کرتا ہے (آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو، 2014)۔

یہ عالمی تعریفات سوشل ورک کے ارتقائی تسلسل کا ایک اہم تصور فراہم کرتی ہیں۔ اس ضمن میں سوشل ورک کے مقاصد، اصول، طریقے اور مداخلتی فیلڈ یہ تمام اجزا اس پیشے کے ایمنسی پیٹری رجحان کو مزید پختہ اور مستحکم کرتے ہیں۔ نیچے دیے گئے باکس 1.7 میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سوشل ورک سماج کی بدلتی ہوئی ضرورتوں اور مطالبے کے ضمن میں ایک تغیر پزیر پیشہ ہے۔

باکس 1.7: سوشل ورک کی عالمی تعریفات کی ایک تشریح

(An Anatomy of Global Definitions of Social Work)

	سوشل ورک کی عالمی تعریفات کی ایک تشریح	
پیشے کے عناصر	2004	2014
شناخت	پیشہ	پیشہ اور اکیڈمک ڈسپلن
اہداف	آسودگی یا خوش حالی میں اضافہ	عوامی مسائل یا لائف چیلنجز کو حل کرنا اور آسودگی کو فروغ دینا

اغراض و مقاصد	سماجی بدلاؤ، انسانی رشتوں میں آنے والے مسائل کا حل، لوگوں کی بااختیاری اور آزادی	سماجی بدلاؤ اور ترقی، سماجی ہم آہنگی، لوگوں کی بااختیاری اور آزادی
مداخلت کا مرکز	لوگ اور ان کا ماحول	لوگ اور ان کے ساختیاتی مسائل
نظریاتی اساس	انسانی برتاؤ اور سماجی علوم	سوشل ورک، سماجی علوم، ہیومنٹیز اور مقامی علوم
اصول	انسانی حقوق اور سماجی انصاف	سماجی انصاف، انسانی حقوق، اجتماعی ذمے داری اور تنوع کا احترام
ماخذ: آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو، 2004 اور 2014۔ مصنفین کے ذریعے کی گئی ردوبدل کے ساتھ		

آیئے اس عالمی تعریف میں مستعمل تصورات کا ایک مختصر جائزہ لیتے ہیں۔ اس تعریف کے تحت پیشہ ورانہ سوشل ورک کی بابت آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو (2014) نے ایک مفصل اور جامع ہدایات فراہم کرتے ہوئے اس تعریف کی چار اہم زمروں میں وضاحت کی ہے:

- ☆ سوشل ورک کے مرکزی منشورات (Core Mandates of Social Work)
- ☆ سوشل ورک کے اصول (Principles of Social Work)
- ☆ سوشل ورک کی علمی بنیاد (Knowledge base of Social Work)
- ☆ سوشل ورک کی پریکٹس (Social Work Practice)

سوشل ورک کے مرکزی منشورات: سماجی بدلاؤ، سماجی ترقی، سماجی ہم آہنگی اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی سوشل ورک کے مرکزی منشورات ہیں۔ سوشل ورک عمل پر منحصر پیشہ اور ایک ایسا اکیڈمک ڈسپلن ہے جو اس یقین پر قائم ہے کہ ایک دوسرے سے منسلک تاریخی، سماجی و معاشی، ثقافتی، سیاسی اور ذاتی محرکات اور وجوہات انسانوں کی آسودگی اور ترقی میں مواقع فراہم کرتے ہیں یا پھر رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ یہ مذکورہ وجوہات ہی ہیں جو کسی بھی فرد کو مثبت یا منفی پہلوؤں سے متاثر کرتی ہیں اور ساختیاتی یا منظّم رکاوٹیں درحقیقت ہر قسم کی نابرابری، امتیازی سلوک، استحصال اور مظالم کو فروغ دیتی ہیں۔ اپنے اندر یہ تنقیدی شعور پیدا کرنا لازمی ہے کہ ساختیاتی مظالم یا مراعات کی جڑیں نسل، طبقہ، زبان، مذہب، جنس، معذوریت، ثقافت اور جنسی میلان کی بنیاد پر مبنی ہیں۔ پھر اگلے مرحلے میں اس بنیاد پر ذاتی یا ساختیاتی رکاوٹوں سے نمٹنے کے لیے حکمت عملیاں تیار کرنا دراصل ایمنسی پیٹری پریکٹس کا بنیادی عقیدہ ہے۔ ایمنسی پیٹری پریکٹس کے مقاصد میں بااختیاری اور لوگوں کی آزادی شامل ہے۔ محروم طبقات کی حمایت میں یہ پیشہ غریبی دور کرنے، مظلوموں کی آزادی اور سماجی شمولیت و سماجی ہم آہنگی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

سماجی بدلاؤ کا منشور اس فلسفے پر قائم ہے کہ سوشل ورک ایک ایسے وقت پر مداخلت کرتا ہے جب ذاتی، خاندانی، چھوٹے گروپ، کمیونٹی یا سماجی سطح پر موجودہ صورت حال کو بدلنے کی سخت ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں ایسے ساختیاتی مظالم اور دبدبے کو بدلنے اور چیلنج کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو پسماندگی، سماجی اخراجیت اور ظلم کو تقویت دیتے ہیں۔

پائیدار مداخلت کے لیے حکمت عملی بنانا، مخصوص سماجی مقاصد کو حاصل کرنا اور پالیسی فریم ورک تیار کرنا، سماجی ترقی کا اٹوٹ حصہ ہے۔ انسانوں کی مختلف سطحوں پر ترقی (پائیدار) کے لیے جامع حیاتیاتی، نفسیاتی، سماجی، روحانی تعین قدر اور مداخلت کی ضرورت ہے جس میں مختلف چھوٹے بڑے اداروں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ سماجی ترقی کا تصور اس روایتی فکر کو رد کرتا ہے جس میں معاشی ترقی کو سماجی ترقی کی پہلی شرط سمجھا جاتا تھا۔

سوشل ورک کے اصول: سوشل ورک کے اہم اصولوں میں انسان کی عزت و وقار، تنوع کے تئیں احترام، انسانی حقوق کی باریابی اور سماجی انصاف کا نظام قائم کرنا پیش پیش ہے۔ انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے لیے وکالت کرنا سوشل ورک کے اولین فرائض میں شامل ہے۔ سوشل ورک پیشے کا یقین اس بات پر ہے کہ انسانی حقوق دراصل اجتماعی ذمے داری کے ساتھ گہرے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ اجتماعی ذمے داری کا تصور اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ انفرادی انسانی حقوق روزمرہ کی زندگی میں اس وقت محسوس کیے جاسکتے ہیں جب لوگ ایک دوسرے کے تئیں، اپنے ماحول کے تئیں اور کمیونٹی کے ساتھ باہمی رشتوں کی اہمیت کو سمجھیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوشل ورک کی زیادہ تر توجہ ہر سطح پر لوگوں کے حقوق کی وکالت اور ایسے نتائج کے لیے راہیں ہموار کرنے پر رہتی ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کی آسودگی کی ذمے داری اٹھائیں اور آپسی گروپ میں، دوسرے گروپ کے ساتھ اور ماحول کے مابین باہمی انحصار کا احترام کریں۔

سوشل ورک پہلی، دوسری اور تیسری سطح کے انسانی حقوق کو قبول کرتا ہے۔ حقوق کی پہلی سطح شہری اور سیاسی حقوق سے منسوب ہے جیسے آزادیِ رائے اور اذیت سے آزادی۔ دوسری سطح کے حقوق سماجی، معاشی اور ثقافتی حقوق سے منسوب ہیں جن میں بہتر تعلیم، حفظانِ صحت، مکان اور اقلیتی زبانوں کے حقوق شامل ہیں اور تیسری سطح کے حقوق میں قدرتی ماحول اور آئندہ کی نسلوں کے لیے انصاف شامل ہے۔ یہ تمام حقوق باہم منسلک ہیں۔

کئی بار ''کسی کو نقصان نہ پہنچانا'' اور ''تنوع کے تئیں احترام'' متضاد صورت حال کا سبب بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ثقافتی حقوق کے نام پر کئی طبقات کے حق زندگی کو پامال کیا جاتا ہے جن میں عورتیں، بچے اور مختلف قسم کے جنسی میلانات رکھنے والے افراد وغیرہ سرفہرست ہیں۔ گلوبل اسٹینڈرڈز فار سوشل ورک ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ (Global Standards for Social Work Education and Training) اس طرح کے پیچیدہ ایشوز پر یہ مضبوط رائے رکھتا ہے کہ سوشل ورکرز میں بنیادی انسانی حقوق کے اپروچ کا نظریہ پیدا کیا جائے۔

سوشل ورک کی علمی بنیاد: علمی اعتبار سے سوشل ورک ایک انٹرڈسپلنری (Interdisciplinary) اور ٹرانس ڈسپلنری

(Transdisciplinary) مضمون ہے جو وسیع سائنسی تھیوریز اور ریسرچ سے مواد حاصل کرتا ہے۔ اس پس منظر میں لفظ سائنس اپنے بالکل بنیادی یعنی ''علم'' کے مفہوم میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ سوشل ورک ہمیشہ خود کو نظریاتی و تصوراتی بنیاد اور ریسرچ سے آراستہ کرتا ہے اور دیگر انسانی علوم کی مدد لیتا ہے۔ اگرچہ یہ فہرست اسی پر ختم نہیں ہوتی ہے مگر کمیونٹی ڈیولپمنٹ، سوشل پیڈاگوجی، ایڈمنسٹریشن، علم بشریات، ماحولیات، معاشیات، ایجوکیشن، مینجمنٹ، نرسنگ، سائیکیاٹری، نفسیات، عوامی صحت اور سماجیات وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مگر یہاں یہ واضح رہے کہ سوشل ورک محض مذکورہ مضامین سے ہی بصیرت اور آگاہی نہیں حاصل کرتا ہے بلکہ وقت ضرورت اور حالات کے مطابق دوسرے علوم سے بھی مواد اخذ کرتا ہے۔ سوشل ورک کی تحقیق اور نظریات یا اس کی تھیوریز ایمنسی پیٹری ہونے کی وجہ سے ایک منفرد علم کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ سوشل ورک تحقیق اور اس کے نظریات زیادہ تر اپنے کلائنٹ سسٹم کے ساتھ ہوئے تجربات اور مکالمے پر مبنی ہیں اس لیے ان تھیوریز کا ایک خاص پس منظر ہے۔

مندرجہ بالا تعریف میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ سوشل ورک محض ایک مخصوص صورت حال میں پریکٹس اور مغربی تھیوریز پر ہی قائم نہیں ہے بلکہ مقامی علوم میں بھی اس کا اہم حصہ ہے۔ نوآبادیات یا کلونیل ازم کی وراثت کے طور پر مغربی نظریات کو دنیا بھر میں زبردست مقبولیت حاصل ہوئی جس نے مقامی علوم کو نہ صرف نظرانداز کیا بلکہ اسے ختم کرنے کے تمام حربے بھی استعمال کیے۔ اس لیے یہ تعریف ایک بار پھر سے تسلیم کرتی ہے کہ ہر علاقے، ہر ملک کے مقامی لوگوں کی اپنی ایک خاص ثقافت، اقدار کی بنیاد، جاننے اور سمجھنے کے طریقے اور اپنے علم کو منتقل کرنے کے طریقے ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں موجودہ سائنس میں خاطر خواہ اضافہ بھی ہوا ہے۔ دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں آباد لوگوں کی باتیں سن کر اور ان سے سیکھ کر سوشل ورک مغربی سائنسی کلونیل ازم اور بالادستی کو از سر نو نشان زد کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ سوشل ورک کی علمی بنیاد مقامی لوگوں سے تقویت حاصل کرے جسے نہ صرف مقامی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر سوشل ورک پریکٹس میں شامل کیا جائے۔

سوشل ورک کی پریکٹس: اپنے منشور اور فریضے کے مطابق سوشل ورک ایسے وقت پر مداخلت کرتا ہے جب لوگ اپنے ماحول سے رو برو ہوتے ہیں۔ ماحول سے مراد ایسے کئی سماجی نظام ہیں جن میں لوگ رہتے ہیں اور لوگوں کو متاثر کرنے والے قدرتی اور جغرافیائی ماحول بھی اسی میں شامل ہیں۔ سوشل ورک میں حصے داری کے طریقوں کی وکالت کی گئی ہے جو کہ ''لوگوں کے عوامی مسائل یا لائف چیلنجز کو حل کرنے اور آسودگی یا خوش حالی کو یقینی بنانے کے لیے عوام اور ان کے ساختیاتی مسائل میں مداخلت کرتا ہے'' والے جملے سے عیاں ہے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ سوشل ورک لوگوں کے لیے کام کرنے میں نہیں بلکہ لوگوں کے ساتھ کام کرنے میں یقین رکھتا ہے۔ سماجی ترقی کے پیراڈائم سے منضبط سوشل ورکرز کسی بھی سسٹم کو قائم رکھنے یا تبدیل کرنے کے لیے مختلف مہارتوں، تکنیکوں، حکمت عملیوں، اصولوں اور سرگرمیوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ سوشل ورک پریکٹس کی سرگرمیوں کی ایک لمبی فہرست ہے جس میں تھراپیز کی مختلف شکلیں اور کاؤنسلنگ، گروپ ورک، کمیونٹی ورک، پالیسی کی تشکیل و تجزیہ، وکالت اور سیاسی مداخلت شامل ہیں۔ ایمنسی

پیٹری نظریے کے تحت سوشل ورک کی حکمت عملی کا مقصد لوگوں کی امیدوں، خود اعتمادی اور تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا ہے جن کی مدد سے وہ ناانصافی کے ساتھ ساختیاتی نظام اور اقتدار کی بالادستی کو چیلنج کر سکیں۔ مذکورہ امور کے لیے سوشل ورکر کو مداخلت کے چھوٹے بڑے اور ذاتی و سیاسی پہلوؤں پر سنجیدگی سے کام کرنا ضروری ہے۔ سوشل ورک کی توجہ عالمی ہے مگر اس کی پریکٹس مقامی ہے، اس کی ترجیحات جگہ، علاقے اور ملک کے اعتبار سے بدل سکتی ہیں اور جو تاریخی، ثقافتی، سیاسی اور سماجی و معاشی صورت حال پر بھی منحصر ہے۔ دنیا بھر کے سوشل ورکرز کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس تعریف میں پیش کی گئی اقدار اور اصولوں کی حفاظت کریں اور اسے اپنی پریکٹس کی بنیاد بنائیں۔ سوشل ورک کی کوئی بھی تعریف اس وقت تک معنی خیز ثابت نہیں ہوسکتی ہے جب تک کہ سوشل ورکرز اپنے پیشے کی اقدار اور مشن پر تندہی سے کام نہ کریں۔

1.8: خلاصہ (Conclusion)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ سوشل ورک ایک پیشہ ورانہ عمل ہے۔ دیگر اصطلاحات مثلاً سماجی خدمات، سماجی اصلاح اور سماجی فلاح سے سوشل ورک کا ایک قریبی ربط ہے۔ اس مناسبت کے باوجود سوشل ورک کی اپنی ایک منفرد شناخت ہے۔ بحیثیت پیشہ سوشل ورک مخصوص علم، مہارت اور اقدار پر مبنی ہے۔ اپنے طویل تاریخی سفر میں وقت اور ضرورت کے پیش نظر سوشل ورک ایک تغیر پذیر پیشہ رہا ہے جس کے مقاصد، اصول، افعال اور رجحانات بدلتے رہے ہیں۔ مثلاً سماجی فنکشننگ کی بحالی کے ہدف سے لے کر سماجی بدلاؤ، آسودگی، لوگوں کی بااختیاری اور آزادی، انسانی حقوق اور سماجی انصاف موجودہ دور میں سوشل ورک کے مرکزی موضوعات ہیں۔

1.9: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. سوشل ورک کیا ہے؟
2. سوشل ورک اور سماجی اصلاح کے درمیان ربط کی وضاحت کیجیے۔

نمونہ جوابات

1. سوشل ورک مخصوص علم، مہارتوں اور اقدار پر مشتمل ایک عملی پیشہ ہے جس میں عوام کی آسودگی کو فروغ دیا جاتا ہے۔ آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو (2014) نے سوشل ورک کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ سوشل ورک عمل پر منحصر ایک ایسا پیشہ اور اکیڈمک ڈسپلن ہے جو سماجی بدلاؤ اور ترقی، سماجی ہم آہنگی، اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کو فروغ دیتا ہے۔ سماجی انصاف، انسانی حقوق، اجتماعی ذمے داری اور تنوع کے احترام کے اصول اس ڈسپلن کے مرکزی موضوعات ہیں۔ سوشل ورک، سماجی علوم، ہیومنٹیز اور مقامی علوم کے نظریات سے لیس یہ پیشہ لوگوں کے عوامی مسائل یا لائف چیلنجز کو حل کرنے اور آسودگی یا خوشحالی کو یقینی بنانے کے لیے عوام اور ان کے ساختیاتی مسائل میں مداخلت کرتا ہے۔

2. سماجی اصلاح کا مقصد ایسی سماجی روایات کونشان زد کرنا ہے جو ناروا اور غیر انسانی سلوک پر مبنی ہوں نیز وہ سماج کے ایک بڑے طبقے پر اثر انداز ہو رہی ہوں۔ سماجی اصلاح کا تصور سماجی برائیوں اور روایات کو چیلنج کرنے اور انھیں بدلنے سے متعلق ہے۔ اصل میں اس طرح کی برائیوں کو رسم و رواج اور روایات کے ذریعہ تقویت ملتی ہے۔ اس لیے سماج خود بھی ایسی رسم و رواج کو بدلنے میں مزاحمت کرتا ہے۔ سوشل ورک کے مقاصد میں دراصل سماج کی اصلاح بھی شامل ہے لیکن سماجی اصلاح اور سماجی اصلاحی تحریکیں سوشل ورک کا قطعاً متبادل نہیں ہیں۔ البتہ ان کا مطالعہ سوشل ورکرز کے لیے اہم ہے کیونکہ یہی مطالعہ کسی سماج میں بدلاؤ کے نظریات کو سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔ نیز اس مطالعے سے ان میں یہ شعور بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی سماج میں ایک طویل عرصے سے قائم غیر انسانی رسم و رواج اور روایات کو چیلنج کیا جاتا ہے تو سماج کا ردعمل کیسا ہوتا ہے! اور ان میں یہ سمجھ بھی پیدا ہوتی ہے کہ ایسی صورت حال میں مداخلت کی نوعیت اور درپیش خطرات کیا ہیں۔

1.10: اہم اصطلاحات (Key Words)

آئی ایف ایس ڈبلیو IFSW: انٹرنیشنل فیڈریشن آف سوشل ورکرز (International Federation of Social Workers)

آئی اے ایس ایس ڈبلیو IASSW: انٹرنیشنل اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک (International Association of Schools of Social Work)

سماجی فلاح: سماجی فلاح کا مطلب خدمات کا منظم نظام ہے اور ان خدمات کو انجام تک پہنچانا ہے۔ یوں سماجی خدمات کے برخلاف سماجی فلاح ایک جدید تصور ہے جو جدید جمہوری سے وابستہ ہے۔ ایک سوشل ورکر سماجی فلاح کے نظام کا اہم جز ہے۔

پیشے کے اجزا: مخصوص علم، مہارت اور اقدار۔

1.11: حوالہ جات (References)

DuBois, B., & Miley, K. K. (2002). *Social Work: An Empowering Profession* (4th ed. First Published in 1992). Boston: Allyn and Bacon.

Friedlander, W. A. (1980). *Introduction to Social Welfare* (5th ed. First Published in 1955). New York: Prentice-Hall.

IFSW., & IASSW. (2004). *Ethics in Social Work, Statement of Principles*. Bern: International Federation of Social Workers & International Association of Schools of Social Work.

IFSW., & IASSW. (2014). *Social Work Definition*. Bern: International Federation of Social Workers & International Association of Schools of Social Work.

Morales, A. T., & Sheafor, B.W. (1992). *Social Work: A Profession of Many Faces* (6th ed. First Published in 1977). New York: Allyn and Bacon.

Nehru, J. (1954). Inauguration of the Campus, 1954. *Indian Journal of Social Work*, Vol. XV, 3. Reprinted in 1985, Vol. XLVI No. 3: 303-306.

Shahid, M. (2017). *Paper-01: Social Work Profession: Philosophy and Concepts*. UGC-CEC (Consortium for Educational Communication): Stream (Social Social Science, Subject (Social Work B.A. Hons).Web link: http://cec.nic.in/E-Content/Pages/default.aspx

Skidmore, R.A., Thackeray, M.G., & Farley, O.W. (1997). *Introduction to Social Work* (7th ed. First Published in 1974). New York: Allyn and Bacon.

www.ifsw.org/get-involved/global-definition-of-social-work

باب2

انگلینڈ، امریکہ اور ہندوستان میں سوشل ورک کا آغاز وارتقا

Evolution of Social Work in England, America and India

انگلینڈ، امریکہ اور ہندوستا ن میں سوشل ورک کاآغازو ارتقا

2.1: تعارف (Introduction)

سوشل ورک پیشے کی ابتدا بہت سے اہم واقعات، تنظیموں اور افراد کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ مختلف سطحوں پر یہی متعدد اقدامات ہیں جن کی بدولت سوشل ورک کی پیشہ ورانہ راہیں ہموار ہوئیں۔ انیسویں صدی کے اواخر میں سوشل ورک کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کا آغاز ہوتا ہے۔ مغرب میں اس کی بنیاد انگلینڈ اور امریکہ میں ہونے والی سماجی فلاح کی ابتدائی سرگرمیوں میں ملتی ہے۔ ایشیائی ممالک میں ہندوستان وہ ملک ہے جہاں سوشل ورک کی تعلیم و تربیت نے اس پیشے کو مضبوطی فراہم کی۔ والنٹیئر ز کے لیے ایک خاص قسم کی تربیتی تعلیم اور غریبوں کے ساتھ کام کرنے والے افراد کی بدولت ان ممالک میں سوشل ورک کو فروغ ملا۔ اس پیشے نے تاریخی طور پر غریب افراد یا سماج کے محروم طبقات کے لیے خود کو وقف کر دیا ہے۔ اس باب میں انگلینڈ، امریکہ اور ہندوستان میں سوشل ورک پیشے کی ابتدا اور اس کے ارتقا پر گفتگو کی جائے گی۔

2.2: مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. عالمی پیمانے پر سوشل ورک کے آغاز کے اسباب و عوامل کو سمجھ سکیں۔
2. انگلینڈ، امریکہ اور ہندوستان میں سوشل ورک کے ارتقا سے واقف ہو سکیں۔
3. سوشل ورک کے پیشہ ورانہ سفر میں سرگرم افراد اور تنظیموں کی قدر کر سکیں۔

2.3: سوشل ورک تعلیم کا آغاز (Beginning of Social Work Education)

انگلینڈ، امریکہ اور ہندوستان میں سوشل ورک کی تاریخی تفصیلات میں جانے سے پہلے آیئے سوشل ورک تعلیم کے اہم واقعات پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ یہ ملحوظ رہے کہ دیگر انسانی خدمات پر مبنی پیشوں کی طرح سوشل ورک بھی صنعتی معاشرہ (Industrial Society) کے سبب وجود میں آیا (باکس 2.1)۔

باکس 2.1: صنعتی ترقی اور سوشل ورک (Industrial Growth and Social Work)

''سوشل ورک کی پیشہ ورانہ ترقی کو مقبول ہونے میں وقت لگا۔ کسی بھی میدان کی پیشہ ورانہ ترقی صنعتی ترقی کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے۔ ہندوستان جیسے ملک میں سوشل ورک کو بطور پیشہ اپنی جگہ بنانے میں وقت لگے گا کیوں کہ یہاں حالیہ برسوں میں ہی صنعتی ترقی ہوئی ہے جہاں صورت حال یہ ہے کہ اس ملک کی ستر فیصد آبادی ابھی بھی دیہی علاقوں میں رہتی ہے جن کا ذریعہ معاش کاشتکاری ہے۔ سوشل ورک کا پورا نصاب انسانی خدمات پر مبنی ہے جو سماجی رشتوں پر زور دیتا ہے۔ لہٰذا عام طور پر لوگ سوشل ورک کو ایک

باقاعدہ پیشے کے بجائے محض انسانیت کی خدمت کرنے والا مشغلہ سمجھتے ہیں۔'' ناناوتی (Nanavatty، 316:1985)۔

عالمی پیمانے پر سوشل ورک کی پیشہ ورانہ تعلیم اور سوشل ورک کے سب سے پہلے اسکول (جس پر مہر تصدیق لگی) کا سہرا انسٹی ٹیوٹ فار سوشل ورک ٹریننگ (Institute for Social Work Training) کے سر بندھا جسے 1899 میں ایمسٹرڈم (یورپ) میں قائم کیا گیا۔ نیو یارک (امریکہ) میں سمر اسکول آف فلنتھراپک ورک (Summer School of Philanthropic Work) نے 1898 میں باقاعدہ طور پر سوشل ورک کی پیشہ ورانہ تعلیم کا اعلان کیا جس نے آگے چل کر 1904 میں نیو یارک اسکول آف فلنتھراپی (New York School of Philanthropy) کی شکل اختیار کی۔ ہندوستان میں بحیثیت تعلیم اس ڈسپلن کی شروعات 1936 میں سر دوراب جی ٹاٹا گریجویٹ اسکول آف سوشل ورک (Sir Dorabji Tata Graduate School of Social Work) سے ہوئی (باکس 2.2)۔

باکس 2.2: سوشل ورک تعلیم کے اہم تاریخی ادارے (Major Landmarks in Social Work Education)

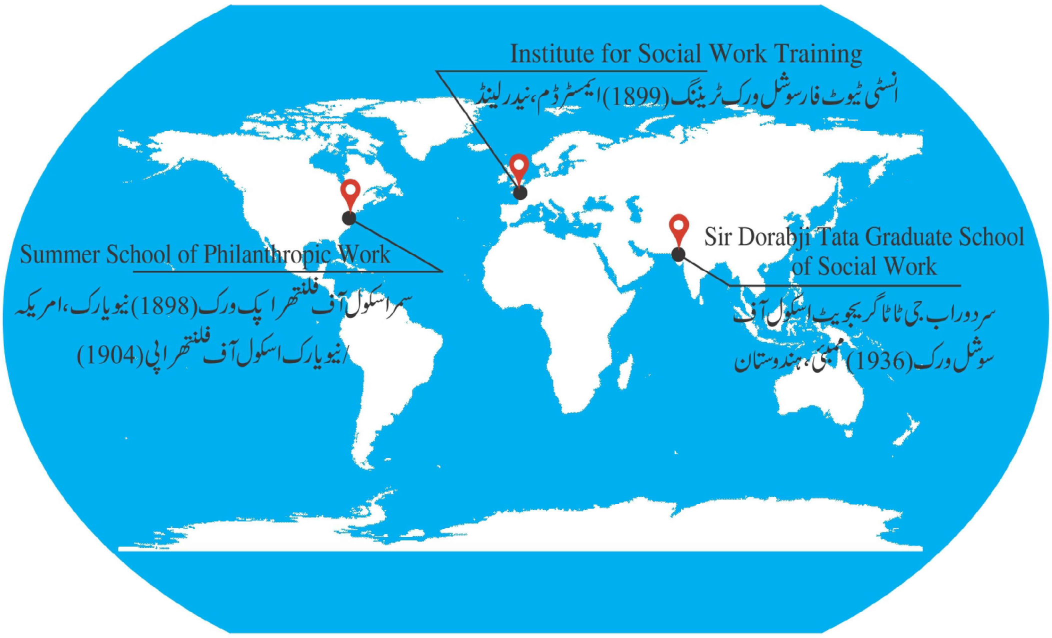

2.4: سوشل ورک کی مختصر تاریخ (Brief History of Social Work)

سوشل ورک پیشے کا آغاز کب ہوا، اس کی کوئی حتمی تاریخ متعین کرنا مشکل ہے۔ وہ ممالک جہاں سوشل ورک سب سے پہلے ارتقا پذیر ہوا، مختلف سرپرستی کے تحت امدادی کاموں سے اس پیشے کی شروعات ہوئی۔ یہ رفاہی کاموں کو منظم کر کے ان کی ضابطہ بندی کی ابتدائی کوششوں، ہنرمند کارکنان کی ضرورت، کام کرنے کے مربوط نظام اور تربیت یافتہ والنٹیئرز کی ضرورت کی شکل میں سامنے آئیں۔ یہی

وہ مختلف نوعیت کی سرگرمیاں ہیں جنھوں نے آگے چل کر بطور پیشہ سوشل ورک کے ارتقا کی راہیں ہموار کیں۔ ان سبھی سرگرمیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف تربیتی پروگراموں اور کورسز کے آغاز کی کوششیں شروع ہوئیں، جو سوشل ورک کی تعلیم کی ابتدا کا سبب بنیں۔ باکس 2.3 سے آپ کو سوشل ورک کے پیشہ ورانہ ارتقا کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

باکس 2.3: سوشل ورک پیشے کا تاریخی سفر (Gradual Development of Social Work Profession)

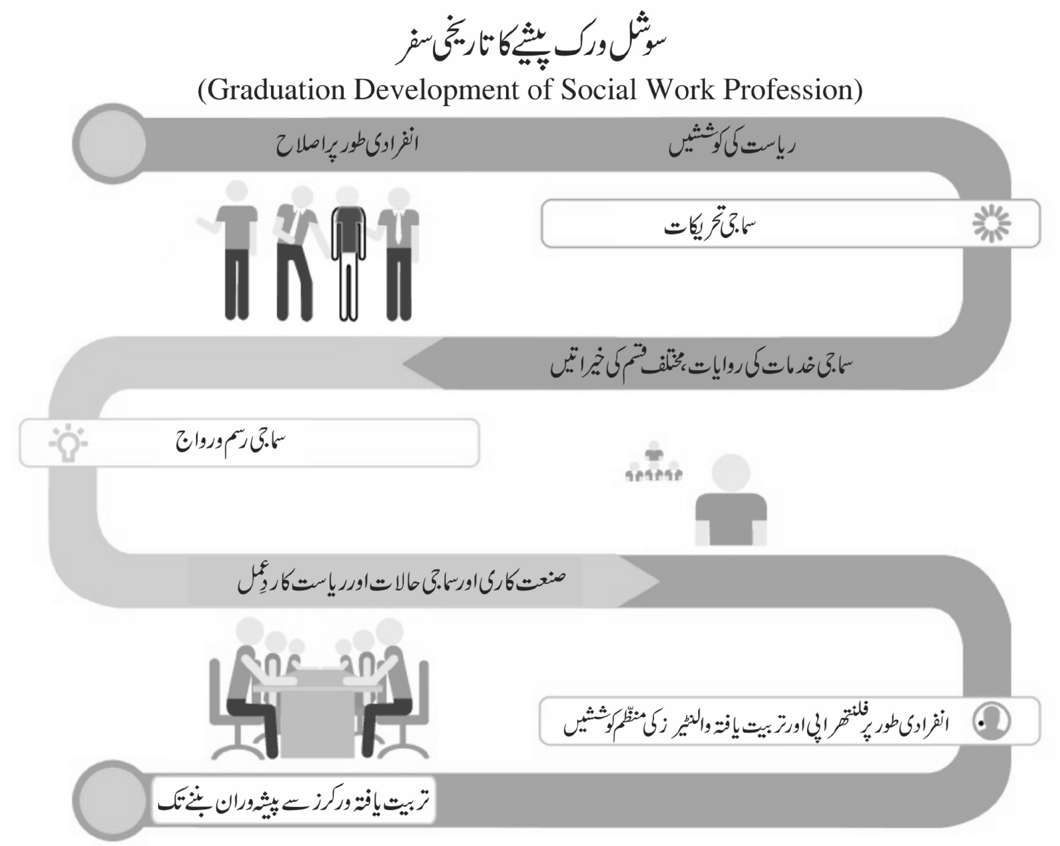

مذکورہ گراف سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی لوگوں کے درمیان سماجی طور پر خدمات فراہم کرنے کا رواج تھا۔ سماج کی ایسی بہت ساری روایات رہی ہیں جن میں ضرورت مند افراد کی کسی نہ کسی شکل میں مدد کی جاتی رہی ہے۔ ہر سماج میں ہمیشہ سے ہی کچھ ایسے افراد بھی موجود رہے جنھوں نے مصائب و آلام میں لوگوں کا ساتھ دیا ہے اور خود مملکت نے بھی لوگوں کے مسائل پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ مگر صنعتی انقلاب کے نتیجے میں ایک نئے قسم کا سماج وجود میں آیا جس کی وجہ سے غریبوں کی تعداد اور سماجی مسائل میں اضافہ بھی ہوا۔ ایسی صورت حال میں ریاست کے ردِعمل کے ساتھ ساتھ بہت سارے لوگوں نے ذاتی طور پر غریبی اور غریبی کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جس کے لیے والنٹیئرز کو تربیت بھی فراہم کی گئی۔ آج ہم جس پیشہ ورانہ سوشل ورک کی بات کر رہے

ہیں اس کی ابتدا انگلینڈ اور امریکہ میں ہوئی، جہاں باقاعدہ طور پر سوشل ورک کی پیشہ ورانہ تعلیم کا آغاز وارتقا ہوا۔

2.5: انگلینڈ میں سوشل ورک (Social Work in England)

سوشل ورک کی باقاعدہ شروعات انیسویں صدی میں انگلینڈ میں ہوئی۔ چنانچہ دیگر ممالک بالخصوص امریکہ میں سوشل ورک کے میدان میں جو بھی پیش رفت ہوئی وہ سب اپنا تعلق ان اقدامات اور سرگرمیوں سے جوڑتے ہیں جو انگلینڈ میں وقوع پذیر ہوئیں۔ بنیادی طور پر انگلینڈ میں یہ پہل چند افراد اور تنظیمیں مثلاً اوکٹیویا ہل (Octavia Hill) اور چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی (Charity Organization Society) نے کیں۔ آگے چل کر انھی افراد کی سرگرمیوں کے نتیجے میں پیشہ ورانہ سوشل ورک کا ارتقا ہوا۔ اس پس منظر میں کہا جاسکتا ہے کہ تاریخی طور پر سوشل ورک کی کئی نظریاتی بنیادیں ہیں:

1. سوشل ورک ان ہمدردانہ وخیر خواہانہ روایات کا تسلسل ہے جن کا تعلق چرچ کی مختلف سرگرمیوں سے رہا ہے۔
2. غریبوں کے لیے ان خیر خواہانہ روایات کی قانون سازی اور قوانینِ امدادِ غربت (Poor Laws) کے تئیں ردِعمل کا اظہار کرنا۔
3. سوشل ورک کی جڑیں کئی سماجی تحریکات میں بھی پیوست رہی ہیں، خصوصاً مزدوروں اور عورتوں کی تحریکات اس ضمن میں قابل ذکر ہیں۔

درحقیقت غربت اور گداگری کے مسئلے پر ریاست نے بہت سخت اور غیر انسانی قوانینِ امدادِ غربت بنائے۔ چنانچہ ان قوانینِ امدادِ غربت نے غیر منظّم رفاہی کاموں کی اس حد تک ضابطہ بندی کی کہ ان قوانین کے خلاف بھی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی کا وجود میں آنا اسی صورت حال کا ایک ردِعمل تھا اور خوش قسمتی سے ایسی آوازوں کو ان سماجی تحریکات کا ساتھ بھی مل گیا جو ان کے متوازی چل رہی تھیں۔ آئندہ سطور میں قوانینِ امدادِ غربت، چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی اور اوکٹیویا ہل پر مختصراً گفتگو کی جائے گی۔

قوانینِ امدادِ غربت اور چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی

(Poor Laws and Charity Organization Society)

انگلینڈ میں قوانینِ امدادِ غربت کی ایک طویل تاریخ رہی ہے۔ ملکہ الزابتھ کے عہد میں 1601 میں قوانینِ امدادِ غربت پر نظر ثانی کی گئی اور اس دفعہ کے تحت غریبوں کو مدد فراہم کرنے کی غرض سے منصوبہ بندی کی گئی، اس کے بعد بھی ان قوانین میں کئی ترمیمات ہوئیں جو الزابتھن پوور لاز (Elizabethan Poor Laws) کے نام سے مشہور ہیں۔ 1834 میں ان قوانین میں ایک بڑی تبدیلی کی گئی جس میں ریاست نے غریبوں کو دو حصوں میں تقسیم کردیا یعنی مدد کے مستحقین (Deserving Poor) اور غیر مستحقین (Undeserving Poor)۔ دراصل ان قوانین کا مطمحِ نظر خیرات کے نظام کو منظّم اور سائنسی بنانا تھا تاکہ مدد یا خیرات ایسے افراد تک

پہنچے جو واقعتاً حق دار ہوں۔اس طرح قوانینِ امدادِ غربت نے غریبوں کی تین زمروں میں نشاندہی کی: تندرست غریب (Able-bodied Poor)، ناتواں غریب (Impotent Poor) اور دست نگر بچے (Dependent Children)۔

- ☆ تندرست غریب (Able-bodied Poor): یہ وہ لوگ تھے جو جسمانی اعتبار سے کام کرنے کے لائق تھے۔ایسے افراد کو کام فراہم کیا جاتا تھا اور اگر وہ کام کرنے سے انکار کریں تو انھیں جیل میں یا ورک ہاؤسز (Workhouses) میں رکھا جاتا تھا۔ اس قسم کے افراد ہٹے کٹے بھکاری (Sturdy Beggar) کے نام سے موسوم تھے۔
- ☆ ناتواں غریب (Impotent Poor): اس قسم کے لوگوں کو بھی قوانین امدادِ غربت کے دائرے میں رکھا جاتا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو کام نہیں کر سکتے تھے مثلاً بیمار، عمر رسیدہ، سننے سے معذور، دیکھنے سے معذور، بولنے سے معذور، جسمانی و ذہنی معذوریت یا وہ عورتیں جن کے بچے ابھی چھوٹے ہوں۔ان افراد کو ورک ہاؤسز میں رکھا جاتا تھا جہاں وہ اپنی استطاعت کے مطابق کام کرتے تھے، جس کے عوض میں ان کے لیے کپڑے اور کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا۔
- ☆ دست نگر بچے (Dependent Children): یہ وہ غریب بچے تھے جو یتیم تھے یا جنھیں ان کے والدین نے چھوڑ دیا تھا یا جن کے والدین اس لائق نہیں تھے کہ ان کی کفالت کر سکیں۔ چنانچہ ایسے بچوں کو زیر تربیت ملازمت (Apprenticeship) فراہم کی جاتی تھی۔ان بچوں میں لڑکوں کو اس وقت تک زیر تربیت ملازمت میں رکھا جاتا تھا جب تک وہ چوبیس سال کے نہ ہو جائیں اور لڑکیوں کو اس وقت تک جب تک وہ اکیس سال کی نہ ہو جائیں یا ان کی شادی نہ ہو جائے۔

1860 میں انگلینڈ میں مدد کے لیے درخواستوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا جس میں غریبوں کی مدد اور فلاح و بہبود پر خصوصی توجہ دی گئی تھی۔اس کے نتیجے میں سماجی اصلاحات کے لیے لوگوں میں ایک قسم کی بیداری پیدا ہوئی اور کچھ افراد مثلاً اوکٹیو یا ہل جیسے لوگوں کو سماج میں تبدیلی اور نئی راہیں پیدا کرنے میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ان کی کوششوں کے نتیجے میں 1869 میں ایک نئی تنظیم وجود میں آئی جسے London Society for Organizing Charitable Relief and Repressing Mendicancy کہا جاتا ہے۔اسی کو لندن چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی (سی او ایس) بھی کہا جاتا ہے۔غریب بستیوں میں دوستانہ آمد و رفت سے اس تنظیم نے وہاں کے لوگوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔اس قسم کی دوستانہ آمد و رفت کرنے والوں میں خاص طور پر طبقہ اشرافیہ کی سفید فام عورتیں تھیں جنہوں نے غریبی اور گداگری سے نجات دلانے کے لیے غریبوں کی مدد کی۔انھوں نے ذیل میں دیے گئے کاموں پر توجہ دی:

1. مختلف رفاہی سوسائیٹیوں کے کاموں کے مابین باہمی ربط پیدا کرنا تاکہ فرضی درخواست دینے والے افراد سے بچا جا سکے۔
2. دوسری ایجنسیوں کے ہر کام کی آگاہی یا خبر رکھنا۔
3. مادی مدد کے بجائے آزادی مزاج کو فروغ دینے کے لیے ذاتی خدمت کے لیے آمادہ کرنا۔

4. غریبی کو ختم کرنے والے اقدامات میں گہری دلچسپی لینا۔

اوکٹیویا ہل (Octavia Hill، 1912-1838) کو دنیا بھر میں سوشل ورک کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ امریکہ میں سوشل ورک کو پیشہ ورانہ سمت کی طرف لے جانے والی میری رچمنڈ نے ایک ذاتی گفتگو کے دوران تسلیم کیا کہ اوکٹیویا ہل کی قابل قدر خدمات کے سبب ہی امریکہ میں سوشل ورک کی سرگرمیوں کو ایک صحیح سمت ملی۔ ہل لندن میں 1869 میں قائم شدہ سی او ایس (COS) کے بانی ممبران میں سے تھیں۔ ایک معلم اور فن کار کی حیثیت سے انھوں نے 1864 میں لندن کے قرب وجوار میں غریبوں کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ ان کی زیادہ توجہ ان لوگوں کے لیے کام کرنے پر تھی جو سماجی طبقہ بندی میں سب سے نچلے طبقے میں شمار ہوتے تھے مثلاً بے روزگار، غربا اور وہ لوگ جو ٹھنڈے اور گیلے (مرطوب) رہائشی علاقوں میں رہتے تھے۔ ایسے لوگوں کے لیے گھر بار کا انتظام کرنا ان کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔

اوکٹیویا ہل لوگوں کے ساتھ منفرد انداز میں کام کرتی تھیں جس نے خود انھیں بھی سوشل ورک کے پیشہ ورانہ کاموں کے تئیں معنویت عطا کی۔ مثلاً 'لیٹرز ٹو فیلو ورکرز' (Letters to Fellow Workers) میں وہ اپنے والنٹیئرز کو آگاہ کرتی ہیں کہ ان کا سب سے اہم مقصد لوگوں کی مدد اس طرح کرنا ہے کہ وہ خود اپنی مدد کر سکیں اور خود کو ان (اوکٹیویا ہل) کی مدد سے بھی آزاد کر سکیں۔ ان خطوط کے ذریعے انھوں نے ان اصولوں کا اظہار کیا جن کی مدد سے سوشل ورکر کی رہنمائی ہوتی ہے کہ وہ اپنے کام کو صحیح طور پر کر سکے۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ ہل کے کام میں اصولوں پر مبنی مدد کے رشتوں کی ایک نئی شروعات دیکھنے کو ملتی ہے جن میں سے کئی کاموں کو تو آج سوشل ورک کی اہم سرگرمیوں میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ کینڈل (Kendall، 2000)۔

باکس 2.4 اور 2.5 میں اوکٹیویا ہل کی دو کتابوں سے اقتباسات نقل ہیں جن سے لندن کے غریبوں کے تئیں ہل کی بے پناہ خود سپردگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ منفرد انداز اور انسان دوست اقدار پر مبنی احساسات کے ساتھ ہل نے بہت ہی احتیاط سے غریبوں کے لیے کام کیا اور شاید اسی وجہ سے سوشل ورک پیشے کی بنیاد کو مضبوطی ملی۔

باکس 2.4: غریب افراد سے متعلق اوکٹیویا ہل کا نقطۂ نظر (Octavia Hill on Poor People)

> Letters to Fellow Workers سے ایک اقتباس:
>
> ہر چیز کا ایک پس منظر ہوتا ہے اس لیے کسی بھی معاملے کو اس کے تناظر میں ہی سمجھنا چاہیے۔ ہر شخص کی رازداری و آزادی کے مدِ نظر اس کے ساتھ عزت واحترام کا رویہ روا رکھنے کی ضرورت ہے اور کسی بھی کرائے دار کے ساتھ اس کے ذاتی معیار کی بنیاد پر تمیز نہ کی جائے۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ ہر شخص کا اپنا ایک تصورِ حیات ہے جس کی تکمیل کے لیے وہ آزاد ہے۔ اس لیے میری نظر میں وہ اس کا فیصلہ ہم سے زیادہ بہتر طریقے سے کر سکتا ہے کیوں کہ وہ انسان اب تک اسی تصور کے ساتھ زندہ رہا ہے۔ ہم نے محض جو دیکھا ہے اس نے اس تصور کا پورے احساس و جذبے کے ساتھ تجربہ بھی کیا ہے۔" کینڈل میں درج شدہ (Kendall، 2000: 143)۔

باکس 2.5: غریب افراد اور ان کے مسائل پر اوکٹیویا ہل کی فکرمندی

(Octavia Hill on Problems of Poor People)

اوکٹیویا ہل کی کتاب Homes of the London Poor سے ایک اقتباس:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ اس جگہ کو برا بھلا کہنے میں بے حد شرمندگی محسوس کرتے ہیں جہاں وہ رہتے ہیں اور رہنا پسند کرتے ہیں۔ (یہ دلچسپ بات ہے کہ) وہ اس جگہ پر اس وقت تک گندگی کرتے ہیں جب تک کہ کوئی وبائی بیماری نہ پھیل جائے مگر یہ سب کچھ کرنے کے باوجود وہ اس جگہ کو عزیز رکھتے ہیں، جب تک کہ وہاں صفائی کا اہتمام نہیں ہوجاتا ہے۔ ان کا یہ احساس اس وقت مزید بڑھ جاتا ہے جب کوئی ان سے ملنے آتا ہے کیوں کہ وہ اس گندگی کو نہ تو اپنے خیر خواہان کے لیے پسند کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے لیے جن کا معیارِ زندگی نسبتاً بلند ہوتا ہے۔ ان کے اسی رویے نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم اس قسم کے تقریباً ہر کام کی اصلاح کرسکیں۔ کسی بھی جگہ کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ بذات خود اس جگہ جاتے رہیں۔ میں اکثر و بیشتر وہاں (ایسے علاقوں میں جہاں غریب طبقے کے لوگ رہتے ہیں) جاتی ہوں۔ وہ میرا استقبال کرتے ہیں اور آس پاس صفائی کا خیال رکھتے ہیں اور مجھے مطمئن پا کر وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ وہاں میں غیر متوقع طور پر چلی جاتی ہوں تاکہ وہ صفائی کا اہتمام کرنے کی ذمے داری کو ذاتی طور پر محسوس کرپائیں۔'' ہل (Hill، 1875: 38-37)۔

یہاں سے سوشل ورک کی تاریخ میں ایک ایسے آغاز کا سراغ ملتا ہے جس کی بدولت پیشہ ورانہ سوشل ورک کے لیے رہنما مرکزی اقدار اور اصولوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ ہل کی مذکورہ سرگرمیوں میں کوئی بھی شخص عزت نفس و وقار، انفرادیت سازی، کسی کے بارے میں رائے قائم نہ کرنے والا رویہ، رازداری اور خودارادیت کی اہمیت کو محسوس کرسکتا ہے۔ اوکٹیویا ہل سوشل ورک کی تاریخ میں معنویت و اہمیت کی حامل ہیں کیوں کہ انھوں نے رفاہی خیرات کو رد کردیا۔ حالانکہ وہ ذاتی طور پر انتہائی مذہبی تھیں، لیکن اس کے باوجود وہ مذہب کو مدد کے ساتھ خلط ملط کرنے کے سخت خلاف تھیں (کینڈل، 2000)۔ دراصل رفاہی امداد کے بغیر لوگوں کی مدد کرنا ان کا مقصد تھا۔ اس سلسلے میں ان کا ماننا تھا کہ رفاہی امداد لوگوں کے خلاف ہے جو انھیں غریبی سے باہر نہیں آنے دیتی ہے۔ تقریباً وکٹوریائی عہد کے تمام مصلحین اوکٹیویا ہل سے متاثر رہے ہیں۔ صرف ایک ہی نہیں بلکہ ان کے کئی ایسے اپروچ ہیں جو سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کی بحث میں بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ 1883 میں ہل کی کتاب ہومز آف دی لندن پوور (Homes of the London Poor) پوری دنیا میں ان کے خیالات کو پھیلانے میں بہت مددگار ثابت ہوئی۔

انگلینڈ کا مشہور ٹوائن بی ہال (Toynbee Hall) جس میں آکسفورڈ اور کیمبرج کے تعلیم یافتہ مرد حضرات نے ٹریننگ پر کچھ خاص زور نہیں دیا البتہ اس میدان میں کام کرنے والی متحرک خواتین نے ٹریننگ کے لیے پہلا قدم اٹھایا۔ آکسفورڈ اور کیمبرج سے فارغ چند خواتین نے لندن میں 1887 میں ویمنز یونیورسٹی سیٹلمنٹ (Women's University Settlement) کی بنیاد رکھی۔

جس میں ٹریننگ پروگرام کی شروعات کی گئی اور یہیں سے بالآخر سوشل ورک کی پیشہ ورانہ تعلیم کو ترقی ملی۔ مارگریٹ سیویل (Margaret Sewell) نے اوکٹیویا ہل کے ساتھ مل کر لیکچرز اور گروپ مباحثوں کے ذریعے اس ٹریننگ کو ایک خاص شکل دینے کی کوشش کی اور ایسی ہی کوششوں کے نتیجے میں 1890 میں سوشل ورک کا ایک سالہ کورس شروع کیا گیا جو بہت ہی زیادہ مقبول ہوا۔ سی او ایس اور نیشنل یونین آف ویمن ورکرز (National Union of Women Workers) نے بعد میں جس کا نام نیشنل کونسل آف ویمن (National Council of Women) رکھا گیا، یونیورسٹی سیٹلمنٹ کا یہ کورس لندن کے دوسرے علاقوں میں بھی شروع کیا۔ اس کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے سی او ایس نے ایک اسکول آف سوشل ورک کی سفارش کی۔

اس یک سالہ کورس کی کامیابی کے بعد سوشل ایجوکیشن پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور 1900 کی ابتدا میں سی او ایس نے خاص طور پر عملی کاموں کی نگرانی کے لیے ایک دو سالہ اکیڈمک پروگرام شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ دانشوروں اور سی او ایس کے نمائندوں کی ایک کانفرنس میں اس موضوع پر بحث ہوئی کہ اس پروگرام کو لندن اسکول آف اکنامکس (London School of Economics) سے منسلک کر دیا جائے۔ سوشل ایجوکیشن کی کمیٹی میں طویل بحث و مباحثے کے بعد 1903 میں اسکول آف سوشیالوجی (School of Sociology) کی بنیاد ڈالی گئی مگر اس شعبے کو آگے چل کر مالی پریشانیوں کی بنا پر 1912 میں آخر کار لندن اسکول آف اکنامکس سے منسلک کر دیا گیا اور اس وقت اس کا نام ڈپارٹمنٹ آف سوشل سائنسز اینڈ ایڈمنسٹریشن (Department of Social Sciences and Administration) رکھا گیا۔ اوکٹیویا ہل نے اسکول آف سوشیالوجی کے طلبا کے بارے میں ایک بار کہا کہ یہ اچھے اور بھروسے مند ورکرز تو ہیں مگر ہاؤسنگ منیجر کے عہدے کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ پروفیسر ای جے اروک (E. J. Urwick) نے اسکول آف سوشیالوجی (جو پہلے سی او ایس کے ماتحت تھا) کو سنبھالا۔ پھر ڈپارٹمنٹ آف سوشل سائنسز اینڈ ایڈمنسٹریشن (لندن اسکول آف اکنامکس London School of Economics کے ماتحت) میں بحیثیت ڈائرکٹر آئندہ 18 برسوں تک رہنمائی کی۔ درحقیقت انگلینڈ میں سوشل ورک کی تعلیم کو ایک اعلا مقام تک پہنچانے میں پروفیسر اروک کا اہم کردار ہے (کینڈل، 2000)۔ انگلینڈ کے پس منظر میں سوشل ورک سے متعلق چند حقائق کو باکس 2.6 میں درج کیا گیا ہے۔

باکس 2.6: انگلینڈ میں سوشل ورک سے متعلق چند حقائق (Social Work Milestones in England)

- ☆ ٹوائن بی ہال پہلا سیٹلمنٹ ہاؤس ہے، جسے لندن میں سیموئل برنیٹ نے 1884 میں قائم کیا۔
- ☆ 1942 میں 'دی بیوریج رپورٹ' منظر عام پر آئی۔ اس رپورٹ نے ضرورت (Want)، گندگی (Squalor)، عدم واقفیت (Ignorance)، کاہلی (Idleness) اور بیماری (Disease) جیسی پانچ بڑی پریشانیوں کو ختم کرنے کی بات کی۔
- ☆ سوشل ورک پر 1959 میں ینگ ہسبینڈ رپورٹ شائع ہوئی۔
- ☆ 1968 میں سیبوم رپورٹ شائع ہوئی۔
- ☆ لین کمیٹی رپورٹ 1974 میں منظر عام پر آئی۔

☆ انگلینڈ میں سوشل ورک تعلیم کی توثیق و تصدیق کرنے والی تنظیم کا نام ہیلتھ اینڈ کیئر پروفیشنز کونسل (Health & Care Professions Council) ہے۔اس سے پہلے یہ ذمے داری جنرل سوشل کیئر کونسل (General Social Care Concil) کے سپرد تھی۔اس سے قبل یہ فریضہ سینٹرل کونسل فار ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ ان سوشل ورک (Central Council for Education and Training in Social Work) انجام دیتی تھی۔ ☆ برٹش اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز 1970 میں قائم ہوئی جو انگلینڈ کی سب سے بڑی پیشہ ورانہ تنظیم ہے۔
ماخذ: ڈونیسن (Donnison ، 1969 :17-11)؛ ڈومینیلی (Dominelli، 2004 : 88)؛ کینڈل (Kendall، 2000 :144)؛ متعلقہ ویب سائٹس

2.6: امریکہ میں سوشل ورک (Social Work in America)

امریکہ میں سوشل ورک کے اولین نقوش اس تشکیلی عہد میں دیکھے جا سکتے ہیں جب وہاں رضا کار تحریک زور وشور سے چل رہی تھی۔نوآبادیاتی عہد میں یہ مانا جاتا تھا کہ افراد اپنے کنبے کی ذمے داریاں بذات خود اٹھائیں۔لیکن آگے چل کر وقت کے ساتھ لوگوں کی مشکلات بڑھیں تو کمیونٹی کے باخبر لوگوں، پڑوسیوں اور دوستوں نے رضا کارانہ طور پر ایک دوسرے کی مدد کی۔دراصل 1877 میں بفیلو (Buffalo) نیو یارک میں چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی کے قائم ہونے کی وجہ سے امریکہ میں سوشل ورک کے لیے معنی خیز ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں۔سی او ایس سے تحریک پاکر امریکہ کی دیگر کمیونٹیوں میں بھی رفاہی تنظیموں کا اضافہ ہوا جن کے دوہرے مقاصد تھے:

1. ایسے ذرائع تلاش کرنا جن سے غریبوں کی مدد کی جا سکے۔
2. غریبوں کو ان بے شمار غیر معاون سماجی ایجنسیوں سے فائدہ اٹھانے سے روکنا جو انھیں مالی امداد فراہم کرتی تھیں۔

سی او ایس تحریک ہی دراصل وہ تحریک ہے جس نے سوشل ورک کے کئی اہم رہنماؤں مثلاً میری رچمنڈ Mary Richmond (1861-1928) کو جنم دیا۔یہ وہ خاتون ہیں جنھوں نے اپنی کتابوں میں سوشل ورک کے عملی نظریات پیش کیے۔ان کی اہم کتابوں میں فرینڈلی وزیٹنگ امونگ دی پوور Friendly Visiting among the Poor (1899)، سوشل ڈائیگنوسس Social Diagnosis (1917)، اور وھاٹ از سوشل کیس ورک What is Social Case Work? (1922) شامل ہیں۔نیو یارک اسکول آف فلنتھراپی (New York School of Philanthropy) کے بانی ایڈورڈ ٹی ڈیوائن اور پورٹر لی Edward. T. Divine & Porter Lee نے 1919 میں امریکن اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک (American Association of Schools of Social Work) قائم کرنے کی کوشش کی۔یہ دونوں افراد سوشل ورک کی پیشہ ورانہ ترقی میں اہمیت کے حامل ہیں۔میری رچمنڈ سی او ایس کی ایک بارعب لیڈر تھیں جو بالٹی مور (Baltimore) سی او ایس میں

بطور اسٹاف ممبر شامل ہوئیں اور پھر سنہ 1900 میں فلاڈلفیا (Philadelphia) سی او ایس کی جنرل سکریٹری منتخب ہوئیں۔ اپنے پیشہ ورانہ کیریئر میں آگے چل کر وہ رسل سیج فاؤنڈیشن (Russel Sage Foundation) سے منسلک ہوگئیں۔ چیریٹی آرگنائزیشن کی سرگرمیوں میں اعلیٰ مقام رکھنے والی رچمنڈ نے سوشل ورک پیشے کو ایک باقاعدہ شکل دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ 1917 میں ان کی کتاب 'سوشل ڈائگنوسس' نے تعین قدر کی تکنیکوں کو واضح کیا اور 1922 میں ان کی ایک دوسری کتاب 'وھاٹ از سوشل کیس ورک؟' نے کیس ورک کے طریقوں کی تعریف بیان کی۔ ڈیو بوئس اور ملے میں درج شدہ (DuBois & Miley، 2002)۔

لندن کے ٹوآئن بی ہال سے تحریک پا کر کچھ افراد مثلاً جین ایڈمس (Jane Addams) وغیرہ نے نیو یارک اور شکاگو میں سیٹلمنٹ ہاؤس (Settlement House) کی بنیاد ڈالی۔ کچھ ہی برسوں میں اس قسم کے مراکز مکانات امریکہ کے دیگر علاقوں میں بھی قائم ہونے لگے۔ ان سیٹلمنٹ ہاؤسز نے غریبوں کو ایسی مہارتیں سکھائیں جو شہری یا روزمرہ گزر اوقات کے لیے ضروری تھیں اور ساتھ ہی ایسی سیاسی قیادت بھی مہیا کرائی جس سے سماجی ماحول میں بہتری آسکے۔ شکاگو کا ہل ہاؤس (Hull House) اس کی ایک عمدہ مثال ہے۔ امریکہ میں سوشل ورک کے تاریخی سفر کے ضمن میں باکس 2.7 اور 2.8 میں میری رچمنڈ کی دو اہم کتابوں سے متفرق اقتباسات نقل کیے جارہے ہیں جن کی مدد سے آپ کو امریکہ میں سوشل ورک کی ابتدائی کوششوں اور سوشل ورکرز کی سرگرمیوں کا اندازہ ہوگا۔

باکس 2.7: میری رچمنڈ اور سوشل کیس ورک (Mary Richmond and Social Case Work)

میری رچمنڈ کی کتاب What is Social Case Work? کے دیباچے سے ایک اقتباس:

''دنیا میں علم یا درس و تدریس کے فن سے پہلے یعنی بہت ہی پہلے ایک حقیقی اور اصلی درس و تدریس رائج تھی۔ سوشل ورکرز اور ان کے اصولوں اور طریقہ کار کی تشکیل سے بھی قبل سوشل کیس ورک کا تصور تھا۔ جب انسان کو یہ محسوس ہوا کہ ایک دوسرے کے ساتھ ان کے رشتے بہت ابتدائی مرحلے میں ہیں تو ان میں سے کوئی نہ کوئی ایسا انسان ضرور تھا جو انسانی رشتوں میں ہونے والے مسائل کو حل کرنے پر قادر رہا ہو۔ غیر رسمی طور پر ہی سہی مگر لوگ اس طرح کے ''چارہ گر'' (سیموئل بٹلر نے یہ اصطلاح دی ہے) افراد کی مدد لینے کا رواج تھا۔ کچھ اساتذہ کے پاس یہ مہارت رہی ہوگی، کبھی کبھار مذہبی لوگوں کے پاس اور سیکولر منصفوں اور طبیبوں کے پاس بھی یہ فن تھا۔ حالانکہ تاریخی طور پر محض یہی چار قسم کے افراد نہیں ہیں جو اس طرح کی مہارت رکھتے رہے ہوں گے۔'' رچمنڈ (Richmond، 5:1922)۔

باکس 2.8: سوشل ورکرز کی ذمہ داریاں (Responsibilities of Social Workers)

میری رچمنڈ کی کتاب Friendly Visiting among the Poor سے ایک اقتباس:

''یہ میری بدقسمتی ہے کہ غریبوں کے گھر جانے والے افراد کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش میں مجھے ان کے کام کی حوصلہ افزائی

کرنے کے بجائے غریبوں کی پریشانیوں کے بارے میں سوچنے اور فکر مند رہنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔...ایسے کئی غریب افراد ہیں جو خواہ بڑے گھر میں یا کسی ایک کمرے والے مکان میں رہتے ہوں۔اس گھر کا مرد اپنے خاندان کے لیے ہر طرح سے محنت کرتا ہے،عورت اس گھر کو گھر بنانے کی پوری جدو جہد کرتی ہے اور بچے یہ سیکھتے ہیں کہ کیسے سکون اور اطمینان سے زندگی گزر بسر کی جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کے گھروں کو لا پرواہی کی نذر ہونے سے بچایا جائے اور ایسے گھروں کی مدد کی جائے جو در پیش پریشانیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سکون بخش امر ہے کہ ایک گھر کو حقیقی گھر میں تبدیل کیا جائے،غیر ذمے دار ماں کو گھر کی صفائی رکھنے والی اور قرینے والی ماں بنایا جائے اور اس مرد کی مدد کی جائے جو اپنی بیوی اور بچوں کے تئیں احساس ذمے داری کھو چکا ہے۔''

رچمنڈ (Richmond،1899: 47-46)۔

اس تحریک کی تاریخ پر گفتگو کرتے ہوئے یہ ذکر اہم ہے کہ چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی کے تحت فراہم کی جانے والی سہولیات اور خدمات صرف سفید فام خاندانوں کے لیے ہی تھیں۔سولومن (Solomon) کے مطابق سی او ایس کے اسٹاف ممبران کا خیال تھا کہ سفید فام لوگوں کی غربت کے مسئلے پر دھیان دیا جائے جب کہ کالے لوگوں کے مسائل پر بعد میں توجہ دی جائے گی (سولومن، 1976)۔میم فس (Memphis) سی او ایس نے آزادانہ طور پر کالے افراد کے لیے پروگرام کی شروعات کی اور یہ سوسائٹی کلرڈ فیڈریٹڈ چیریٹیز (Colored Federated Charities) کے زیر سایہ سرگرم تھی جس میں بورڈ کے ڈائرکٹرز کے ساتھ ساتھ ان کے پورے عملے میں سیاہ فام افراد تھے۔

چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی کے تحت کمیونٹی آرگنائزیشن کی سرگرمیاں بھی شروع کی گئیں مثلاً غریبوں کے مسائل سے نمٹنے کے لیے تعاون یا امداد باہمی کے نیٹ ورک بنائے گئے۔ ٹی بی کا انسداد،خاندانی مسائل کا حل اور بچہ مزدوری کو روکنے کے لیے بہت سی سی او ایس نے اقدامات اٹھائے۔ نیو یارک کی سی او ایس نے اپنا اشاعتی ادارہ قائم کیا اور ساتھ ہی نیو یارک اسکول آف فلنتھراپی کی بنیاد ڈالی جواب کولمبیا یونیورسٹی اسکول آف سوشل ورک (Columbia University School of Social Work) کے نام سے موسوم ہے (ڈنہم Dunhum، 1970)۔لگ بھگ اسی قسم کا کام شکاگو میں سیٹلمنٹ ہاؤسز اور یونیورسٹی آف شکاگو (University of Chicago) کے تحت بھی چل رہا تھا۔ یونیورسٹی کے ایکس ٹنشن (توسیعی) شعبے نے ہل ہاؤس (Hull House) اور شکاگو کامنس (Chicago Commons) کے اشتراک سے 1903 میں ایک کورس کی شروعات کی جو ایک سال کے بعد شکاگو انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز (Chicago Institue of Social Sciences) کہلایا جس کے روح رواں گراہم ٹیلر (Graham Taylor) تھے۔جو آخر کار 1920 میں جا کر یونیورسٹی آف شکاگو اسکول آف سوشل سروس ایڈمنسٹریشن (University of Chicago School of Social Service Administration) میں تبدیل ہو گیا۔اس طرح کسی بھی یونیورسٹی میں یہ سوشل ورک کا پہلا آزادانہ گریجویٹ اسکول تھا۔یہی وہ دور ہے جب امریکہ میں سوشل ورک کی بہت ساری تنظیموں

کا تیزی سے قیام عمل میں آیا (باکس 2.9) اور سوشل ورک سے متعلق اہم پیش رفت کی تفصیل باکس 2.10 میں درج کی جارہی ہے۔

باکس 2.9: امریکہ میں پیشہ ورانہ تنظیموں کی آمد (Professional Organizations in America)

امریکن اسوسی ایشن آف میڈیکل سوشل ورکرز American Association of Medical Social Workers (1918)
نیشنل اسوسی ایشن آف اسکول سوشل ورکرز National Association of School Social Workers (1919)
امریکن اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز American Association of Social Workers (1921)
امریکن اسوسی ایشن آف سائیکیاٹرک سوشل ورکرز American Association of Psychiatric Social Workers (1926)
امریکن اسوسی ایشن آف گروپ ورکرز American Association of Group Workers (1936)
اسوسی ایشن آف دی اسٹڈی آف کمیونٹی آرگنائزیشن Association of the Study of Community Organization (1946)
سوشل ورک ریسرچ گروپ Social Work Research Group (1949)
کونسل آن سوشل ورک ایجوکیشن Council on Social Work Education (1952)
نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز National Association of Social Workers (1955)
ڈیو بوئس اور ملے (DuBois & Miley، 2002:47)

باکس 2.10: سوشل ورک کی موثر سرگرمیاں اور اشاعتیں (Influential Activities and Publications)

1915	ابراہم فلیکسنر نے سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے پر اپنی رائے درج کی
1929	ملفرڈ کانگریس میں سوشل ورک کی عمومی نوعیت کو تسلیم کیا گیا
1951	ہالس۔ٹیلر رپورٹ نے سوشل ورک کی پیشہ ورانہ پریکٹس کی جانچ کی
1957	ارنسٹ گرین ووڈ نے سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے پر دوبارہ اپنی رائے درج کی
1969	امریکہ میں سوشل ورکرز نے سوشل ورک پیشے میں جنرل سسٹم اصول ونظریے کا اطلاق کیا
1977	امریکہ میں پیشہ وران نے سوشل ورک کے اغراض و مقاصد کا تعین کیا
1981	این اے ایس ڈبلیو نے سوشل ورک کے مقاصد کی ایک عارضی تعریف طے کی
2004	آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو نے سوشل ورک کی عالمی تعریف بیان کی
2014	آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو نے سوشل ورک کی ترمیم شدہ اور جامع عالمی تعریف بیان کی

ڈیوبوئس اور ملے(DuBois & Miley،2002:37)

2.7: ہندوستان میں سوشل ورک(Social Work in India)

ہندوستان میں مختلف رفاہی کاموں اور سماجی اصلاح کی تحریکات کی ایک روشن تاریخ رہی ہے۔تاہم یہ بیسویں صدی تھی جب ہندوستانی قومی تحریک کے کچھ رہنماؤں نے ضرورت محسوس کی کہ سماجی خدمات اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے عوام کو تربیت دے کر تیار کیا جائے۔1905 میں گوپال کرشن گوکھلے(Gopal Krishna Gokhale) جیسے افراد نے سرونٹ آف انڈیا سوسائٹی (Servant of India Society) قائم کی جس میں والنٹیر ز کی رسمی تربیت پر زور دیا گیا۔مہاتما گاندھی کے ویلیج ری کنسٹرکشن پروگرام(Village Reconstruction Programme) نے کمیونٹی کی خدمات کے لیے والنٹیر ز کی تربیت پر زور دیا۔یہ وہ ابتدائی کوششیں ہیں جن کے ذریعے ہندوستان میں سماجی خدمت کے لیے تربیت اور مہارت کی اہمیت پر زور دیا گیا۔

ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم کا حقیقی آغاز 1936 میں ہوا۔ایک مشنری رہنما کلفورڈ منشارڈ(Clifford Manshardt) نے ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم کی وکالت کی۔ ڈاکٹر منشارڈ کی کوششوں کے نتیجے میں سر دوراب جی ٹاٹا ٹرسٹیز (Sir Dorabji Tata Trustees) کی ایک میٹنگ میں سوشل ورک کے پہلے ادارے کو منظور کیا گیا(باکس 2.11)۔یہ ادارہ سر دوراب جی ٹاٹا گریجویٹ اسکول آف سوشل ورک(Sir Dorabji Tata Graduate School of Social Work) کے نام سے منسوب ہوا جسے آج ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز(Tata Institute of Social Sciences) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

باکس 2.11: ہندوستان میں سوشل ورک تعلیم کی تجویز

Social Work Education in India: A Proposal

بتاریخ: 17 جون، 1935

اعلانیہ

سر دوراب جی ٹاٹا ٹرسٹ کے ٹرسٹیز کی اٹھارویں میٹنگ 18 جون بروز منگل 1935 بارہ بجے دن میں بامبے ہاؤس، بروس اسٹریٹ، قلعہ بامبے میں منعقد ہوگی۔

ایجنڈا

☆ سر دوراب جی ٹاٹا ٹرسٹ کی سترہویں میٹنگ 24 مئی بروز جمعہ 1935 کی کارگزاریوں کی تصدیق کرنا اور دستخط کرنا۔(واضح رہے) کہ اس میٹنگ کی کارگزاری کو ٹرسٹیز کے پاس بھیج دیا گیا تھا اور جسے تسلیم بھی کرلیا گیا۔

☆ مندرجہ ذیل موضوعات پر ڈاکٹر کلفورڈ منشارڈ کے میمورنڈم پر غور کرنا: a) سیکنڈری ٹیچر ٹریننگ کالج فار ویمین کی پیشکش پر ابتدائی رپورٹ b) انسٹی ٹیوٹ فار ایجوکیشنل ریسرچ c) ویلس میوزیم کے پرنس کے تعلق سے لائبریری اور تعلیمی مرکز d) سر دوراب جی ٹاٹا اسکول آف سوشل ورک
ماخذ: http://tisstory.tiss.edu/tisstory/dream-takes-shape.php

مغربی ہندوستان میں امریکن بورڈ آف مشنز American Board of Missions (جس کو مراٹھی مشن بھی کہتے ہیں) کی سرپرستی میں کلفورڈ منشارڈ نے ایک سیٹلمنٹ ہاؤس قائم کیا جسے 1926 میں 'ناگپاڑہ نیبر ہڈ ہاؤس' (Nagpada Neighbourhood House) کے نام سے موسوم کیا گیا۔ درحقیقت یہی وہ بنیادی سنگ میل ہے جہاں سے ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم کا سفر شروع ہوتا ہے۔ مختلف قسم کے سماجی پروگراموں کے دوران ڈاکٹر کلفورڈ منشارڈ ٹاٹا فیملی کے رابطے میں بھی رہے۔ منشارڈ کے بیان کے مطابق ٹاٹا کا نام صنعتی ترقی، روشن خیالی، انسان دوستی، عوامی فلاح و بہبود، تعلیم اور تحقیق کے مترادف ہے۔ ٹاٹا خاندان کے ایک فرد کا کہنا تھا کہ، ''صرف ایک صورت میں مال دار لوگوں کی ناانصافیوں کو جائز ٹھہرایا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ مال دار لوگ عوام اور ملک کی خدمت کے لیے خود کو صرف کر دیں'' (کینڈل میں درج شدہ، 2000)۔ جب ٹاٹا نے اپنے قریبی مال دار افراد کو لوگوں کی خدمت کے لیے ترغیب دلائی تو ان افراد نے منشارڈ سے ایک مناسب پروجیکٹ شروع کرنے کے امکانات پر بات کی۔ منشارڈ نے ٹرسٹ کے لیے ایک بڑے پروجیکٹ کی حیثیت سے سوشل ورک کی گریجویشن تک کی تعلیم کا مشورہ دیا (باکس 2.11)۔ ڈاکٹر منشارڈ کے مشورے کو تسلیم بھی کر لیا گیا یوں جون 1936 میں اس اسکول کا افتتاح ہوا۔ 22 جون 1936 کو سر دوراب جی ٹاٹا گریجویٹ اسکول آف سوشل ورک کے افتتاحی اجلاس میں ڈاکٹر کلفورڈ منشارڈ کی تقریر کے خلاصے کو (باکس 2.12) میں پیش کیا گیا ہے جس میں انھوں نے ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم و تربیت کی اہمیت و افادیت پر زور دیا۔

باکس 2.12: کلفورڈ منشارڈ کی افتتاحی تقریر (Inaugural Address by Clifford Manshardt)

''سر دوراب جی ٹاٹا گریجویٹ اسکول آف سوشل ورک کے افتتاح کی یہ غیر رسمی نشست شاید ہندوستان کی تعلیمی تاریخ میں ایک اہم واقعہ ثابت ہوگی۔ قانون، میڈیسن یا تعلیم کے طرز پر ہی سوشل ورک کو بھی اس ملک میں باوقار بنانے کے لیے یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ ہم نے اپنے طلبا کی تعداد ارادتاً کم رکھی ہے۔ آج کے دن موجود طلبا کو ملک بھر کے 100 درخواست کنندگان میں سے منتخب کیا گیا ہے چنانچہ ہم آپ سے یہ امید کرتے ہیں کہ آپ اس کورس کی ٹریننگ کی بدولت سوشل ورک کو اس ملک میں ایک منفرد اور اعلیٰ مقام تک پہنچائیں گے۔ ہم نے اپنی تعداد کو اس لیے کم رکھا ہے کیوں کہ ہماری منشا ہے کہ اس مرکز میں ایسا ماحول پیدا کیا جائے جہاں

اساتذہ اور طلبا ایک ساتھ مل کر سماجی مسائل کو حل کرنے کے طریقہ کار تیار کریں۔ اگر آپ اپنے آپ سے یہ سوال پوچھیں کہ آخر یہ 20 طلبا ہندوستان کے مسائل کو حل کر پائیں گے؟ تو میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ یہ 20 کی تعداد تو محض ایک ابتدا ہے۔ یکے بعد دیگرے ہر سال آپ کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور ایک ایسا وقت آئے گا جب ملک کے تمام اہم مراکز میں تربیت یافتہ سوشل ورکرز کام کر رہے ہوں گے۔ (مثال کے طور پر) 1910 میں امریکہ کے شہروں میں سوشل ورک کے محض 5 ادارے تھے مگر ایک عشرے کی مدت میں ہی یعنی 1916 سے 1926 کے دوران ان کی تعداد 25 تھی اور آج امریکہ اور کناڈا میں سوشل ورک کے کم وبیش 34 ادارے ہوں گے۔

سوشل ورک کی سرگرمیوں میں اکیڈمک نصاب، فیلڈ ورک اور سماجی ریسرچ شامل ہیں۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ سوشل ورک دراصل مطابقت یا ایڈجسٹ منٹ کا ایک عمل ہے۔ چنانچہ یہ لازمی ہے کہ سوشل ورکرز کو انسانی فطرت کا مناسب علم ہو تاکہ وہ انسانی برتاؤ کے تمام پہلوؤں کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کے رسم و رواج، عادات واطوار اور خصوصیات کا علم رکھیں جن کے ساتھ مستقبل میں وہ کام کریں گے۔ سوشل ورکرز کو فلسفے کا بھی بہتر علم ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے کام کو ایک نظریے کے تحت انجام دے سکیں۔ سوشل ورکرز سے امید کی جاتی ہے کہ وہ سماج کے وسائل و ذرائع اور لوگوں کی معاشی اور قانونی صورت حال سے واقفیت رکھیں، (حقیقت تو یہ ہے کہ) وہ سماج کے ماہرین ہیں۔

مغرب میں علم سے متعلق جو کچھ بھی ہے وہ ہمارے لیے اہم ہے مگر ہم مغربی طرز کو آنکھ بند کرکے نہیں اپنائیں گے۔ جب کہ حقیقت یہ بھی ہے کہ کوئی بھی علم بنیادی طور پر علم ہے اس بات سے قطع نظر کہ اس علم کا تعلق کہاں سے ہے۔

آخر میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اس ادارے میں تعلیم حاصل کریں گے مگر ابھی بھی اساتذہ اور طلبا کو بہت کچھ سیکھنا ہے اور بہت کام کرنا ہے۔ ہمارا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم اس ملک میں غیر تربیت یافتہ افراد کی خدمات کو نظرانداز کریں۔ شاید ہم میں سے بہت سارے لوگ تو ان کے مقام تک پہنچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ بطور سوشل ورکرز ہندوستان کے سماجی مسائل کی نوعیت کو سمجھنا ہماری ذمے داری ہے۔ ایک منفرد انداز میں ہم خود کو تیار کریں تاکہ ملک کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔

ماخذ: دی مدراس میل بروز بدھ 24 جون (The Madras Mail، 1936)

اس کے بعد لکھنؤ میں اسکول آف سوشل ورک کے آغاز کے لیے ینگ مینز کرسچین اسوسی ایشن Young Men's Christian Association نے 1946 میں قدم اٹھایا پھر یہی اسکول دہلی منتقل کر دیا گیا جسے دہلی اسکول آف سوشل ورک (Delhi School of Social Work) کا نام دیا گیا۔ اس کا نام اب شعبہ سوشل ورک ہے۔ اسی دور میں سوشل ورک کی تعلیم کے لیے دیگر ادارے بھی شروع کیے گئے جنھوں نے بنیادی نصابی منصوبہ بندی کے لیے انگلینڈ اور امریکہ کے تجربات سے کام لیا۔ ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم اپنی ابتدا سے ہی دلچسپی کی حامل رہی ہے۔ اس کے ابتدائی دور میں والنٹری

سوشل ورک کی روایت تھی جو کہ خاص طور سے عیسائی مشنریوں اور گاندھیائی والنٹیر ز کے کاموں میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ والنٹیر ز کی تربیت اور سماجی فلاح کے کاموں کو منظّم کرنے کی غرض سے ہی غالباً سوشل ورک کے ادارے وجود میں آئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد پے در پے ہندوستان کے مختلف شہروں میں سوشل ورک کے تعلیمی ادارے قائم کیے گئے۔ جیسے اندور(1951 Indore)، مدراس(1952 Madras)، نرملا نکیتن(1955 Nirmala Niketan)، راج گری(1955 Rajagiri)اور ادے پور (1959 Udaipur) میں عیسائی مشنریوں کی جانب سے سوشل ورک کے تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھی گئی۔ دوسری طرف گاندھیائی فلسفے سے متاثر ہو کر وارانسی (1947Varanasi) اور احمد آباد(1961Ahmadabad) میں بھی سوشل ورک کے تعلیمی ادارے شروع کیے گئے (بھٹ اور پھوکان، 2015)۔ 1950 میں وزارت تعلیم نے سوشل ویلفیئر پر ایک مشاورتی بورڈ بنایا جس نے پوسٹ گریجویٹ سطح پر سوشل ویلفیئر کورس کے لیے نصابی خاکہ تیار کیا۔ 1960 میں شعبہ سوشل ورک، لکھنؤ یونیورسٹی نے سوشل ورک میں سب سے پہلے انڈر گریجویٹ اور پی ایچ ڈی پروگراموں کی شروعات کی۔ ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم اور پیشہ ورانہ شناخت کے حوالے سے تنظیمیں، کمیٹیاں، کتابیں، رسالے اور دیگر علمی سرگرمیاں آتی رہی ہیں جنھیں مختصراً باکس 2.13 میں پیش کیا گیا ہے۔

باکس 2.13: ہندوستان میں سوشل ورک کی تنظیمیں، کمیٹیاں، کتابیں اور رسالے

(Social Work Organizations, Committees, Books and Journals in India)

تنظیمیں

- ☆ انڈین کانفرنس آف سوشل ورک Indian Conference of Social Work (1947)
- ☆ اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک Association of Schools of Social Work (1960)
- ☆ انڈین اسوسی ایشن آف ٹرینڈ سوشل ورکرز Association of Trained Social Workers (1963)
- ☆ نیشنل اسوسی ایشن آف پروفیشنل سوشل ورکرز ان انڈیا
  National Association of Professional Social Workers in India (2005)

کمیٹیاں

- ☆ سوشل ورک پر یو جی سی نے تین کمیٹیاں تشکیل دیں جن کی رپورٹیں بالترتیب شائع ہوئیں:
- ☆ پہلی رپورٹ: سوشل ورک ایجوکیشن ان انڈین یونیورسٹیز
  Social Work Education Education in Indian Universities (1965)
- ☆ دوسری رپورٹ: ریویو آف سوشل ورک ایجوکیشن ان انڈیا: ریٹروسپیکٹ اینڈ پروسپیکٹ
  Review of Social Work Education in India: Retrospect and Prospect (1980)

☆ یو.جی سی اور ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز نے 1990 میں کریکیولم ڈویلپمنٹ رپورٹ Curriculum Development Report شائع کی۔

☆ تیسری رپورٹ: یو.جی سی ماڈل کریکیولم: سوشل ورک ایجوکیشن

(2001) UGC Model Curruculum: Social Work Education

☆ این اے اے سی مینوئل فار سلف اسٹڈی آف سوشل ورک انسٹی ٹیوشنز

(2005) NAAC Manual for Self-Study of Social Work Institutions

رسالے

☆ انڈین جرنل آف سوشل ورک Indian Journal of Social Work: ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز، ممبئی (1940)

☆ انڈین اسوسی ایشن آف ٹرینڈ سوشل ورکرز نے سہ ماہی سوشل ورک فورم Social Work Forum کی اشاعت شروع کی جو 1981 میں بند ہوگیا۔

☆ کنٹمپریری سوشل ورک Contemporary Social Work (ابتدائی نام دی لکھنو یونیورسٹی جرنل آف سوشل ورک): شعبہ سوشل ورک، لکھنؤ (1962)

☆ پرسپکٹیوزان سوشل ورک Perspectives in Social Work: کالج آف سوشل ورک، نرملا نکیتن ممبئی (1984)

☆ جرنل آف سوشل ورک ایجوکیشن، ریسرچ اینڈ ایکشن Journal of Social Work Education, Research and Action: نیشنل اسوسی ایشن آف پروفیشنل سوشل ورکرز ان انڈیا (2015)

کتابیں

☆ 1949 میں سوشل ورک پر کتاب ''اسٹوڈنٹس اینڈ سوشل ورک'' کے نام سے ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز نے شائع کی۔

☆ 1961 میں اے آر واڈیا نے ''ہسٹری اینڈ فلاسفی آف سوشل ورک ان انڈیا'' مرتب کی۔

☆ 1967 میں کلفورڈ منشارڈ کی کتاب 'پائنیرنگ آن سوشل فرنٹیرز ان انڈیا' شائع ہوئی۔

☆ 1968 میں ''انسائیکلو پیڈیا آف سوشل ورک ان انڈیا'' کا پہلا ایڈیشن پلاننگ کمیشن نے شائع کیا۔

☆ 1987 میں ''انسائیکلو پیڈیا آف سوشل ورک ان انڈیا'' کا دوسرا ایڈیشن منسٹری آف ویلفیئر سے شائع ہوا۔

ماخذ: پاٹھک (Pathak، 2000: 220-212)؛ دیسائی (Desai، 2002: 148)؛ بھٹ اور پھوکان (Bhatt & Phukan، 2015)؛ متعلقہ انٹرنیٹ ویب سائٹس

امید ہے کہ آپ نے سوشل ورک کے ارتقا کے ساتھ ساتھ سوشل ورک کی سرگرمیوں کے مختلف پہلوؤں کو بھی بخوبی سمجھ لیا ہوگا۔ آیئے اب ہم اس باب کے آخر میں باکس 2.14 کے ذریعے سوشل ورک پیشے کے مختلف حقائق پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں جس سے سوشل ورک کے بارے میں آپ کی معلومات میں مزید اضافہ ہوگا۔

باکس 2.14: کیا آپ جانتے ہیں؟ (Do You Know?)

☆ انگلینڈ کے وزیر اعظم کلیمنٹ ایٹلی بنیادی طور پر ایک سوشل ورکر تھے اور سوشل ورک کے استاد بھی تھے۔ وہ ''دی سوشل ورکر'' نامی کتاب کے مصنف ہیں جو 1920 میں شائع ہوئی۔ ☆ جین ایڈمس امریکہ میں ہل ہاؤس کے بانیوں میں سے تھیں جنھیں 1931 میں امن کے نوبل انعام سے نوازا گیا۔ اس طرح وہ امریکہ اور سوشل ورک برادری کی پہلی نوبل انعام یافتہ خاتون تھیں۔ ☆ لی فرینکل (1931-1867) ابتدائی دور کے ایک سوشل ورک معلم اور فیملی کیس ورک کے اصول ونظریات اور پریکٹس پر کام کرنے والے تھے۔ انھوں نے نیویارک میں ٹریننگ اسکول فار جیوش سوشل ورک کی بنیاد ڈالی۔ ☆ جرمنی میں ایلس سیلومن نے سوشل ورک اور عورتوں کے حقوق کے لیے خاصا کام کیا۔ وہ انٹرنیشنل اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک کی بانیوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ ☆ ایشیا میں چین ایسا ملک تھا جہاں ایینچنگ یونیورسٹی میں 1922 میں سوشل ورک تعلیم کی ابتدا ہوئی مگر جلد ہی یہ بند بھی ہوگیا۔ ☆ جنوبی امریکہ میں ڈاکٹر رینے سینڈ اور چلی کے رہنے والے ڈاکٹر الجند روڈیل ریو نے 1925 میں سوشل ورک کا پہلا ادارہ قائم کیا۔ ☆ افریقہ میں باقاعدہ طور پر 1947 میں سوشل ورک کا ادارہ قائم کیا گیا جس کا نام جین، ایچ، ہوف میئر اسکول آف سوشل ورک تھا اور یہ ادارہ ساؤتھ افریقن کونسل آف دی ینگ مین کرسچین اسوسی ایشن کے تحت چلتا تھا۔ ☆ سوشل ورک کی پہلی عالمی کانفرنس 1928ء کو پیرس میں واقع ہوئی۔
ماخذ: کینڈل (Kendall، 2000: 161-156)؛ متعلقہ انٹرنیٹ ویب سائٹس

2.8: خلاصہ (Conclusion)

سوشل ورک کی تاریخ کے بارے میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ سوشل ورک کی جڑیں مختلف ممالک کی رفاہی روایات، سماجی خدمات اور سماجی تحریکات میں ہی پیوست ہیں تاہم یہ کہنا بھی بجا ہے کہ ان میں سوشل ورک کا پیشہ ورانہ پہلو اور نقطہ نظر موجود نہیں تھا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کہیں نہ کہیں سوشل ورک کے آغاز وارتقا میں ان تصورات اور تحریکات کا بڑا کردار ہے۔ صنعتی ترقی اور نو آبادکاری کے نتیجے میں ایسے تاریخی حالات پیدا ہوئے جن کا سماج کی ترقی پر بہت اثر پڑا اور انھی کے زیر اثر مختلف افراد اور تنظیموں نے غریبوں کی مدد کے اصول وضوابط مرتب کیے اور ساتھ ہی ساتھ تربیت یافتہ والنٹیئرز اور ورکرز بھی تیار کیے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس میں

دنیا کے مختلف حصوں میں سوشل ورک کی تعلیم وتربیت کی ابتدا ہوئی اور یہی وہ حالات ہیں جنھوں نے انگلینڈ، امریکہ اور ہندوستان میں سوشل ورک کے بڑے قد آور نام پیدا کیے جن میں اوکٹیو یا ہل، جین ایڈمس، میری رچمنڈ اور کلفورڈ منشارڈ قابل ذکر ہیں۔

2.9: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. سوشل ورک کی ترقی میں اوکٹیو یا ہل کے کردار پر ایک نوٹ لکھیں۔
2. ہندوستان میں سوشل ورک کی شروعات کا جائزہ لیں۔

نمونہ جوابات

1. اوکٹیو یا ہل (1912-1838) کو دنیا بھر میں سوشل ورک کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ امریکہ میں سوشل ورک کو پیشہ ورانہ سمت کی طرف لے جانے والی میری رچمنڈ کے مطابق اوکٹیو یا ہل کی قابل قدر خدمات کے سبب ہی امریکہ میں سوشل ورک کی سرگرمیوں کو ایک صحیح سمت مل سکی۔ ہل لندن میں 1869 میں قائم شدہ سی او ایس کے بانی ممبران میں سے تھیں۔ ایک معلم اور فن کار کی حیثیت سے انھوں نے 1864 میں لندن کے قرب وجوار میں غریبوں کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ ان کی زیادہ توجہ ان لوگوں کے لیے کام کرنے پر تھی جو سماجی طبقہ بندی میں سب سے نچلے طبقے میں شمار ہوتے تھے مثلاً بے روزگار، غربا اور وہ لوگ جو ٹھنڈے اور گیلے (مرطوب) رہائشی علاقوں میں رہتے تھے۔ لوگوں کے لیے گھر بار کا انتظام کرنا ان کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔
2. ہندوستان میں مختلف رفاہی کاموں اور سماجی اصلاح کی تحریکات کی ایک روشن تاریخ رہی ہے۔ تاہم یہ بیسویں صدی تھی جب ہندوستانی قومی تحریک کے کچھ رہنماؤں نے یہ ضرورت محسوس کی کہ سماجی خدمات اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے عوام کو تربیت دے کر تیار کیا جائے۔ 1905 میں گوپال کرشن گوکھلے (Gopal Krishna Gokhale) جیسے افراد نے سرونٹ آف انڈیا سوسائٹی (Servant of India Society) قائم کی جس میں والنٹیئر ز کی رسمی تربیت پر زور دیا گیا۔ مہاتما گاندھی کے ویلیج ری کنسٹرکشن پروگرام (Village Reconstruction Programme) نے کمیونٹی کی خدمات کے لیے والنٹیئر ز کی تربیت پر زور دیا۔ یہ وہ ابتدائی کوششیں ہیں جن کے ذریعے ہندوستان میں سماجی خدمت کے لیے تربیت اور مہارت کی اہمیت پر زور دیا گیا۔

ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم کا حقیقی آغاز 1936 میں ہوا۔ ایک مشنری رہنما کلفورڈ منشارڈ (Clifford Manshardt) نے ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم کی وکالت کی۔ ڈاکٹر منشارڈ کی کوششوں کے نتیجے میں سر دوراب جی ٹاٹا ٹرسٹیز (Sir Dorabji Tata Trustees) کی ایک میٹنگ میں سوشل ورک کے پہلے ادارے کو منظور کیا گیا (باکس 2.11)۔ یہ ادارہ سر دوراب جی ٹاٹا گریجویٹ اسکول آف سوشل ورک (Sir Dorabji Tata Graduate

(School of Social Work کے نام سے منسوب ہوا جو بعد میں باقاعدہ ایک ادارہ بن گیا جسے ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز (Tata Institute of Social Sciences) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

2.10: اہم اصطلاحات (Key Words)

سیٹلمنٹ ہاؤسز: سیٹلمنٹ ہاؤسز نے غریبوں کو ایسی مہارتیں سکھائیں جو شہری یا روزمرہ گزر اوقات کے لیے ضروری تھیں اور ساتھ ہی ایسی سیاسی قیادت بھی مہیا کرائی جس سے سماجی ماحول میں بہتری آسکے۔

فرینڈلی وزیٹرز: ایسے والنٹیر زجنھیں شہری جھگیوں میں غریب لوگوں کے ساتھ کام کرنے کی تربیت دی گئی ہے۔ یہ اصطلاح سی او ایس کے والنٹیر ز کے لیے استعمال کی گئی مگر اس تصور کو میری رچمنڈ کی کتاب فرینڈلی وزٹنگ اَمونگ دی پوور (1899) سے مقبولیت ملی۔

قوانینِ امدادِ غربت (پوور لاز): انگلینڈ میں قوانینِ امدادِ غربت کی ایک طویل تاریخ رہی ہے۔ ملکہ الزابتھ کے عہد میں 1601 میں قوانینِ امدادِ غربت پر نظر ثانی کی گئی اور اس دفعہ کے تحت غریبوں کو مدد فراہم کرنے کی غرض سے ایک منظم منصوبہ بندی کی گئی، اس کے بعد بھی ان قوانین میں کئی ترمیمات ہوئیں جو الزابتھن پوور لاز (Elizabethan Poor Laws) کے نام سے مشہور ہیں۔ قوانینِ امدادِ غربت کے تحت لوگوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا گیا: تندرست غریب، ناتواں غریب اور دست نگر بچے۔

2.11: حوالہ جات (References)

Bhatt, S., & Phukan, D. (2016). *Social Work Resource Book*. New Delhi: AlterNotes Press.

Cree, V.E., & Myers, S. (2008). *Social Work: Making a Difference*. Bristol: Policy Press.

Desai, M. (2002). *Ideologies and Social Work: Historical and Contemporary Analyses*. Jaipur: Rawat Publications.

Dominelli, L. (2004). *Social Work: Theory and Practice for a Changing Profession*. Cambridge: Polity Press.

Donnison, D.V. (1969). The Seebohm Report and Its Implications. *International Social Work*, 12 (2), 11-17.

DuBois, B., & Miley, K. K. (2002). *Social Work: An Empowering Profession* (4th ed. First Published in 1992). Boston: Allyn & Bacon.

Dunham, A. (1970). *The new community organization*. New York: Thomas Y Crowell.

Hill, O. (1875). *Homes of the London Poor*. London: Macmillan.

http://tisstory.tiss.edu/tisstory/dream-takes-shape.php

Kendall, K. A. (2000). World Wide Beginning of Social Work. *Indian Journal of Social Work*, 61 (2), 141-156.

Morales, A. T., & Sheafor, B.W. (1992). *Social Work: A Profession of Many Faces* (6th ed. First Published in 1977). New York: Allyn and Bacon.

Nanavatty, C. M. (1985). Social Work Education and Professional Development. *Indian Journal of Social Work*, XLVI(3), 315-325.

Pathak, S. (2000). Social Work Educators as Scholars. *Indian Journal of Social Work*, 61(2), 212-220.

Richmond, M. (1899). *Friendly Visiting among the Poor: A Handbook for Charity Workers*. New York: The Macmillan Company.

Richmond, M. (1917). *Social Diagnosis*. New York: Russell Sage Foundation.

Richmond, M. (1922). *What is Social Case Work?* New York: Russell Sage Foundation.

Shahid, M. (2017). *Paper-01: Social Work Profession: Philosophy and Concepts*. UGC-CEC (Consortium for Educational Communication): Stream (Social Social Science, Subject (Social Work B.A. Hons).Web link: http://cec.nic.in/E-Content/Pages/default.aspx

Skidmore, R.A., Thackeray, M.G., & Farley, O.W. (1997). *Introduction to Social Work* (7th ed. First Published in 1974). New York: Allyn and Bacon.

Solomon, B. B. (1976). *Black empowerment: Social Work in oppressed communities*. New York: Columbia University Press.

The Madras Mail. (June 24, 1936). *School for Training Social Workers*.

Whelan, R. (Ed). (2005). *Octavia Hill's Letters to Fellow-Workers 1872-1911: Together with an Account of the Walmer Street Industrial Experiment*. London: Kyrle Books.

باب 3

پیشہ ورانہ سوشل ورک: ایک بحث

Social Work Profession: A Debate

پیشہ ورانہ سوشل ورک: ایک بحث

3.1: تعارف (Introduction)

سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کے سلسلے میں سوشل ورکرز طویل عرصے تک اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کی حدود بندی کرتے رہے ہیں حالانکہ انھوں نے اس دوران یہ پیہم کوشش کی کہ سوشل ورک کو ایک پیشے کا درجہ مل جائے۔ واضح رہے کہ ان کوششوں کا مرکز زیادہ تر امریکہ ہی رہا جہاں سوشل ورک کے بالمقابل دیگر پیشوں جیسے میڈیکل اور انجینئرنگ کو زیادہ مقبولیت حاصل تھی۔ اسی تاریخی نکتے کو دھیان میں رکھتے ہوئے اس باب میں پیشے کے لازمی اجزا اور اس کے اہم عناصر پر گفتگو کی جائے گی، جس سے آپ سوشل ورک کی پیشہ ورانہ خصوصیات کو بخوبی سمجھ پائیں گے۔

3.2: مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. سوشل ورک پیشے کے لازمی اجزا اور سوشل ورک پیشے کی خصوصیات کو سمجھ سکیں۔
2. سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے پر ہوئے بحث و مباحثے کو سمجھ سکیں۔

3.3: سوشل ورک کا پیشہ ورانہ مقام و مرتبہ (Professional Status of Social Work)

کیا سوشل ورک پیشہ ہے؟ اس سوال سے سوشل ورکرز کا سامنا تقریباً ایک صدی سے ہوتا آیا ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ گذشتہ سو برسوں میں سوشل ورک کی تعریفات خود سوشل ورک کی بدلتی ہوئی پیشہ ورانہ صورت حال کی عکاسی کرتی ہیں۔ اگرچہ وہ تمام تعریفات اس کے مقاصد اور مشن کی تفصیلات میں کم و بیش یکساں ہیں۔ اس کے باوجود وہ اس بات کے نمایاں فرق کو واضح کرتی ہیں کہ پیشہ ورانہ سرگرمیوں کی نوعیت کا صحیح اور مناسب خاکہ کیسے تیار کیا جائے۔ دراصل سوشل ورک کی پیشہ ورانہ مصروفیات، مشغولیات اور سرگرمیوں کی نوعیت نے اس کی پیشہ ورانہ خصوصیات کو متعین کیا۔

1915 سے 1957 تک کا عہد ان مباحثوں کی شیرازہ بندی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کا تعین 1915 میں ابراہم فلیکسنر نے کیا۔ 'کیا سوشل ورک پیشہ ہے؟' کے موضوع پر اپنی یادگار تقریر میں انھوں نے کہا تھا کہ سوشل ورک بمشکل ہی ایک پیشے کے معیارات پر کھرا اترتا ہے۔ فلیکسنر (Flexner، 1915)۔ دوسری طرف 1957 میں گرین ووڈ نے 'پیشے کی خصوصیات' نامی اپنے مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سوشل ورک تو پہلے سے ہی پیشہ ہے۔ گرین ووڈ (Greenwood، 1957)۔ ان دونوں ماہرین نے پیشہ اور پیشہ ورانہ سوشل ورک کی خصوصیات اور شرائط طے کی ہیں جو سوشل ورک کی تاریخ کا ایک اہم اور دلچسپ حصہ ہیں۔ آیئے پیشے کی خصوصیات کے ضمن میں مذکورہ دونوں مباحث پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

3.4: ابراہم فلیکسنر کا طرزِ استدلال (Abraham Flexner's Assessment)

پیشے کی بحث کو سمجھنے کے لیے کسی بھی پیشے کے بنیادی عناصر سے واقفیت لازمی ہے۔ اپنے تاریخی سفر میں سوشل ورک نے سماجی مسائل کے لیے کارگر اقدامات اٹھائے ہیں جس کی باقاعدہ ابتدا انگلینڈ میں سی او ایس یعنی چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی (Charity Organization Society) سے ہوئی۔ پھر اسی طرز پر امریکہ کے مختلف علاقوں میں سی او ایس کی شروعات ہوئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم خیرات کے نظام کو سمجھیں کیوں کہ انھی سرگرمیوں کی بنیاد پر لوگوں کے درمیان سوشل ورک کے پیشہ ورانہ درجے کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا عمل شروع ہوا۔ تاہم یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آخر وہ کون سی خصوصیات ہیں جو ایک تربیت یافتہ سوشل ورکر کہلانے کے لیے حد درجہ اہم ہیں۔

ابراہم فلیکسنر کا مشہور لکچر، کیا سوشل ورک ایک پیشہ ہے؟ (Is Social Work a Profession?) جو انھوں نے 1915 میں بالٹی مور کانفرنس آن چیریٹیز اینڈ کریکشنز Baltimore Conference on Charities and Corrections میں دیا تھا، سوشل ورک کے تاریخی ارتقا میں حد درجہ معنویت رکھتا ہے۔ اپنی تنظیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ یہ کانفرنس سالانہ جلسے بھی کیا کرتی تھی۔ کانفرنس کے ذمے داران نے سوشل ورک برادری کے کسی دانشور کو نہ بلا کر ماہر تعلیم ابراہم فلیکسنر کو مدعو کیا۔ فلیکسنر نے مثالوں کے ذریعے پیشے کی خصوصیات پر طویل گفتگو کی جس میں انھوں نے پیشے کی شرائط سے متعلق کئی اہم سوالات اٹھائے۔ انھوں نے کہا کہ پیشہ بنام شوقیہ اور فل ٹائم بنام پارٹ ٹائم کی سرگرمیوں کے ضمن میں یہ بات اہم ہے کہ کوئی بھی پیشہ اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی تکمیل میں کس تندہی کے ساتھ خود کو وقف کر دیتا ہے۔ مگر یہ بحث یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی ہے کیوں کہ چند ڈگریوں کی بنا پر لوگ اپنے آپ کو پیشہ وران کہنے لگتے ہیں۔ اس لیے ہمیں پیشے کی بحث اور اس کے دائرے کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے لہٰذا پیشے کے بنیادی اجزا پر ایک طویل بحث درکار ہے۔

فلیکسنر کے نزدیک چھ ایسی خصوصیات ہیں جو کسی بھی ''پیشے کے لازمی اجزا'' (Earmarks of a Profession) ہیں:

1. کوئی بھی پیشہ لازمی طور پر دانشورانہ تفاعل سے تشکیل پاتا ہے جس میں انفرادی ذمے داری اور جواب دہی شامل ہوتی ہے۔

(Professions involve essentially intellectual operations with large individual responsibility)

فلیکسنر نے اس ضمن میں کہا کہ پیشے کی سب سے پہلی خاصیت ہے کہ اس کی ہر سرگرمی علمی اور دانشورانہ ہو اور ساتھ ہی ساتھ جس میں ذہنی کثرت بھی شامل ہو۔ یعنی کسی بھی کام کو انجام دینے کے لیے جسمانی محنت کے ساتھ ذہنی محنت بھی ہونی چاہیے۔ چنانچہ ایک کام کو کرتے وقت اس کا پورا خاکہ تیار کرنا ضروری ہے جس میں اس بات کا بھی احساس رہے کہ پیشہ وران ایماندار اور ذمے دار افراد ہیں جو اپنے پیشہ وارانہ فرائض کو انفرادی احساسِ ذمے داری سے نبھاتے ہیں۔ ہمارے مشاہدے میں ایسے بہت سارے کام ہیں جن میں پیشے کی تمام خصوصیات موجود ہیں مگر دوسرے اور بھی ایسے کام ہیں جو ظاہری طور پر تو پیشہ ورانہ نظر آتے ہیں مگر دانشورانہ عناصر کی عدم موجودگی اور اپنے اندر علمی پہلو نہ رکھنے کی وجہ سے پیشے کی فہرست سے خارج ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر پلمبنگ کے کام میں

پیشے سے متعلق کئی ساری خصوصیات موجود ہیں۔ جیسے اس کا ایک واضح مقصد ہے اور اس میں قابل ترسیل تکنیک وغیرہ ہے مگر محض اس بنیاد پر اس کام کو پیشہ نہیں کہا جا سکتا ہے کیوں کہ ایک پلمبر کچھ ہدایات کی بدولت اپنے کام کو انجام دیتا ہے جو کسی اعتبار سے علمی نوعیت کا کام نہیں ہے۔ کیوں کہ میکانکی اور علمی کام میں واضح فرق ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس کام میں کوئی سماجی یا سماجیت کا پہلو نہیں ہے بلکہ ایک پلمبر اپنے منافع کے لیے کام کرتا ہے اس لیے یہ ایک ہینڈی کرافٹ یا دستکاری ہے نہ کہ پیشہ۔

2. کوئی بھی پیشہ اپنا خام مواد سائنس اور آموزش سے اخذ کرتا ہے۔

(Professions derive their raw material from science and learning)

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اپنے مطلوبہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک پیشہ ور اپنی پریکٹس سے بھی مسلسل سیکھتا رہتا ہے۔ اپنی ذمے داری کو بہتر طریقے سے انجام دینے کے لیے اسے اپنے کام سے متعلق موجود مواد کا مطالعہ لازمی ہے۔ مثال کے طور پر ایک ماہر طبیعات کے لیے اناٹومی کا مطالعہ اور ایک انجینئر کے لیے فزکس اور جیومیٹری کا علم حاصل کرنا لازمی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ کوئی بھی پیشہ متعلقہ شعبہ جات سے علمی مواد حاصل کر کے اپنی علمی بنیاد کو مزید مستحکم کرے۔

3. حاصل شدہ مذکورہ مواد کو عملی و حتمی مقاصد کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

(This material they work up to a practical and definite end)

کوئی بھی پیشہ اپنے صاف اور واضح ہدف سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی اعتبار سے اپنا علمی کام کب، کیسے اور کیوں روبہ عمل لانا ہے۔ اس بات کا علم کسی بھی پیشے کے پیشہ وران اور معلمین کو رہتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر کا کام مریض کی زندگی میں مداخلت کر کے اس کے مرض کا علاج کرنا ہے، انجینئر کا کام کسی مکان کی تعمیر کو مکمل کرنا ہے وغیرہ۔ کسی بھی مسئلے کو سمجھنے اور حل کرنے کے لیے تیز ذہن اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ پیشے کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آسانی سے فراہم معلومات کے علاوہ دوسرے اور بھی طریقوں اور ذرائع سے علم حاصل کیا جاتا ہے۔ پیشے کے لیے محض اکیڈمک یا نظریاتی ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کا بالکل واضح اور ٹھوس مقصد ہونا چاہیے جسے عمل میں آسانی سے لایا جا سکے۔ مثال کے طور پر یونیورسٹی کے اساتذہ درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں، علم کے ذخیرے میں اضافہ کرتے ہیں اور اپنے مضمون پر غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان کے کام کی نوعیت علمی اور دانشورانہ ہے جس کا ایک واضح عملی مقصد بھی ہے۔

4. کسی بھی پیشے میں تعلیمی اعتبار سے ایک قابل ترسیل تکنیک شامل ہوتی ہے۔

(Professions possess an educationally communicable technique)

کسی بھی پیشے میں داخل ہونے والے افراد کے لیے کچھ مخصوص شرائط مقرر ہیں۔ ایک پیشہ اپنے بنیادی علم اور علمی معیار کی حد بندی کرتا ہے اور بامقصد و موثر پریکٹس کے لیے اپنے پیشہ وران کے اندر خاص تکنیک اور مہارتیں پیدا کرتا ہے۔ منظّم اور مخصوص تعلیمی ڈسپلن کے

ساتھ کسی بھی ادارے میں پیشہ ورانہ کورس کے ذریعے لوگوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ ایسے ہی افراد کو یہ تعلیم فراہم کی جاتی ہے جو اس کے اہل ہوتے ہیں تاکہ وہ اس پیشے میں دی جا رہی ٹریننگ کو بحسنِ خوبی انجام دے سکیں۔

5. کوئی بھی پیشہ خود کو ایک نظام میں ڈھالنے کی طرف مائل رہتا ہے۔

(Professions tend to self-organization)

کسی بھی پیشے کا لائحہ عمل واضح ہوتا ہے جس کے پیشہ وران اپنے پیشے کی دنیا میں اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ ان کی اپنی ایک خاص اور محدود دنیا بن جاتی ہے، مگر پیشہ وران کی یہ دنیا جمہوری نوعیت کی ہوتی ہے جس کی بنیاد پر ایک پیشہ ورانہ برادری کا تصور جنم لیتا ہے۔ پیشہ ورانہ دنیا میں اپنے ذاتی برتاؤ اور عمل سے اوپر اٹھ کر پیشہ ورانہ اقدار اور ہدایت پر عمل کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

6. پیشے ترغیبی اعتبار سے بے لوث و بے غرض ہوتے ہیں۔

(Professions are becoming increasingly altruistic in motivation)

کسی بھی پیشے کے افراد اندرونی طور پر متحرک اور بنیادی طور پر اپنے کام کو انجام دینے کے لیے ہمہ وقت آمادہ رہتے ہیں اور اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی حصولیابی کے لیے مستقل کوشاں رہتے ہیں۔

مذکورہ باتوں کے بعد فلیکسنر نے دلیل دی کہ کیا پلمبنگ ایک پیشہ ورانہ عمل ہے؟ انھوں نے کہا کہ اس میں کچھ پیشہ ورانہ خصوصیات تو ہیں جیسے اس کام کا ایک خاص مقصد اور تکنیک شامل ہے مگر اس کی کوئی پیشہ ورانہ حیثیت نہیں ہے کیوں کہ یہ ایک میکانکی عمل ہے جس میں کوئی دانشورانہ مراحل اور ذہنی کثرت نہیں ہے۔ اس کے کام کی نوعیت زیادہ تر فہم عامہ پر مشتمل ہے۔ فلیکسنر نے بینکنگ اور فارمیسی کے شعبوں کی مثالیں فراہم کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر غور و فکر کے بعد دوا تجویز کرتا ہے جس کی بنیاد پر ایک فارمیسٹ دوائیاں بناتا ہے۔ لہٰذا فارمیسی بھی ایک طرح سے ڈاکٹروں کی مرہونِ منت ہے۔ انھوں نے نرسنگ کو سوشل ورک کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے کہا کہ نرسنگ اگرچہ ایک مشکل کام ہے جس میں سوچنے اور فیصلہ کرنے کا عمل شامل ہے مگر ڈاکٹر کے بغیر اس کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔

بعد ازاں فلیکسنر نے سوشل ورک کے متعلق تفصیلی بحث کی۔ انھوں نے کہا کہ جن سماجی سروکاروں کو نیویارک اسکول آف فلنتھراپی (New York School of Philanthropy) نے سوشل ورک کی سرگرمیوں کا مرکز بتایا ہے وہ تمام کے تمام پہلے سے موجود پیشوں کے سروکار ہیں، جیسے بیمار کو ڈاکٹر اور عوام کو تعلیم مہیا کرنے کے لیے حکومت اور ریاستی اداروں کی ضرورت ہے جس میں سوشل ورک کا کردار ایک ثالث کا ہے اور اس کی حیثیت محض ایک درمیانی جیسی ہے۔ انھوں کہا کہ اگر سوشل ورک کے مقاصد پر نظر ڈالیں تو وہ بھی مبہم اور گنجلک ہیں۔ جبکہ دوسرے پیشوں کے مقاصد اور اہداف بالکل واضح اور صاف ہیں۔ فلیکسنر کے نزدیک سوشل ورک کے ٹریننگ ماڈل میں بھی پریشانی ہے کیوں کہ اس نے دنیا کے بے شمار مسائل کو اپنے دائرہ کار میں شامل کر لیا ہے، جبکہ کسی میدان یا فیلڈ میں ایک مخصوص ٹریننگ کی ضرورت ہے جسے سوشل ورک فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ ایک طرف تو سوشل ورک میں تربیت یافتہ معلمین

کی کمی ہے اور دوسری طرف سوشل ورک میں رضا کاریت یا والنٹیئر زم (Volunteerism) زیادہ ہے جس کی وجہ سے متعلقہ افراد کو مالی پریشانی ہوتی ہے کیوں کہ انھیں زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بالآخر رقم درکار ہے۔ اب اگر مشاہدہ کریں تو سوشل ورک پیشے کی محض ایک تہائی شرائط پر ہی پورا اترتا ہے۔

اس طرح فلیکسنر نے سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کے تعین قدر کے لیے ایک خاکہ/فریم ورک پیش کیا۔ فلیکسنر نے سوشل ورکرز میں ''پیشہ ورانہ خود آگہی'' کے تیزی سے ہونے والے ارتقا اور ابتدائی مراحل میں سوشل ورک کی ہونے والی پیشہ سازی کو تسلیم کیا، ساتھ ہی سوشل ورکرز کی خیر خواہانہ تحریک اور بھلائی کے تئیں ان کی محنت کی بھی تعریف کی تاہم وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ سوشل ورک کو بمشکل ہی ایک پیشے کے مقام و مرتبے سے سرفراز کیا جاسکتا ہے۔

یوں جب فلیکسنر نے یہ اعلان کر دیا کہ سوشل ورک صحیح معنوں میں ایک حقیقی پیشے کے معیار پر کھرا نہیں اترتا تو سوشل ورکرز پر اسے ایک پیشہ ورانہ درجہ دلانے کی دھن سوار ہوگئی۔ نتیجے کے طور پر ایسی بے شمار سرگرمیاں شروع ہوئیں جن کے مقاصد درج ذیل تھے:

1. معلومات کا سائنسی ڈھانچہ اور تعلیمی طور پر قابل ترسیل تکنیک تیار کرنا
2. پیشہ ورانہ تنظیموں کی تصدیق کرنے والے اداروں کی تشکیل
3. اس سے متعلق اسکولوں اور معیاری نصابات کی توسیع
4. پیشہ ورانہ تنظیمیں اور قانون ساز اداروں کا قیام، کانفرنسوں کا انعقاد اور ساتھ ہی سوشل ورک کے میگزین اور رسالے جاری کرنا جس سے ایک پیشہ ورانہ کلچر کو فروغ دیا جاسکے۔

مثال کے طور پر میری رچمنڈ نے سوشل ڈائگنوسس Social Diagnosis (1917) اور وھاٹ از سوشل کیس ورک What is Social Case Work? (1922) میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کیس ورک ایک علم ہے جس کے اپنے کچھ واضح اصول، نظریات اور طریقہ کار ہیں جن کے ذریعے فرد کے مسائل کی تشخیص و تعین قدر کی جاسکتی ہے۔ رچمنڈ وہ خاتون تھیں جنھوں نے اس سمت میں کئی کارآمد اقدامات کیے اور کیس ورک کے پروسیس کو ترتیب دینے کا کارنامہ انجام دیا۔ انھوں نے قانون اور میڈیسن (اس دور کے مروجہ پیشے) سے بہت مدد لی۔ سوشل ڈائگنوسس کے زیرعنوان سوشل کیس ورک پر لکھی گئی کتاب میں انھوں نے ایک کیس ورکر کے لیے تجویز کیا کہ وہ سب سے پہلے فرد واحد کی صورت حال کا مطالعہ کرے اور مسئلے کی تشخیص کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات کی بنا پر علاج یا ٹریٹمنٹ کا منصوبہ تیار کرے۔ دراصل یہ فلیکسنر کا تعلیمی اعتبار سے قابل ترسیل تکنیک کے تئیں ردعمل تھا۔ اسی طرح سے 1952 میں کونسل آن سوشل ورک ایجوکیشن (Council on Social Work Education) کا قیام عمل میں آیا۔ مختلف سوشل ورک کی تنظیموں کو ملا کر 1955 میں امریکہ میں نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز (National Association of Social Workers) کا قیام عمل میں آیا جو فی الوقت امریکہ میں سب سے زیادہ ممبر شپ کے ساتھ سوشل ورک کی اہم تنظیم ہے۔ 1917 میں نیشنل سوشل ورکرز ایکسچنج

(National Social Workers Exchange) کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد پیشہ ورانہ کونسلنگ اور پلیسمنٹ کی فراہمی تھی، جو آگے چل کر پیشے کی شناخت اور پیشہ ورانہ تعریفوں کی تجدید کاری کے لیے مستعدی سے کام کرنے لگی۔ اس دوران کچھ اور بھی تنظیمیں قائم کی گئیں، اور وہیں دوسری طرف 1950 کے آخر تک پیشہ ورانہ جرنل 'سوشل ورک' میں سوشل ورک کی پیشہ ورانہ نوعیت پر طویل بحث ہوئی اور یہ جرنل 'سوشل ورک کی نوعیت'، 'سوشل ورک کتنا سوشل ہے؟' اور 'بدلتی دنیا میں بدلتا ہوا ایک پیشہ' جیسے مضامین سے بھر گیا۔ ڈیو بوئس اور ملے (DuBois & Miley، 2002)۔

3.5: ارنسٹ گرین ووڈ کا طرزِ استدلال (Ernest Greenwood's Reevaluation)

سوشل ورک کی پیشہ ورانہ برادری کو اس وقت تھوڑی تسلی ہوئی جب 1957 میں گرین ووڈ نے سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کا دوبارہ تعین قدر کیا۔ اپنے کلاسیکی مضمون ''پیشے کی خصوصیات'' (Attributes of a Profession) میں گرین ووڈ نے سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کا جائزہ لیا جس میں پیشہ ورانہ اور غیر پیشہ ورانہ کاموں اور سرگرمیوں کی بابت تفصیلی بحث کی۔ انھوں نے دلیل فراہم کی کہ پیشہ ورانہ اور غیر پیشہ ورانہ کاموں کی نوعیت مقداری نہیں بلکہ معیاری ہے۔ واضح رہے کہ یہ خصوصیات پیشے کے علاوہ غیر پیشہ ورانہ کاموں میں بھی پائی جاتی ہیں مگر ان میں گہرائی و گیرائی کی کمی ہوتی ہے۔ گرین ووڈ نے لکھا کہ ہم کسی بھی پیشے کو واضح اور بین انداز میں ناپ تول نہیں سکتے ہیں بلکہ سماج کے کسی بھی پیشے کو ایک تسلسل (Continuum) کے طور پر سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ اس تسلسل میں ایک طرف تسلیم شدہ اور غیر متنازعہ پیشہ وران ہیں، جیسے طبیب، پروفیسر، سائنس داں وغیرہ اور دوسری طرف کم ہنر مند اور نیم تسلیم شدہ کام کرنے والے لوگ ہیں، جیسے واچ مین، ٹرک لوڈر، مزدور، کسان، بس بوائے وغیرہ۔ پیشے کی ایک تیسری قسم جو مذکورہ پیشوں میں پہلے والے سے کم ہنر منداور قابل احترام ہے مگر دوسری قسم سے اس کا مرتبہ زیادہ ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس تیسری قسم میں پیشے کی تمام خصوصیات ایک درمیانہ حد تک موجود ہیں، سوشل ورک کا شمار اسی زمرے میں ہوتا ہے۔ پیشوں پر لکھے گئے سماجیاتی ادب کے وسیع مطالعے کی بنا پر گرین ووڈ نے کسی بھی پیشے کے لیے پانچ عناصر کو لازمی قرار دیا جو مندرجہ ذیل ہیں:

1. تھیوری کا منظّم نظام *(Systematic Body of Theory)*

کسی بھی پیشے کی کچھ بنیادی معلومات ہوتی ہیں جن کی روشنی میں پیشے کی تھیوری کا ایک منظّم نظام تیار کیا جاتا ہے جو عملی صلاحیتوں اور مہارتوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ تعلیمی تیاری دانش ورانہ ہونے کے ساتھ ساتھ عملی بھی ہونی چاہیے۔ گرین ووڈ کا مشاہدہ تھا کہ عام طور پر پیشہ ورانہ اور غیر پیشہ ورانہ کاموں کے درمیان مہارت کو سب سے اہم نکتہ بتایا گیا ہے۔ یعنی ایک پیشے کی علامت یہ ہے کہ اس میں خلاف معمول پیچیدہ تکنیکی سرگرمیاں ہوتی ہیں جنھیں طویل ٹریننگ کے دوران حاصل کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ نکتہ طبابت کے پیشے کی طرف اشارہ کرتا ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ کچھ غیر پیشہ ورانہ کاموں میں زیادہ تکنیکی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے، مثال کے طور پر ٹول

اور ڈائی بنانا، ہیرا تراشنا، قدیم آثار پر کندہ کرنا، اسکول کی درس وتدریس اور نرسنگ وغیرہ میں سوشل ورک سے زیادہ تکنیکی مہارت درکار ہے۔لہٰذا مہارت کی بنیاد پر کسی بھی کام کو پیشے کا نام دینا مناسب نہیں ہے۔اس ضمن میں خط امتیاز کھینچنے والی چیز مہارت نہیں بلکہ مہارت کو تقویت بخشنے والے علم کے ذخیرے کی اہمیت ہے جسے کسی بھی پیشے کے نظام میں اندرونی طور پر رکھا جاتا ہے جسے تھیوری یا نظریات کا نظام کہا جاتا ہے۔تھیوریز دراصل وہ مجرد تصورات ہوتی ہیں جو کسی بھی پیشے کے بنیادی مباحث کو بیان کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان مجرد تصورات اور مہارتوں کے درمیان رشتے کو مربوط کرنے کے لیے ایک باقاعدہ ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔کیوں کہ پیشے کی تیاری میں علمیت ودانشوری اور عملی تجربات دونوں کی ضرورت ہے۔گرین ووڈ نے یہ دلیل دی کہ تصوراتی علم میں مہارت حاصل کرنا میکانکی اور آپریشنل کاموں کی بہ نسبت زیادہ مشکل عمل ہے۔اسی لیے تھیوریز پر درک ایک علمی ماحول میں رسمی تعلیم کے ذریعے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

2. پیشہ ورانہ اختیار واستناد *(Professional Authority)*

کلائنٹ اور پیشہ وران کے باہمی ربط میں اختیار واستناد پیشہ ورانہ فیصلوں اور صلاحیتوں کے استعمال پر مبنی ہوتا ہے۔تھیوریز اور اصول کے نظام میں پیشہ ور کو وسیع اور وافر علم سے اس قدر واقفیت ہو جاتی ہے جو اسے ایک عام انسان کی ناواقفیت سے ممتاز کرتی ہے۔یہی وہ مقام ہے جہاں سے پیشہ ورانہ اختیار واستناد کی بنیاد طے ہوتی ہے۔اس امر کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ ایک غیر پیشہ ورانہ کام میں خریدار ہوتے ہیں جبکہ پیشہ ورانہ کام میں کلائنٹ (Client) ہوتے ہیں۔خریدار ضرورت کی تکمیل اپنی طبیعت اور فہم کے مطابق کرتا ہے کیوں کہ اسے اپنی ضرورت کی نوعیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔جب کہ کلائنٹ اور ورکر کے رشتے میں ورکر اپنے کلائنٹ کے لیے اچھے برے کی تمیز کا حق رکھتا ہے۔کلائنٹ اپنے ورکر کے فیصلوں کو تسلیم کرتا ہے کیوں کہ اپنی ضروریات اور مسائل سے متعلق کلائنٹ کا تصوراتی علم ناقص ہے اور وہ اپنے مسائل کی تشخیص کر کے انھیں حل کرنے کی تدابیر کی اہلیت نہیں رکھتا ہے۔کلائنٹ اپنے ورکر کے ساتھ یک گونہ تحفظ بھی محسوس کرتا ہے کیوں کہ کلائنٹ اور ورکر کے رشتے میں ایک پیشہ ورانہ اختیار واستناد اور بھروسہ ہی اس رشتے کو بامعنی بناتا ہے۔پیشہ ورانہ اختیار واستناد کی بھی ایک حد مقرر ہے۔لہٰذا ورکر کا عمل دخل وہیں تک محدود ہے جہاں تک یا جس کے بارے میں ایک پیشہ ور کی تعلیم وتربیت ہوئی ہے۔اس لیے وہ اپنے کلائنٹ کو ایسی باتیں قطعاً نہ بتائے جو اس کے تصوراتی علم کے دائرۂ کار سے باہر ہو۔دوسری اہم بات یہ کہ اسے ہر قسم کے جذبات پر قابو پانے کی سخت ضرورت ہے اور اسے اس بات کی سختی سے ہدایت ہے کہ وہ اپنے کلائنٹ کے ساتھ کسی قسم کا جنسی رشتہ قائم نہ کرے۔ساتھ ہی اسے اپنے کلائنٹ سے ایسا کوئی جذباتی رشتہ نہیں قائم کرنا چاہیے جس سے پیشہ ورانہ کام پر برا اثر پڑے۔کلائنٹ اور ورکر کے درمیان ہونے والی سرگرمیاں ایک پیشہ ورانہ سیٹنگ یا ماحول میں ہونی چاہئیں۔

3. کمیونٹی کی منظوری (Sanction of the Community)

پیشہ ور کو اپنے حلقہ ممبران، پیشہ ورانہ پریکٹس، تعلیم اور تعلیمی سرگرمیوں کے معیار پر کنٹرول ہوتا ہے۔ کمیونٹی پیشہ وران کو اقتدار اور پیشہ ورانہ مراعات کی اجازت دیتی ہے۔ کئی سارے اقتدار یا اختیارات (powers) اور مراعات (privileges) کے ذریعے اپنی پریکٹس کے لیے کوئی بھی پیشہ کمیونٹی سے منظوری حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کمیونٹی میں یہ منظوری رسمی یا غیر رسمی دونوں طریقے سے ہو سکتی ہے۔ رہی بات اختیار کی تو اپنے پیشہ ورانہ ٹریننگ مراکز پر ایک پیشہ پورا اختیار رکھتا ہے جن کی جانچ پڑتال اور گریڈنگ اس پیشے کی ہی کوئی تنظیم کرتی ہے۔ اسی جانچ پڑتال کے زیر اثر کوئی پیشہ اپنے شعبے کے اندراجات، درسی مواد اور نصاب وغیرہ تیار کرتا ہے اور داخلوں کی تعداد پر بھی نظر رکھتا ہے۔ اختیار دو طریقوں سے حاصل کیا جاتا ہے جس میں سب سے پہلے تو ایک پیشہ کمیونٹی کو یہ یقین دہانی کراتا ہے کہ بغیر کسی منظور شدہ ادارے کی ڈگری کے ہر کوئی پیشہ ور ہونے کا دعوی نہیں کر سکتا ہے۔ کیوں کہ لکڑی کاٹنے یا تالا کنجی بنانے کے لیے کسی بھی قسم کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے مگر ایک طبیب کو طبیب کہلانے کے لیے ایک خاص مرحلے سے گزرنا لازمی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پیشہ ورانہ پریکٹس کے لیے لائسنس ایک لازمی اور اہم شرط ہے۔

پیشہ ورانہ مراعات کے ضمن میں راز داری ایک اہم اور قطعی عنصر ہے جس کے بغیر کلائنٹ اور ورکر کے درمیان پیشہ ورانہ رشتہ قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کمیونٹی پیشہ وران کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ان دونوں میں ایک بامعنی ترسیل ہو سکے۔ میڈیسن اور قانون کے علاوہ کسی اور پیشے کو یہ مراعات حاصل نہیں ہیں۔

مندرجہ بالا اختیار و مراعات کے مدنظر کسی بھی پیشے کو کمیونٹی کے معاملات پر ایک قسم کی اجارہ داری حاصل ہو جاتی ہے مگر یہ مرتبہ حاصل کرنا بہت مشکل ہے کیوں کہ بسا اوقات کمیونٹی میں ایسے کئی عناصر ہوتے ہیں جو کسی بھی پیشے کی اجارہ داری قبول نہیں کرتے مگر اپنی تنظیم کے ذریعے کوئی بھی پیشہ اپنی اسی اجارہ داری کی بدولت کمیونٹی کو ہونے والے فائدے سے روبرو کراتا رہتا ہے۔ خاص طور پر پیشہ یہ ثابت کرتا ہے کہ کسی بھی پیشے کی مہارت کو بروئے کار لانے کے لیے ایک مخصوص تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کہ تعلیم یافتہ افراد غیر تعلیم یافتہ افراد کے بالمقابل بہتر خدمات فراہم کر سکتے ہیں۔

4. ضابطۂ اخلاق (Regulative Code of Ethics)

پیشہ ور کے اندر قابل نفاذ، واضح اور منظم اصول و اخلاقیات کی حد بندی کرنے کی بھرپور صلاحیت ہوتی ہے جو اسے ایک خاص اخلاقی رویے کے لیے آمادہ کرتی ہے۔ اجارہ داری کا غلط فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس بات کے قوی امکانات رہتے ہیں کہ کلائنٹ اور کمیونٹی کے ساتھ ورکر اس پیشہ ورانہ اجارہ داری کا ناجائز فائدہ اٹھائے۔ لہٰذا ہر پیشے کا ضابطۂ اخلاق ہوتا ہے جو اپنے ممبران کے برتاؤ کی ہمہ وقت رہنمائی کرتا ہے۔ پیشہ وارانہ ضابطۂ اخلاق کی نوعیت رسمی اور نیم رسمی دونوں ہوتی ہے۔ رسمی ضابطۂ اخلاق وہ ہیں جو تحریری شکل میں موجود ہوتے ہیں جنھیں عام طور پر پیشے کی پریکٹس شروع کرنے سے پہلے حلف کی شکل میں لیا جاتا ہے جیسا کہ میڈیکل کے

پیشے میں دیکھنے کو ملتا ہے۔نیم رسمی ضابطۂ اخلاق غیر تحریر شدہ ہوتے ہیں ان کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ضابطۂ اخلاق کی بنا پر عوام کی فلاح کے تئیں کسی بھی پیشے کی ذمے داریاں عوامی ذمے داریاں بن جاتی ہیں جس سے کمیونٹی کو اپنے اعتماد میں لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس اعتماد کے بغیر کوئی بھی پیشہ کمیونٹی پر اپنی اجارہ داری برقرار نہیں رکھ سکتا ہے۔پیشہ ورانہ ضابطے واضح اور مدلل ہونے کے ساتھ ساتھ فرائض کا درجہ رکھتے ہیں۔جن افراد میں یہ اہلیت ہوتی ہے کہ وہ رغبت کے ساتھ خدمات پہنچانے کا رجحان رکھیں وہ اس پیشے میں کامیاب ہوتے ہیں۔اس ضمن میں گرین ووڈ نے جامع انداز میں ضابطۂ اخلاق پر بحث کی ہے۔ایک دوسرے کے تئیں کسی بھی پیشے کے رفقاء اور ہم پیشوں کا برتاؤ مدد اور تعاون کا ہوتا ہے۔ہم پیشہ افراد آپس میں تکنیکی معلومات شیئر کرتے ہیں،کوئی بھی نئی تھیوری یا نئی پریکٹس یا نیا تصور بہت تیزی سے متعلقہ لوگوں تک پہنچ جاتا ہے۔

5. پیشہ ورانہ ماحول *(The Professional Culture)*

کوئی بھی پیشہ رسمی اور غیر رسمی گروپس کے تنظیمی نیٹ ورک کی حدود میں رہ کر اقدار اور علامات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے پھر اسی کے ذریعے وہ اپنی خدمات اور ذمے داریوں کو انجام دیتا ہے۔عام طور پر کوئی بھی پیشہ رسمی اور غیر رسمی نیٹ ورک کے ذریعے ہی پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے۔رسمی گروپس سے مراد ایسی تنظیمیں ہیں جن کے ذریعے یا جن کی بنیاد پر ایک پیشہ اپنی خدمات انجام دیتا ہے۔اس کے تحت کلائنٹ اور ورکر کو ایک منظّم سیٹنگ فراہم کرائی جاتی ہے جہاں یہ دونوں ملتے ہیں۔دوسری وہ تنظیمیں ہیں جن کا کام کسی بھی پیشے کے قابل ترین اذہان کو تیار کرنا اور علم کی بنیاد کو مضبوطی فراہم کرنا ہے۔تعلیمی ادارے اور تحقیقی مراکز اس کی مثالیں ہیں۔ایک تیسری قسم پیشہ ورانہ تنظیموں کی ہے جو پیشہ وران کے مفاد اور مقاصد کو فروغ دیتی ہیں۔ان رسمی اور غیر رسمی گروپس کے ذریعے ہی ایک منفرد قسم کی چیز وجود میں آتی ہے جسے پیشہ ورانہ کلچر کہتے ہیں۔گرین ووڈ نے اس بات پر زور دیا کہ کسی بھی پیشے کی یہ ایسی خاصیت ہوتی ہے جو اسے ایک پیشہ بناتی ہے۔چنانچہ اس پانچویں اور آخری خاصیت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔کسی پیشے کی اقدار اور علامتوں کے بارے میں گرین ووڈ کا خیال ہے کہ ایک پیشہ ورانہ گروپ کی سماجی اقدار اس گروپ کے بنیادی یقین وعقائد ہیں جن پر اس گروپ کا انحصار ہوتا ہے۔پیشہ ورانہ گروپ کے قاعدے اور قانون پیشہ وران کو رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ وہ کسی خاص سماجی صورت حال میں کس طرح برتاؤ کریں۔

گرین ووڈ نے مندرجہ بالا شرائط کی روشنی میں پیشے کے ایک مثالی ماڈل کا تصور پیش کیا۔فلیکسنر،جانسن،ہالس،ٹیلر اور دیگر کئی افراد نے سوشل ورک کو پیشے کا درجہ دینے کے لیے کئی شرائط پورا کرنے کی پابندی عائد کی تھی۔انھوں نے کہا کہ مذکورہ ماڈل سوشل ورک پر پوری طرح کھرا اترتا ہے،جس میں ذرا بھی پس وپیش کی گنجائش نہیں ہے۔گرین ووڈ نے مزید کہا کہ جب ہم اس ماڈل کی رو سے سوشل ورک کو پرکھتے ہیں تو ہمیں یہ کہتے ہوئے ذرا بھی جھجک نہیں ہوتی ہے کہ یقیناً سوشل ورک ایک پیشہ ہے۔

گرین ووڈ نے واضح طور پر بتایا کہ سوشل ورک تو پہلے سے ہی پیشہ تھا لیکن اب سوال اس کے پیشہ ہونے کا نہیں بلکہ فکر اس

بات کی ہے کہ پیشہ ورانہ طبقہ بندی میں اس پیشے کا مقام کیا ہے! باکس 3.1 میں سوشل ورک کے دونوں اہم ماہرین کے دلائل مختصراً بیان کیے جارہے ہیں۔

باکس 3.1: پیشے کی بنیادی خصوصیات(Attributes of a Profession)

ابراہم فلیکسنر کے دلائل	ارنیسٹ گرین ووڈ کے دلائل
1. کوئی بھی پیشہ لازمی طور پر دانش ورانہ تفاعل سے تشکیل پاتا ہے جس میں اہم انفرادی ذمہ داریاں شامل ہوتی ہیں۔ 2. اپنا خام مواد سائنس اور آموزش سے اخذ کرتا ہے۔ 3. حاصل شدہ مواد کو ایک عملی اور حتمی مقاصد کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ 4. اس میں تعلیمی اعتبار سے ایک قابل ترسیل تکنیک شامل ہوتی ہے۔ 5. خود کو ایک نظام میں ڈھالنے کی طرف مائل رہتا ہے۔ 6. اس کے پیشہ وران ترغیبی اعتبار سے بے لوث و بے غرض ہوتے ہیں۔	1. کسی بھی پیشے کی کچھ بنیادی معلومات ہوتی ہیں جن کی روشنی میں پیشے کی تھیوری کا منظم نظام تیار کیا جاتا ہے جس سے عملی صلاحیتوں اور مہارتوں کی رہنمائی ہوتی ہے۔ تعلیمی تیاری دانش ورانہ ہونے کے ساتھ ساتھ عملی بھی ہونی چاہیے۔ 2. کلائنٹ اور پیشہ وران کے باہمی ربط میں اختیار و استناد پیشہ ورانہ فیصلوں اور صلاحیتوں کے استعمال پر مبنی ہوتا ہے۔ 3. پیشہ ور کو اپنے حلقہ ممبران، پیشہ ورانہ پریکٹس، تعلیم اور تعلیمی سرگرمیوں کے معیار پر کنٹرول ہوتا ہے۔ کمیونٹی پیشہ وران کو اقتدار اور پیشہ ورانہ مراعات کی اجازت دیتی ہے۔ 4. پیشہ ور میں قابل نفاذ، واضح، منظم اور اصول و اخلاقیات کی قانون سازی کی بھرپور صلاحیت ہوتی ہے جو پیشہ وران کو ایک خاص اخلاقی رویے کے لیے آمادہ کرتی ہے۔ 5. کوئی بھی پیشہ رسمی اور غیر رسمی گروپس کے تنظیمی نیٹ ورک کے اندر رہ کر اقدار اور علامات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے اور پھر اسی کے ذریعے وہ اپنی خدمات اور ذمے داریاں انجام دیتا ہے۔

3.6: سوشل ورک پیشے کے عناصر (Elements of Social Work Profession)

ہر پیشے کا اپنا منفرد علم ہوتا ہے جس سے اس کی بنیاد تشکیل پاتی ہے۔ فلیکسنر کے طرزِ استدلال کے مطابق کوئی بھی پیشہ ایک علمی کام ہے جو مختلف علوم سے اپنے لیے مواد حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ سوشل ورک پہلے سے موجود متعلقہ علمی شاخوں سے خام مواد حاصل کرتا ہے۔ سوشل ورک انسانی رویوں اور سماجی معلومات، سماجی علوم، ہیومنٹیز اور مقامی علوم سے اپنا علمی مواد اخذ کرتا ہے۔ سوشل ورکرز حاصل شدہ علم کو انفرادی، گروپ اور کمیونٹی کی سطح پر کام کرنے کے لیے استعمال میں لاتے ہیں۔ یہ سوشل ورک کے بنیادی طریقہ کار ہیں

جنھیں سوشل کیس ورک، سوشل گروپ ورک اور کمیونٹی ورک کا نام دیا جاتا ہے۔ پیشہ ورانہ پریکٹس میں سوشل ورک کے ثانوی طریقے مثلاً سوشل ویلفیئر ایڈمنسٹریشن، سوشل ورک ریسرچ اور سوشل ایکشن کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس طرح مستقبل کے پیشہ وران یہ منفرد معلومات مجوزہ تعلیم وتربیت کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ معلومات حاصل کرنے کا عمل اور حاصل کی گئی معلومات سوشل ورکرز کی پیشہ ورانہ گریڈنگ کو طے کرنے میں اپنا کردار نبھاتی ہیں، مثلاً ابتدائی اور عمومی سطح کے پیشہ وران، مخصوص صلاحیت کے حامل پیشہ وران اور اعلیٰ سطح کے پیشہ وران۔

سوشل ورک ایک پیشہ ورانہ سرگرمی ہے لہٰذا علم کے حصول کے بعد اس علم کے صحیح استعمال اور اس کے اطلاق کے لیے پختہ صلاحیتیں پیدا کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے سوشل ورک کے تعلیمی طریق کار میں فیلڈ ورک ایک لازمی جز ہے۔ یعنی کلاس روم میں حاصل شدہ علم کو سمجھنا، عملی میدان یا فیلڈ میں اس کا استعمال کرنا اور فیلڈ ورک کے تجربوں کے ذریعے اپنی صلاحیت کو نکھارنا آئیڈیل سوشل ورکر کی بنیادی صفات ہیں۔ سوشل ورک کی تعلیمی حکمت عملی صلاحیتوں کی ایک طویل فہرست فراہم کرتی ہے جو سوشل ورکر میں ہونی چاہیے۔ فیلڈ ورک کا عملی حصہ سوشل ورک کی تعلیم کا ایک ایسا جز ہے جسے سوشل ورک سے الگ کرکے نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ سوشل ورک میں ٹریننگ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ ہر گریجویٹ سوشل ورکر کو کچھ منفرد علم، مہارتوں اور اقدار کی ضرورت ہے جن کی بنا پر وہ مختلف سطحوں اور مختلف صورت حال میں کام کرنے کے قابل ہوسکے۔ فیلڈ ورک کی تربیت سوشل ورک پیشے کا جز ولاینفک ہے۔

پیشہ ورانہ عمل میں علم اور مہارت کے ساتھ ساتھ سوشل ورک کی اقدار کی بھی یکساں اہمیت ہے۔ ایک پیشہ خود کو ضابطہ بند رکھنے والے رویے اور پریکٹس دونوں کا ہی مطالبہ کرتا ہے۔ کلاس روم میں پڑھائی جانے والی سوشل ورک کی اقدار، اخلاقیات اور اصولوں کا فیلڈ پریکٹس کے دوران تجربہ کیا جاتا ہے۔ ان تجربات کی بنیاد پر ہی سوشل ورک پیشہ وران میں پیشہ ورانہ سیلف (Professional Self) کا پہلو پروان چڑھتا ہے۔ یہ اقدار، اخلاقیات اور اصول خود فرد کی ذاتی قدروں اور تعصّبات سے چھٹکارا دلانے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ پیشہ ورانہ اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ یہ ساری اقدار پیشہ وران اپنی شخصیت اور برتاؤ میں لے آئیں۔ چنانچہ پیشے کے تئیں یہی وہ سوچ ہے جو ایک سوشل ورکر کو جواب دہ بنا کر اس میں خود سپردگی اور کمٹ منٹ پیدا کرتی ہے۔ اقدار کی بنیاد سوشل ورک برادری کے نئے ممبران کی تربیت سازی میں بھی مددگار رہتی ہے۔ علاوہ ازیں سوشل ورک اپنے پیشہ وران، پیشہ ورانہ اداروں اور تنظیموں کے ساتھ بحث ومباحثہ کرکے اور سیمیناروں اور کانفرنسوں میں شیئر کیے گئے تجربات سے تقویت حاصل کرتے ہیں۔ قومی اور عالمی سطح پر سوشل ورک کی انجمنیں پیشہ ورانہ مجلوں میں اپنی رپورٹیں اور منشورات شائع کرکے، پیشہ ورانہ مجلسوں کے ذریعے ایک پیشہ ورانہ ماحول اور کلچر پیدا کرکے اور مسلسل کارآمد معلومات فراہم کرکے ایک پیشہ ورانہ کلچر کو جنم دیتی ہیں۔ مزید برآں اکثر ہونے والی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کو ذاتی طور پر تسلی بخش اور اعلیٰ سماجی مرتبہ کے لحاظ سے منافع بخش ہونا چاہیے۔ باکس 3.2 میں ہم ایک نمونہ پیش کررہے ہیں، جس سے آپ کو پیشہ ورانہ سوشل ورک کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

باکس 3.2: پیشہ ورانہ سوشل ورک (Social Work Profession)

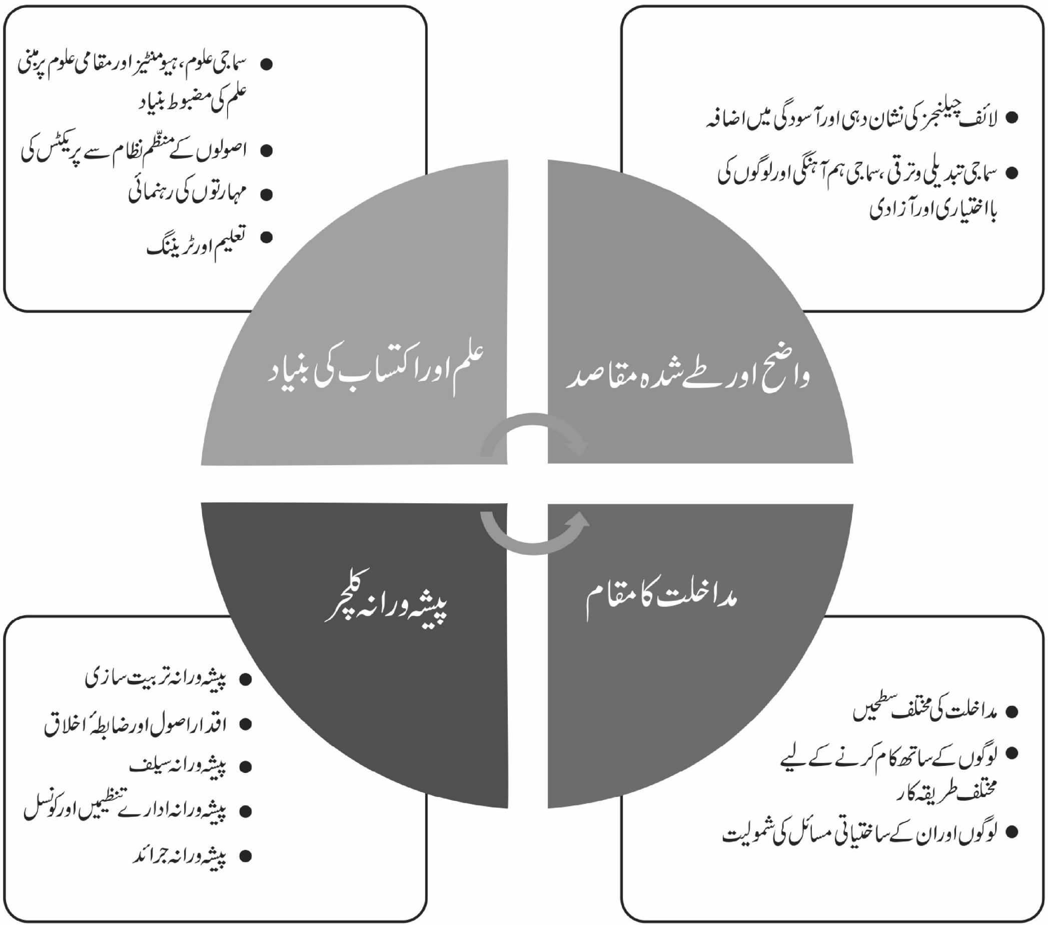

آیئے اس باب کے آخر میں باکس 3.3 میں سوشل ورک کی اہم تنظیموں پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ سوشل ورک پر لکھی گئی چند اہم کتابوں کے ذریعے سوشل ورک کی علمی اور عملی سرگرمیوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے (باکس 3.4)۔

باکس 3.3: کیا آپ جانتے ہیں؟ (Do You Know?)

☆ امریکہ میں واقع نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز دنیا کی سب سے بڑی پیشہ ورانہ تنظیم ہے۔

☆ انٹرنیشنل اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک (آئی اے ایس ایس ڈبلیو) سوشل ورک کی تعلیم سے متعلق ایک مرکزی اور فعال تنظیم ہے جس کا مقصد سوشل ورک کو فروغ دینا اور دنیا بھر میں اعلیٰ سطح کے تعلیمی پروگراموں کو پروان چڑھانا ہے۔ یہ تنظیم 1928 میں قائم کی گئی۔ تنظیم کے دائرہ کار کو پانچ جغرافیائی علاقوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں ایشیا، افریقہ، یورپ

اور مشرقی وسطی، لاطینی امریکہ اور کیریبیائی ممالک اور شمالی امریکہ شامل ہیں۔

☆ انٹرنیشنل کونسل آن سوشل ویلفیئر (آئی سی ایس ڈبلیو) ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو کئی قومی و بین الاقوامی ممبر تنظیموں کی نمائندگی کرتی ہے اور سماجی فلاح، سماجی انصاف اور سماجی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔ اس کونسل کا قیام 1928 میں پیرس میں ہوا تھا جس کا دفتر لندن (انگلینڈ) میں ہے۔ آئی سی ایس ڈبلیو پانچ جغرافیائی علاقوں میں منقسم ہے جس میں افریقہ، ایشیا، لاطینی امریکہ اور کیریبیائی ممالک اور شمالی امریکہ اور یورپ ہیں۔

☆ انٹرنیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز (آئی ایف ایس ڈبلیو) کا قیام 1928 میں عمل میں آیا، جسے پانچ جغرافیائی علاقوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو بالترتیب افریقہ، ایشیا، یورپ، لاطینی امریکہ اور کیریبیائی ممالک اور شمالی امریکہ ہیں۔ تنظیم کا دفتر برن (سوئٹزرلینڈ) ہے۔ آئی ایف ایس ڈبلیو دنیا کی مرکزی ممبرشپ تنظیم ہے۔

☆ 1928 میں پیرس میں واقع ایک میٹنگ کے دوران آئی اے ایس ایس ڈبلیو، آئی سی ایس ڈبلیو اور آئی ایف ایس ڈبلیو کا قیام عمل میں آیا۔

☆ جرنل 'انٹرنیشنل سوشل ورک' مشترکہ طور پر آئی اے ایس ایس ڈبلیو اور آئی ایف ایس ڈبلیو کی مدد سے شائع ہوتا ہے۔

ماخذ: کولبی اور ڈزی جیلویسکی (Colby & Dziegielewski، 2004:357-333)

باکس 3.4: سوشل ورک کی چند اہم کتابیں (Some Important Books of Social Work)

The Professional Altruist by Lubove (1965)

لوبواس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سوشل ورکرز ایسے افراد ہوتے ہیں جو دوسروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں مگر وہ نیک نیتی اور خیرات کے ماڈل سے آگے جا کر باقاعدہ طور پر ٹریننگ حاصل کر کے اپنی خدمات فراہم کرتے ہیں۔

Social Work: The Unloved Profession by Richan & Mendelsohn (1973)

اس کتاب میں یہ بحث کی گئی ہے کہ سوشل ورک کو بڑے پیمانے پر لوگوں اور کمیونٹی کے درمیان خاطر خواہ مقبولیت نہیں ملی ہے اور یہ کہ لوگ ابھی بھی اس پیشے میں کی جانے والی سرگرمیوں کو زیادہ قدر و منزلت کی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں۔

Social Work: An Empowering Profession by DuBois & Miley (1992)

اس کتاب میں سوشل ورک کی ترقی پسند تاریخ اور سوشل ورک کی منفرد اور جداگانہ خصوصیات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تصورات اور مثالوں کے ذریعہ بحث کی گئی ہے کہ یہ پیشہ پسماندہ طبقات اور مسائل میں مبتلا سماج کے ایک بڑے طبقے کو بااختیار بناتا ہے تاکہ وہ ایک باعزت زندگی گزار سکیں اور اپنی صلاحیتوں کو عمل میں لاسکیں۔

Unfaithful Angles by Specht & Courtney (1994)

اس کتاب میں مصنفین نے سوشل ورک پیشے پر ایک گہری اور تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سوشل ورک پیشہ وران غریبوں اور محروموں کی جانب سے اپنی وکالت کی کوششوں اور ذمے داریوں سے دست بردار ہو کر منافع اور پرائیویٹ سائیکو تھراپیوٹک خدمات میں لگ گئے ہیں۔

Social Work: A Profession of Many Faces by Morales and Sheafor (1997)

اس کتاب میں، جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ہی ظاہر ہو رہا ہے، موریلس اور شیفر نے سوشل ورک کو ایک ایسے پیشے کے طور پر دیکھا ہے جو بیک وقت بہت سارے میدانوں میں مختلف خدمات فراہم کرنے میں مصروف ہے۔

The Politics of Social Work by Fred Powell (2000)

یہ کتاب دراصل گلوبلائزیشن کے دور میں سوشل ورک کے مستقبل سے متعلق سوچنے پر آمادہ کرتی ہے۔ اس میں عالمی پیمانے پر جاری ان مباحث پر گفتگو کی گئی ہے جن کا اثر سوشل ورک پر بلاواسطہ یا بالواسطہ پڑ رہا ہے۔ یہ کتاب سوشل ورک کو ایک بڑے سیاسی اور نظریاتی پس منظر میں پیش کرتی ہے جہاں سوشل ورکرز اور سماجی تنظیمیں انسانیت کے اہم مسائل سے جوجھ رہی ہیں۔

Anti-Oppressive Social Work: Theory and Practice by Lena Dominelli (2002)

اس کتاب میں ڈومینیلی نے سوشل ورک کی فلسفیانہ اساس پر گفتگو کی ہے کہ کس طرح سے سوشل ورکرز اپنے کلائنٹ کو اس انداز میں بااختیار کرتے ہیں کہ وہ بذات خود بالادستی اور مظالم کی تمام اشکال کو سمجھتے ہیں اور ان کو چیلنج کرتے ہیں۔ وسیع سماجی و سیاسی تناظر میں افراد، گروپس اور تنظیموں کے ساتھ کام کرنے کے لیے غیر استحصالی نظریہ یا اینٹی آپریسیو (Anti-oppressive) نظریہ ہی در حقیقت سوشل ورک کی انسان دوست اقدار اور مشن کو پورا کر پائے گا۔

Social Work: Theory and Practice for a Changing Profession by Lena Dominelli (2004)

اس کتاب میں مصنفہ نے یہ بتایا ہے کہ سوشل ورک بنیادی تبدیلیوں اور چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے۔ نیولبرل ازم، گلوبلائزیشن، کارپوریٹ مینجمنٹ اور ویلفیئر کی مشترکہ معیشت نے اس پیشے کی پرانی پریکٹس کے طریقوں پر اثر ڈالا ہے۔ کلائنٹس کو اب بہت زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت ہے کیوں کہ وہ خود بھی اپنے لیے راستے منتخب کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس میں سوشل ورک پریکٹس کی نظریاتی اساس اور کام کے طریقوں پر از سر نو غور و فکر کی گئی ہے جس میں سوشل ورک کے پورے فلسفے اور پریکٹس کی علمی بنیادوں کو ایک نظریاتی اور اعلا علمی تعریف میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔

Challenging Oppression and Confronting Privilege: A Critical Social Work Approach by Bob Mullaly (2010)

اس کتاب میں مصنف باب ملالے نے ذاتی، ثقافتی اور سماجی سطح پر ہونے والے ظلم کی مختلف شکلوں اور طریقوں کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ چونکہ پیشہ وران کا تعلق بھی سماج سے ہے اور ایک سماجی مخلوق کی حیثیت سے وہ مختلف شناخت کے حامل بھی ہیں۔ لہٰذا اس مقام پر یہ سمجھنا لازمی ہے کہ ایسی متعدد شناخت ہیں جن کی بنا پر ایک طبقہ کو دوسرے طبقے پر فوقیت مل جاتی ہے۔ ایک پدرسری سماج میں خواتین کے بالمقابل مردوں کو سماجی مراعات حاصل ہیں جو خواتین کے استحصال کا سبب بنتی ہیں۔ مثلاً ایک سوشل ورکر کا مرد ہونا نہ تو اس کی خطا ہے اور نہ ہی اس کے اختیار میں ہے لیکن اسے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مرد ہونے کی بنیاد پر اسے ایسی کئی مراعات حاصل ہوجاتی ہیں جو خواتین کے استحصال کا سبب بن سکتی ہیں۔ لہٰذا اگر پیشہ وران اپنی سماجی مراعات سے باخبر اور حساس رہیں تو ان کی پریکٹس سماجی انصاف اور حقوق پر مبنی پریکٹس ہوگی۔

The Future of Social Work: Seven Pillars of Practice by Brij Mohan (2018)

اس کتاب کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں سوشل ورک پیشہ وران کو اپنے پیشے کے مقاصد، مداخلت کی نوعیت اور کام کرنے کے طریقوں میں بنیادی بدلاؤ لانے کی ضرورت ہے۔ مصنف نے نہ صرف پیشہ وران کو بلکہ سماجی علوم کو بھی مستقبل کے بارے میں سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کے لیے آگاہ کیا ہے۔ اس دور کے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے انھوں نے پیشہ وران کے لیے پریکٹس کے سات ستون کا تصور پیش کیا ہے جس میں مشن (Mission) تعلیم (Education) خدمات (Service) ابتدائی ستون ہیں جو دراصل انکساری (Empathetic Humility) صداقت (Authenticity) اور مستند عمل (Praxis) سے منسلک اور پیوست ہیں۔ ان سب کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ سماج کو استحصال کے اتھاہ سمندر سے باہر نکالا جائے، جنھیں مصنف نے پانی کی سطح پر تیرنے کی صلاحیت (Buoyancy) کی صفت سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ پیشہ وران کو اپنے اندر ایسی استعداد پیدا کرنی چاہیے ہے جس سے وہ استحصال اور استحصالی طاقتوں سے لڑ سکیں۔ ان کے مطابق پریکٹس کے یہ اہم اجزا ہی درحقیقت سوشل ورک کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لیے مددگار ثابت ہوں گے۔

3.7: خلاصہ (Conclusion)

اس باب کے مطالعے کے بعد قوی امید ہے کہ آپ سوشل ورک کی پیشہ ورانہ حیثیت پر ہونے والے بحث ومباحثے کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے نیز ابراہم فلیکسنر اور ارنیسٹ گرین ووڈ کے فراہم کیے گئے دلائل کے ذریعے پیشے کی خصوصیات سے بھی واقف ہوگئے ہوں گے۔ مخصوص ومنفرد علم، مہارت، اقدار پیشہ ورانہ سوشل ورک کے لازمی اجزا ہیں۔ سوشل ورک پیشہ وران میں پیشہ ورانہ کلچر کی اہمیت، پیشہ ورانہ آزادی اور جواب دہی، کلائنٹ کے ساتھ کام کرنے کا اختیار اور احساس ذمے داری ہونا ضروری ہے۔ یہ بات بھی ذہن

نشیں رہنی چاہیے کہ سوشل ورک پیشہ وران کے لیے اپنے علم اور صلاحیتوں میں مسلسل اضافہ کرنا اور نئی دریافتوں سے باخبر رہنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ سوشل ورک پیشے کی معلومات میں اضافہ کرنا اور صلاحیتوں کی ضابطہ بندی کرنا پیشہ ورانہ اداروں اور کارکنان کی ذمے داری ہے۔

3.8: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. فلیکسنر کے نزدیک پیشے کے اہم اور لازمی اجزا کیا ہیں؟
2. سوشل ورک پیشے میں گرین ووڈ کے اپروچ پر بحث کریں۔

نمونہ جوابات

1۔ فلیکسنر نے چھ خصوصیات متعین کی ہیں، جنھیں وہ کسی بھی پیشے کے لیے ''لازمی اجزا'' مانتے ہیں:

1. کوئی بھی پیشہ لازمی طور پر دانش ورانہ تفاعل سے تشکیل پاتا ہے جس میں اہم انفرادی ذمے داریاں شامل ہوتی ہیں۔
2. اپنا خام مواد سائنس اور آموزش سے اخذ کرتا ہے۔
3. حاصل شدہ مواد کو ایک عملی و حتمی مقاصد کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔
4. اس میں تعلیمی اعتبار سے ایک قابل ترسیل تکنیک شامل ہوتی ہے۔
5. خود کو ایک نظام میں ڈھالنے کی طرف مائل رہتا ہے۔
6. اس کے پیشہ وران ترغیبی اعتبار سے بے لوث و بے غرض ہوتے ہیں۔

2۔ اپنے کلاسیکی مضمون ''پیشے کی خصوصیات'' میں گرین ووڈ نے کسی بھی پیشے کے لیے پانچ عناصر کو لازمی قرار دیا جو مندرجہ ذیل ہیں:

1. کسی بھی پیشے کی کچھ بنیادی معلومات ہوتی ہیں جن کی روشنی میں اس پیشے کی تھیوری کا ایک منظّم نظام تیار کیا جاتا ہے جس سے عملی صلاحیتوں ومہارتوں کی رہنمائی ہوتی ہے اور تعلیمی تیاری دانش ورانہ ہونے کے ساتھ ساتھ عملی بھی ہونی چاہیے۔
2. کلائنٹ اور پیشہ وران کے باہمی ربط میں اختیار واستناد پیشہ ورانہ فیصلوں اور صلاحیتوں کے استعمال پر مبنی ہوتا ہے۔
3. پیشہ ور کا اپنے حلقہ ممبران، پیشہ ورانہ پریکٹس، تعلیم اور تعلیمی سرگرمیوں کے معیار پر کنٹرول ہوتا ہے۔ اور کمیونٹی پیشہ وران کو اقتدار اور پیشہ ورانہ مراعات کی اجازت دیتی ہے۔
4. پیشہ ور میں قابلِ نفاذ، واضح، منظّم اور اصول واخلاقیات کی حد بندی کرنے کی بھرپور صلاحیت ہوتی ہے، جو پیشہ وران کو ایک خاص اخلاقی رویے کے لیے آمادہ کرتی ہے۔
5. کوئی بھی پیشہ رسمی اور غیر رسمی گروپس کے تنظیمی نیٹ ورک کی حدود میں رہ کر اقدار اور علامات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے اور پھر اسی کے ذریعے وہ اپنی خدمات اور ذمے داریاں انجام دیتا ہے۔

3.9: اہم اصطلاحات (Key Words)

سوشل ورک کی بین الاقوامی تنظیمیں:

1) انٹرنیشنل فیڈریشن آف سوشل ورکرز International Federation of Social Workers

2) انٹرنیشنل اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک International Association of Schools of Social Work

3) انٹرنیشنل کونسل آف سوشل ویلفیئر International Council of Social Welfare

4) ایشین اینڈ پیسفک اسوسی ایشن فار سوشل ورک ایجوکیشن

Asian and Pacific Association for Social Work Education

سوشل ورک کی قومی تنظیمیں

1) کینیا نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Kenya National Association of Social Workers

2) نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز اِن ساؤتھ افریقہ

National Association of Social Workers in South Africa

3) آسٹریلین اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Australian Association of Social Workers

4) برٹش اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز British Association of Social Workers

5) کینیڈین اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Canadian Association of Social Workers

6) نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز، امریکہ National Association of Social Workers

7) نیشنل اسوسی ایشن آف پروفیشنل سوشل ورکرز اِن انڈیا

National Association of Professional Social Workers in India

8) اسوسی ایشن آف اسکولز آف سوشل ورک اِن انڈیا Association of Schools of Social Work in India

9) انڈیا نیٹ ورک آف پروفیشنل سوشل ورکرز اسوسی ایشنز

India Network of Professional Social Workers Associations

10) جاپنیز اسوسی ایشن آف سرٹی فائیڈ سوشل ورکرز Japanese Association of Certified Social Workers

11) سوشل ورکرز اسوسی ایشن، نیپال Social Workers' Association Nepal

12) پیلسٹنین یونین آف سوشل ورکرز اینڈ سائیکولوجسٹ

Palestinian Union of Social Workers and Psychologists

13) ڈینش اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Danish Association of Social Workers

14) آئرش اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Irish Association of Social Workers

15) اسرائیل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Israel Association of Social Workers

16) دی رشین یونین آف سوشل پیڈاگوگز اینڈ سوشل ورکرز

The Russian Union of Social Pedagogues and Social Workers

17) ٹرکش اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Turkish Association of Social Workers

18) ایران اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز Iran Association of Social Workers

سوشل ورک کے رسائل و جرائد:

1) انٹرنیشنل سوشل ورک International Social Work

2) یوروپین جرنل آف سوشل ورک European Journal of Social Work

3) برٹش جرنل آف سوشل ورک British Journal of Social Work

4) آسٹریلین جرنل آف سوشل ورک Australian Journal of Social Work

5) انڈین جرنل آف سوشل ورک Indian Journal of Social Work

3.10: حوالہ جات (References)

Colby, I., & Dziegielewski, S. F. (2004). *Introduction to Social Work: The People's Profession*. Chicago: Lyceum Books.

Dominelli, L. (2004). *Social Work: Theory and Practice for a Changing Profession*. Cambridge: Polity Press.

DuBois, B., & Miley, K. K. (2002). *Social Work: An Empowering Profession* (4th ed. First Published in 1992). Boston: Allyn and Bacon.

Flexner, A. (2001). Is Social Work a Profession? *Research on Social Work Practice*, 11(2), 152-165 (Originally published in 1915).

Greenwood, E. (1957). Attributes of a Profession. *Social Work*, 2(3), 45-55.

https://www.ifsw.org/about-ifsw/our-members/

Mohan, B. (2018). *The Future of Social Work: Seven Pillars of Practice*. Los Angeles: Sage.

Morales, A. T., & Sheafor, B.W. (1992). *Social Work: A Profession of Many Faces* (6th ed. First Published in 1977). New York: Allyn and Bacon.

Mullaly, B. (2010). *Challenging Oppression and Confronting Previlige: A Critical Social Work Approach*. Ontario: Oxford University Press.

Reamer, F.G. (2006). *Social Work Values and Ethics* (2nd ed.). New York: Columbia University Press.

Shahid, M. (2017). *Paper-01: Social Work Profession: Philosophy and Concepts*. UGC-CEC (Consortium for Educational Communication): Stream (Social Social Science, Subject (Social Work B.A. Hons).Web link: http://cec.nic.in/E-Content/Pages/default.aspx

Shardlow, S. (1998).Values, ethics and social work. In R. Adams, L. Dominelli and M. Payne (Eds) *Social Work: Themes, Issues and Critical Debates (pp.23-33)*. London: Macmillan.

Skidmore, R.A., Thackeray, M.G., & Farley, O.W. (1997). *Introduction to Social Work* (7th ed. First Published in 1974). New York: Allyn and Bacon.

باب4

سوشل ورک کی اقدار

Values of Social Work

سوشل ورک کی اقدار

4.1: تعارف (Introduction)

اقدار یا پیشہ ورانہ اقدار کسی بھی پیشے کے لازمی اجزا ہیں۔ علم اور مہارت کے ساتھ اقدار کا ہونا ضروری ہے۔ ان کے بغیر سوشل ورک کا تصور ادھورا ہے۔ یہ اقدار پیشہ ورانہ برتاؤ کو ایک صحیح سمت فراہم کرتی ہیں تا کہ سوشل ورک کی مداخلت میں پائیداری آ سکے۔ ان کو اپنی زندگی کا عملی حصہ بنانے کے بعد ہی پیشہ وران کے رویے، برتاؤ اور سرگرمیوں میں تبدیلی آتی ہے۔ ظاہر ہے اس لحاظ سے سوشل ورک کی اقدار پیشہ ورانہ سیلف کو پروان چڑھاتی ہیں۔ اس باب میں آپ سوشل ورک کی اقدار اور ان کی معنویت سے روشناس ہوں گے۔

4.2: مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. سوشل ورک کی اقدار سے واقف ہو جائیں۔
2. سوشل ورک کی مرکزی اقدار کا احاطہ کر سکیں۔
3. پیشہ ورانہ عمل میں سوشل ورک کی اقدار کی اہمیت اور معنویت کو سمجھ سکیں۔

4.3: اقدار (Values)

افراد کے رویوں اور کاموں کو منضبط بنائے رکھنے کے لیے ہر سماج کے اپنے آداب و اطوار، اقدار، رسم و رواج اور روایات ہوتی ہیں۔ اقدار عمومی معیارات کی حیثیت رکھتی ہیں جنھیں لوگ اپنے لیے مثالی یا آئیڈیل سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے یہ اقدار ہر سماج میں بدلتی بھی رہیں لیکن کچھ اقدار ایسی ہوتی ہیں جو عالمی سطح پر مسلمہ سمجھی جاتی ہیں مثلاً آزادی، انصاف اور مساوات وغیرہ۔ کسی بھی سماج کے افراد کے درمیان اقدار بنیادی طور پر تفویض کیے گئے متفقہ معاہدے کی حیثیت رکھتی ہیں جو سماجی زندگی میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ کام یا برتاؤ کے بارے میں ہمیں بتاتی ہیں۔

اسی طرح پیشہ ورانہ اقدار بھی متفقہ معاہدے کی طرح ہیں جنھیں کسی بھی پیشے سے متعلق افراد اپنے لیے مثالی سمجھتے ہیں۔ سماجی قدروں کی طرح کچھ پیشہ ورانہ قدریں تقریباً ہر پیشے میں مشترک ہوتی ہیں جب کہ کچھ قدریں کسی مخصوص پیشے سے متعلق ہوتی ہیں۔ چنانچہ انسانی خدمت کے پیشے کی حیثیت سے سوشل ورک کی کئی اقدار دیگر انسانی خدمات پر مبنی پیشوں کی اقدار سے میل کھاتی ہیں یا باہم مشترک ہیں۔

اس باب کے موضوع کے پیش نظر یہ ذہن نشیں رہنا ضروری ہے کہ سوشل ورک ایسا متحرک پیشہ ہے جو سماج کی بدلتی ہوئی

ضروریات کونشان زد کرتا ہے۔سوشل ورک پیشے کے فرائض میں شامل ہے کہ اس کی مرکزی اقدار، اخلاقی اصولوں اور اخلاقی ذمے داریوں کو بحسن خوبی انجام دیا جائے۔ یہ تمام خصوصیات پیشہ ورانہ سیلف کی تشکیل میں مددگار رہوتی ہیں جس کی بنا پر ایک پیشہ ور سوشل ورکر اپنی ذمےداریوں کو پورا کرتا ہے (باکس 4.1)۔

سوشل ورک پریکٹس کے اس اہم پہلو کو سمجھنا ضروری ہے کہ فرد کی ذاتی اقدار اس کے فیصلوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ممکن ہے کہ کسی سوشل ورکر کی ذاتی اقدار کلائنٹ سسٹم سے متصادم (ویلیو کنفلکٹ یاValue Conflict) ہو جائیں۔بس یہیں پر سوشل ورک کی اپنی اقدار اسے کلائنٹ سسٹم کے ساتھ تصادم یا ٹکراؤ سے محفوظ رکھتی ہیں۔اسے اپنی انفرادی یا ذاتی اقدار کے تمام مثبت اور منفی پہلوؤں سے باخبر رہنا چاہیے جسے ویلیو کلیریفکیشن (Value Clarification) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔انفرادی شناخت کے علاوہ سماجی شناخت بھی ہر انسان سے وابستہ ہوتی ہے۔لہٰذا ان اقدار کی وضاحت ضروری ہے۔ذاتی اقدار ہمارے سماجی تجربات کا ایک مجموعہ ہے جو ایک سماجی پیداوار ہے۔اس لیے پیشہ ور کو چاہیے کہ وہ ذاتی اقدار سے نکل کر پیشہ ورانہ اقدار کی طرف آئے۔ پیشہ ورانہ سیلف کے تحت فرد کی عزت نفس و وقار، تنوع کا احترام و تحسین، مختلف شناخت کی بنیاد پر پسماندہ طبقات کے لیے سماجی انصاف اور انسانی حقوق کو فروغ دینا شامل ہے۔اس ضمن میں بجا طور پر یہ کہا گیا ہے کہ،''اپنی ذاتی اقدار سے بچتے (متاثر ہوئے بغیر) ہوئے کسی کلائنٹ یا کلائنٹ کے گروپ کی مدد کرنا گو کہ بہت مشکل ہے لیکن سوشل ورکر کے لیے درحقیقت یہی کام زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔''

باکس 4.1: پیشہ ورانہ سیلف (Professional Self)

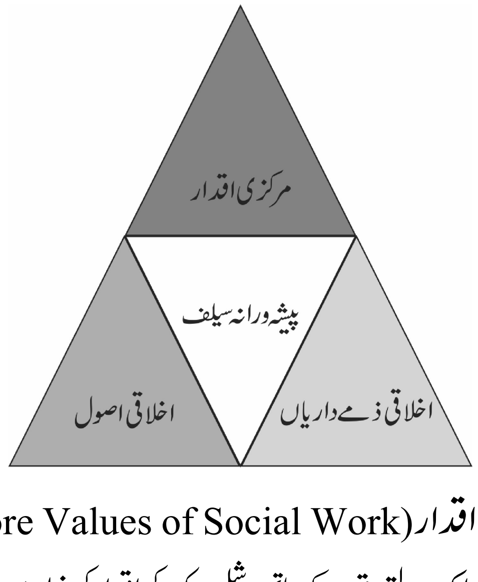

4.4: سوشل ورک کی مرکزی اقدار (Core Values of Social Work)

جیسا کہ پہلے بھی یہ ذکر ہوا کہ بدلتے وقت کے ساتھ سوشل ورک کی اقدار کی بنیاد مزید مضبوط ہوتی رہی ہیں۔اب ہم سوشل

ورک کی مرکزی اقدار کی فہرست سازی کر کے ان پر گفتگو کریں گے۔

نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز(National Association of Social Workers، 2008) کے مطابق سوشل ورک کے مشن کی جڑیں اس کی مرکزی اقدار میں پیوست ہیں۔ یہ مرکزی بنیاد جنھیں سوشل ورکرز نے اپنے پیشے کی تاریخ کے دوران اپنایا ہے وہ سوشل ورک کے منفرد مقاصد اور تناظر کی اساس ہیں:

1. خدمت
2. سماجی انصاف
3. انسانی عزت ووقار
4. انسانی رشتوں کی اہمیت
5. اخلاقی بلندی
6. اہلیت واستعداد

مرکزی اقدار کا یہ مجموعہ سوشل ورک پیشے کی انفرادیت کی عکاسی کرتا ہے۔ مزید برآں انسانی تجربات کے سیاق اور پیچیدگیوں کے تناظر میں ان اقدار کے مابین توازن بھی ضروری ہے۔ یہ واضح رہے کہ سوشل ورک کی ایک قدر دوسری قدر سے نہ برتر ہے اور نہ کم تر بلکہ اس سیاق میں تمام اقدار کی یکساں اہمیت ہے۔

کونسل برائے سوشل ورک ایجوکیشن (Council on Social Work Education، 2015) نے مندرجہ ذیل اقدار کو سوشل ورک میں مرکزی حیثیت دی ہے جس میں خدمت، سماجی انصاف، انسان کی عزت و وقار، انسانی رشتوں کی وقعت و اہمیت، اخلاقی بلندی، اہلیت واستعداد، انسانی حقوق اور سائنسی کھوج بین سرفہرست ہیں۔

یہ مرکزی اقدار پیشے کے ساتھ ہی ارتقا پذیر ہوتی رہی ہیں۔ سماج میں بدلتی ہوئی اقدار اور سماج میں برپا ہونے والی سماجی تحریکات کے تئیں سوشل ورک نے ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ لہٰذا ہم ان اقدار کی فہرست میں یگانگت پاتے ہیں جنھیں سوشل ورک کے اسکالرز اور مختلف تنظیموں نے متعین کیا ہے۔ درج ذیل فہرست کی روشنی میں ہم ان اقدار پر بحث کریں گے جو سوشل ورک پریکٹس کی بنیاد میں شامل ہیں:

1. انسان کی عزت ووقار
2. تنوع کا احترام
3. سماجی انصاف
4. انسانی حقوق

5. اخلاقی بلندی

6. خدمت

باکس 4.2: سوشل ورک کی اقدار (Values of Social Work)

سوشل ورک کی اقدار
Values of Social Work

انسانی عزت ووقار (Human Dignity and Worth)

صحیح معنوں میں انسان کی فطری عزت ووقار میں یقین رکھنا سوشل ورک پیشے کی مرکزی قدر ہے جو سوشل ورکر کو کلائنٹ کی ذاتی، سماجی اور دیگر شناخت سے ماورا ہوکر اس کی خدمت کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ سوشل ورکر انسان کے پیدائشی و باطنی وقار اور قدر و قیمت کا احترام کرتا ہے۔ وہ اچھے انداز میں، انفرادی فرق سے باخبر ہوکر اور ثقافتی تنوع کو مدنظر رکھتے ہوئے توجہ کے ساتھ اپنے کلائنٹ سے روبرو ہوتا ہے۔ وہ اپنے کلائنٹ کی قوت عمل میں اضافہ کرتا ہے اور ان کو اس لائق بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کو بذات خود پورا کرسکیں۔ یہ رویہ بغیر کسی تعصب وتفریق کے کلائنٹ کی عظمت پر زور دیتا ہے۔ اسے اس عقیدے پر قائم رہنا چاہیے کہ اس کا کلائنٹ فطری طور پر عزت ووقار کا حق دار ہے۔ بھلے ہی یہ بات اس سوشل ورکر کی ذاتی اقدار سے متصادم کیوں نہ ہو۔ ایسی صورت میں اس امر کو یقینی بنانا لازمی ہے کہ پیشہ ورانہ اقدار اس کی ذاتی اقدار پر غالب ہیں۔ انسانی عزت ووقار کی قدر کسی بھی سوشل ورکر کو اس کی ذاتی وسماجی شناخت سے اوپر لے جاکر کلائنٹ سسٹم کے تئیں احترام کے ساتھ مختلف میدانوں اور صورت حال میں کام کرنے کا ہنر

سکھاتی ہے۔

تنوع کا احترام (Diversity)

انسانی سماج کی شناخت سماجی ونسلی تنوعات کا مرکب ہے جس میں بے شمار رسم ورواج اور روایات رائج ہوتی ہیں۔مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ ثقافتی تنوع کسی بھی انسانی سماج کا خوبصورت اور معنویت سے بھرپور پہلو ہے۔چونکہ سوشل ورکر کی سماجی تربیت کسی خاص ماحول میں ہوتی ہے جس کی مخصوص رسم ورواج اور عادات واطوار ہیں اس لیے یہ عین ممکن ہے کہ کلائنٹ کا ثقافتی پس منظر سوشل ورکر کی ثقافتی پریکٹس سے الگ اور متصادم ہو۔لہٰذا پیشہ وران کا نقطہ نظر یہ ہونا چاہیے کہ ہر سماج ثقافتی تنوع سے پُر ہے جس کا احترام ان کے لیے لازمی ہے۔اس طرح تنوع کے احترام کی قدر پیشہ وران کو مختلف ثقافتوں کے درمیان کام کرنے کا اہل بناتی ہے۔

یہ نکتہ اہم ہے کہ کسی بھی گروہ کی تشکیل کے پس پشت کچھ خاص سماجی وثقافتی عوامل ہوتے ہیں جو اس کے رویے سے ظاہر ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دوسرے سے یکسر مختلف ہو۔اس کی ثقافت، مذہبی عقائد وروایات، رہن سہن اور تجربات متنوع ہوں۔مثال کے طور پر ہندوستان میں مختلف مذاہب، زبانیں، جغرافیائی حالات، ذاتیں، قبائل اور دیہی اور شہری انداز زندگی ہیں جو تنوع کے وسیع منظرنامے کی عکاس ہیں۔

چونکہ سوشل ورکر بذات خود کسی نہ کسی مخصوص ثقافتی ماحول سے تعلق رکھتا ہے۔ممکن ہے اس کی ذاتی اقدار اور پیشہ ورانہ اقدار میں ٹکراؤ پیدا ہو جائے۔خود سوشل ورکر کی ثقافتی پریکٹس کلائنٹ کے ثقافتی امور سے متصادم ہوسکتی ہے۔دراصل یہی تنوع کی وہ قدر ہے جو مختلف ثقافتی پریکٹس اور ان کے مابین تنوع کی قدر کرنا سکھاتی ہے۔اس قدر کو اپنے اندر جذب کرنے کے بعد سوشل ورکر کثیر ثقافتی حالات میں کام کرنے کا اہل ہو پاتا ہے۔تاہم ممکن ہے کہ کئی ثقافتی رسمیں اپنی نوعیت میں تفریقی اور ظالمانہ ہوں۔لہٰذا پیشہ وران کو ان کی فہرست سازی کر کے انھیں چیلنج کرنا چاہیے (باکس 4.3)۔

باکس 4.3: تنوع پر غور وفکر (Reflections on Diversity)

تنوع پر غور وفکر خود کو جاننے کا عمل رونی ولسن کمیونٹی سوشل ورکرز کے ساتھ بعنوان ''سماجی خدمات کی فراہمی میں ثقافتی حساسیت'' یک روزہ ورکشاپ کر رہی ہیں۔رونی نے ایک ایسی مشق کرانے کے بارے میں سوچا جس سے پیشہ وران کو اپنے تنوع کا اندازہ ہوسکے۔کیوں کہ لوگ اپنی شناخت کو عمر، جنس، نسل، قومیت، جنسی میلان، معاشی رتبہ، سیاسی خیالات، مذہبی الحاق، خاندانی رول، شادی، روزگار وغیرہ سے منسلک کرتے ہیں۔انھی عمومی شناختوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رونی خود کو ایک مڈل کلاس، شادی شدہ، افریقی وامریکی خاتون، دو بچوں کی ماں، لبرل ڈیموکریٹ، بیٹی اور بہن کی نسبت سے سمجھتی ہیں۔ورکشاپ کو آگے بڑھاتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اب انھی عمومی خانہ بندیوں یا

شناخت کی بنیاد پر سوچیے اور درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

آپ کی شناخت کی بنا پر آپ کو کون کون سے ذرائع و وسائل اور مواقع میسر آتے ہیں؟

......آپ کی ذاتی زندگی میں؟

......آپ کی فیملی میں؟

......آپ کے آپسی تعلقات میں؟

......آپ کے کام کرنے کی جگہ پر؟

......آپ کے پڑوس میں؟

......'اکثریت' والی کمیونٹی میں؟

......اقلیتوں کے بیچ؟

آپ کی شناخت کی وجہ سے آپ کو کن رکاوٹوں اور نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

......آپ کی ذاتی زندگی میں؟

......آپ کی فیملی میں؟

......آپ کے آپسی تعلقات میں؟

......آپ کے کام کرنے کی جگہ پر؟

......آپ کے پڑوس میں؟

......'اکثریت' والی کمیونٹی میں؟

......اقلیتوں کے بیچ؟

پیشہ وران کی زندگی میں تنوع سے رونما ہونے والے نتائج و اثرات کو سمجھنے کے لیے رونی نے یہ مشق کرائی۔ اس طرح کے سوالات نے پیشہ وران کو یہ سوچنے اور تجزیہ کرنے پر اکسایا کہ وہ نسل پرستی، جنسی تعصب، امارت پرستی وغیرہ کو سمجھیں۔ اور یہ کہ کس طرح یہ تمام پہلو متنوع آبادیوں میں سوشل ورکر اور ان کی پریکٹس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

ڈیوبوئس اور ملے، 141:2002

سماجی انصاف (Social Justice)

انسانی و شہری حقوق سے سماجی انصاف کی گہری وابستگی ہے۔ لیکن یہ اعلا حقوق اکثر و بیشتر شہریوں کی اصلی صورت حال سے میل نہیں کھاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں لوگوں کو نسل پرستی، امارت پرستی، جنسی تعصب، عمر کی بنا پر امتیاز اور معذوریت کے منفی اثرات

سے دوچار رہنا پڑتا ہے۔نسل، سماجی طبقے، جنس، جنسی میلان، عمر اور اہلیت کی بنا پر لوگ اکثر استحصال کا شکار ہو جاتے ہیں (باکس 4.4)۔

باکس 4.4: سماجی ناانصافی کی بنیاد (Roots of Social Injustice)

نسل پرستی (Racism): ایک نسل کے لوگوں کا دوسری نسل کے لوگوں پر سماجی غلبے کو برقرار رکھنا۔ امارت پرستی (Elitism): معاشی طور پر کمزور اور نچلی سطح کے افراد کے تئیں تعصب کا رویہ۔ جنسی تعصب (Sexism): یہ یقین رکھنا کہ ایک جنس دوسری جنس سے برتر ہے۔ کثیر جنسی میلان (Heterosexism): مختلف قسم کے جنسی میلان رکھنے والوں کے خلاف تعصب کا مظاہرہ۔ عمر کی بنا پر امتیاز (Ageism): یہ یقین رکھنا کہ ایک خاص عمر کا طبقہ دوسرے طبقے سے کمتر ہے۔ معذوریت کی بنیاد پر امتیاز (Handicapism): ذہنی یا جسمانی طور پر معذور افراد کے تئیں تعصب رکھنا ۔
ڈیو بوئس اور ملے، 140:2002

سماجی ڈھانچہ اور سماجی درجہ بندی انسانی سماج کو ایک خاص شناخت میں ڈھالتے ہیں۔ یہ نظام سماج کے چند طبقات کے لیے تفریقی اور ظالمانہ ہو سکتا ہے۔ یہ انسانی سماج کا ڈھانچہ ہی ہے جو ثقافتی ماحول میں لوگوں کے درمیان تفریق کرتا ہے اور پھر سماج میں عدم مساوات کو جائز ٹھہراتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وسائل و ذرائع اور مواقع کے یکساں استعمال پر ضرب پڑتی ہے اور ان پر چند افراد قابض ہو جاتے ہیں اور انسانی سماج کی ایک بڑی آبادی زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہو جاتی ہے۔ سماجی انصاف کی قدر ایسے افراد یا طبقے کو انصاف دلانے پر زور دیتی ہے جن کے ساتھ سماج نے ناانصافی کی ہے۔ اس طرح سوشل ورکرز سماجی ناانصافیوں کو چیلنج کرتے ہیں اور ثقافتی و نسلی تنوعات کے تئیں حسیت کو فروغ دیتے ہیں۔ سماجی انصاف کی قدر انھیں بصیرت عطا کرتی ہے جس سے وہ یہ سمجھ سکیں اور لوگوں کو باخبر کر سکیں کہ کئی سماجی رسم و رواج جن سے سماج کے ایک مخصوص طبقے کو چھوٹ اور مراعات حاصل ہوتی ہیں وہ در حقیقت کچھ لوگوں پر ظلم و استحصال اور تشدد کی قیمت پر حاصل کی جاتی ہیں۔ سماجی انصاف کی قدر سوشل ورکر کو ظلم اور ظالم کا مخالف بناتی ہے اور اس کی پریکٹس کی نوعیت ظلم بر مخالف یا اینٹی آپریسیو (Anti-oppressive) ہو جاتی ہے۔ ضروری ہے کہ وہ سماجی بدلاؤ کے عمل کو جاری رکھے اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کو فروغ دے۔ اس کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ سماجی اور معاشی انصاف کو فروغ دے، فرد کی آزادی اور حقوق کی حفاظت کرے اور سماج میں ایسے سازگار ماحول اور حالات پیدا کرے جس میں فرد اور مظلوم طبقات کی اہمیت کو سمجھا جائے اور انھیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے (باکس 4.5)۔

باکس 4.5: سماجی ناانصافی کے اثرات (Effects of Social Injustice)

ظلم (Oppression): زبردست اور زیردست طبقات کے درمیان رشتوں کی بنیاد عدم مساوات پر مبنی ہے۔ جس کی وجہ سے وسائل و ذرائع اور مواقع کی رسائی میں غیر برابری ہے۔ اس عدم مساوات کی وجہ سے ظلم و تشدد پنپتا ہے اور زبردست، کمزور یا اقلیتی طبقات

مظالم سے دوچار ہوتے ہیں اور انھیں سماجی حصہ داری اور شراکت کے حق سے محروم کردیا جاتا ہے۔ انسانی خصوصیات سے محرومی (Dehumanization): اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو انسان کے مرتبے سے بھی کم سمجھنا اور ان کی انفرادیت وصلاحیت کو یکسر خارج کر دینا۔ کمزور طبقے کے دکھ درد سے نابلد ہونے کی حد تک صرفِ نظر کرنا جس سے اس انسان کی عزتِ نفس اور وقار کو ٹھیس پہنچے۔ ستم گری (Victimization): یہ اصطلاح ان طبقات کے ذاتی ردعمل کو ظاہر کرتی ہے جو نا انصافی، تشدد، ظلم اور محرومیت کی مسلسل گرفت میں ہیں۔ وہ الزام اور مجبوری کی صورت حال میں بے یار و مددگار، بے اقتدار اور علاحدگی کے احساسات سے دوچار ہوجاتے ہیں۔
ڈیو بوئس اور ملے، 153:2002

سماجی انصاف کی قدر اس بات پر زور دیتی ہے کہ سماج کے مظلوم ومحروم طبقات کو مواقع اور وسائل وذرائع تک رسائی ہو۔ انصاف پر مبنی سماج اپنے ہر فرد کو یکساں بنیادی حقوق، مواقع اور فائدے فراہم کرتا ہے۔ اس امر کو یقینی بنانے کے لیے مملکت یا سماج کے ذریعے خصوصی اقدامات (Affirmative Action) اٹھائے جانے کی ضرورت ہے۔ سوشل ورکرز پر سماج میں افراد کی فلاح و بہبود اور سماجی انصاف کے حصول کی ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ سوشل ورک پیشہ وران عموماً ایسے افراد یا طبقات کے ساتھ کام کرتے ہیں جو سماجی ناانصافیوں کا شکار ہیں۔ سماجی انصاف کی قدر سے مانوس سوشل ورکر سماجی ناانصافی کی باریکیوں کو سمجھتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اس کا ذاتی رویہ اور برتاؤ سماج کے مظلوم اور محروم طبقات کی بااختیاری اور آزادی کا باعث بنے۔

انسانی حقوق (Human Rights)

انسانی حقوق کی قدر انسان ہونے کی وجہ سے روئے زمین کے ہر فرد کے فطری حق کو تسلیم کرتی ہے۔ انسانی حقوق ایسے لازمی اور ناگزیر حقوق ہیں جن سے انسانی زندگی کی حفاظت ہوتی ہے، آزادی کو یقینی بنایا جاتا ہے اور ذاتی آزادی حاصل کی جاتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر انسان کو آزادی، مساوات اور انصاف کا حق حاصل ہے۔ ساتھ ہی انھیں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو کہ عزت و وقار کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ انسانی حقوق سوشل ورک کی ایک بنیادی قدر ہے۔ یہ قدر عزت و وقار اور قدر و قیمت کو مزید تقویت بخشتی ہے۔ جو یہ باور کرتی ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہر نفس فطری طور پر محترم ہے بلکہ اس کو عزت واحترام کے ساتھ زندہ رہنے کا حق بھی ہے۔ یہی قدر سوشل ورک پیشے کو انسانی حقوق کے پیشے میں تبدیل کرتی ہے۔ بین الاقوامی اعلامیے اور معاہدے جو لوگوں کے مساوی حقوق کو تسلیم کرتے ہیں، وہ ان کی حفاظت کے لیے انسانی برادری کے اتفاق اور رضامندی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ان معاہدوں اور دستاویزات کا تفصیلی ذکر انسانی حقوق کے باب میں کیا جائے گا۔ انسانی حقوق ایسے بنیادی استحقاق ہیں جو انسان کی ذاتی ترقی اور صلاحیت کے لیے بے حد ضروری ہیں (این اے ایس ڈبلیو، 1990)۔ بنیادی انسانی حقوق میں خودارادیت اور زندہ رہنے کی

آزادی کے حقوق، آزادی فکر اور اظہار رائے کے حقوق، بلاتفریق پیدائش، جنس، جنسی میلان، نسل، رنگ، ذات برادری، زبان، قومی یا سماجی الحاق، جائداد، نظریہ یا سیاسی خیالات کے مساوی حقوق شامل ہیں۔ ایسا کوئی بھی رویہ یا عمل جن سے ان بنیادی استحقاق میں خلل ہو وہ انسانی حقوق کی پامالی ہے۔

سوشل ورکرز نے انسانی حقوق کے علم بردار کی حیثیت سے محروم اور مظلوم طبقے کی طرفداری کی ہے۔ اوپر بیان کیے گئے انسانی حقوق کے منشور کو اپنا بنیادی فلسفہ مانتے ہوئے سوشل ورکرز نے ہمیشہ مضبوط پوزیشن لی ہے اور محروموں کے تئیں سماج کے ظالمانہ رویے کو چیلنج کیا ہے۔ سوشل ورک نے ہر اس سوچ یا کام کی سختی سے مخالفت کی ہے جس سے پسماندہ طبقات کے حقوق پر قدغن لگے۔ ایک ایسے سماج میں جو عدم مساوات اور ناانصافی پر مبنی ہو انسانی حقوق کو یقینی بنانا آسان کام نہیں ہے لیکن سوشل ورکرز کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی علمی بنیاد، مہارت اور رویے میں انسانی حقوق کے نظریاتی اساس کو ترجیح دیں اور اپنی پریکٹس میں انسانی حقوق کی قدر کو مرکزی مقام دیں۔

اخلاقی بلندی (Integrity)

کسی بھی پیشے کو اپنانے کے لیے اس کی پیشہ ورانہ اخلاقی بلندی ایک لازمی قدر اور عنصر ہے۔ سوشل ورک پیشے میں اس قدر کا مفہوم یہ ہے کہ سوشل ورکر اپنے پیشے کے مشن، اقدار، اخلاقی اصول اور اخلاقی ذمے داریوں اور کاموں کے تئیں مسلسل اور ہمہ وقت بیدار رہیں۔ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ سوشل ورکرز تازہ دم ہو کر اپنی پیشہ ورانہ مہارتوں میں اضافہ کرتے رہیں۔ یہ قدر سوشل ورکر سے پیشہ ورانہ فرائض اور کام کرنے کی استعداد و اہلیت کا بھی تقاضا کرتی ہے۔ اخلاقی بلندی کی یہ قدر خود سوشل ورکر کو پیشہ، تنظیم (جس میں وہ کام کر رہے ہوں) اور کلائنٹ (جس کے ساتھ کام کر رہے ہوں) کے تئیں جواب دہ اور قابل اعتماد بناتی ہے۔

خدمت (Service)

سوشل ورک کا بنیادی مقصد فرد اور سماج کی آسودگی کی یقین دہانی ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہا جائے تو سوشل ورکر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ مہارتوں کا استعمال لوگوں کی بہتری کے لیے کریں اور ان کے مسائل کے حل میں معاونت کریں۔ خدمت کی یہ قدر ان سے امید کرتی ہے کہ وہ ایسی خدمات (سروسز) فراہم کریں جو منفرد معلومات اور مخصوص مہارت وصلاحیت پر مبنی ہو۔ اس طرح یہ قدر ان سے تقاضا کرتی ہے کہ فراہم کردہ خدمات میں پیشہ ورانہ استعداد کے تئیں وہ خود کو آگاہ رکھیں۔ خدمت اور خدمات کی فراہمی سوشل ورک پیشے میں بنیادی فلسفے کی حیثیت رکھتی ہے۔

4.5: خلاصہ (Conclusion)

پیشہ ورانہ اقدار مخصوص افراد کے درمیان تفویض شدہ معاہدے اور آئیڈیل کی طرح ہیں۔ ہر پیشے کے اپنے کچھ پیشہ ورانہ

فرائض ہوتے ہیں جو اس کی اقدار، اخلاقی اصول اور اخلاقی معیار کی تفہیم و تعبیر کر سکیں۔ سوشل ورک کی مرکزی اقدار اس پیشے کے ساتھ ہی ارتقا پذیر ہوتی رہی ہیں۔ جن میں انسانی عزت و وقار، تنوع کا احترام، سماجی انصاف، انسانی حقوق، اخلاقی بلندی اور خدمت قابل ذکر ہیں۔ سوشل ورک کی پریکٹس کے ساتھ انصاف کرنے کے لیے ان اقدار کو اپنی شخصیت میں لانا ضروری ہے۔

4.6: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. پیشہ ورانہ فرائض سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
2. سوشل ورک پیشہ کی مرکزی اقدار کی تشریح کریں۔

نمونہ جوابات

1. سوشل ورک ایک ایسا متحرک پیشہ ہے جو سماج کی بدلتی ہوئی ضروریات کی نشان دہی کرتا ہے۔ سوشل ورک پیشے کے فرائض میں شامل ہے کہ اس کی بنیادی اقدار، اخلاقی اصولوں اور اخلاقی معیارات کو بحسن خوبی انجام دیا جائے۔ یہ تمام خصوصیات پیشہ ورانہ سیلف کی تشکیل میں مددگار ہوتی ہیں جن کی بنا پر سوشل ورکر اپنی ذمے داریوں کو پورا کرتا ہے۔
2. سوشل ورک پریکٹس کی مرکزی اقدار اس پیشے کے ساتھ ہی ارتقا پذیر ہوتی رہی ہیں۔ یہ اقدار درج ذیل ہیں:
   1. انسانی عزت و وقار
   2. تنوع کا احترام
   3. سماجی انصاف
   4. انسانی حقوق
   5. اخلاقی بلندی
   6. خدمت

4.7: اہم اصطلاحات (Key Words)

پیشہ ورانہ فرائض: یہ لازمی ہے کہ ہر پیشہ اپنی بنیادی قدروں کو اچھے انداز میں پیش کرے۔ سوشل ورک کے پیشہ ورانہ فرائض اس پیشے کی مرکزی اقدار، اخلاقی اصول اور اخلاقی ذمے داریوں کے ذریعے عمل میں آتے ہیں۔

ثقافتی تنوع: ثقافتی تنوع کسی بھی ارتقا پذیر انسانی سماج کا نہایت خوبصورت اور معنویت سے بھرپور پہلو ہے۔ سوشل ورکر جو بذات خود کسی مخصوص ثقافتی ماحول سے تعلق رکھتا ہے ممکن ہے اس کی ذاتی اقدار اور پیشہ ورانہ اقدار میں ٹکراؤ پیدا ہو جائے۔ ثقافتی تنوع میں تنوع کی قدر یگانگت کی تحسین اور اس کے احترام کا مطالبہ کرتی ہے۔

سماجی انصاف: سماجی ڈھانچہ اور سماجی درجہ بندی انسانی سماج کو ایک خاص شناخت میں ڈھالتے ہیں۔ یہ نظام سماج کے چند طبقات کے لیے تفریقی اور ظالمانہ ہوسکتا ہے۔ یہ انسانی سماج کا ڈھانچہ ہی ہے جو ثقافتی ماحول میں لوگوں کے درمیان تفریق کرتا ہے اور پھر سماج میں عدم مساوات کو جائز ٹھہراتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وسائل و ذرائع اور مواقع کے یکساں استعمال پر ضرب پڑتی ہے اور ان پر چند افراد قابض ہو جاتے ہیں اور انسانی سماج کی ایک بڑی آبادی بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم ہو جاتی ہے۔

انسانی حقوق: انسانی حقوق کی قدر انسان ہونے کی وجہ سے روئے زمین کے ہر فرد کے فطری حق کو تسلیم کرتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر انسان کو آزادی، مساوات اور انصاف کا حق حاصل ہے ساتھ ہی انھیں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو کہ عزت و وقار کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے ناگزیر ہیں۔ یہی قدر سوشل ورک پیشے کو انسانی حقوق کے پیشے میں تبدیل کرتی ہے۔

اخلاقی بلندی: کسی بھی پیشے کو اپنانے کے لیے اس کی پیشہ ورانہ اخلاقی بلندی ایک لازمی عنصر ہے۔ سوشل ورک پیشے میں اس قدر کا مفہوم یہ ہے کہ سوشل ورکر اپنے پیشے کے مشن، اقدار، اخلاقی اصول اور اخلاقی ذمے داریوں اور کاموں کے تئیں مسلسل آگاہ رہیں۔

4.8: حوالہ جات (References)

Council on Social Work Education. (2015). *Educational Policy and Accreditation Standards for Baccalaureate and Master's Social Work Programs*. USA: CSWE

Dominelli, L. (2004). *Social Work: Theory and Practice for a Changing Profession*. Cambridge: Polity Press.

DuBois, B., & Miley, K. K. (2002). *Social Work: An Empowering Profession* (4th ed. First Published in 1992). Boston: Allyn and Bacon.

Morales, A. T., & Sheafor, B.W. (1992). *Social Work: A Profession of Many Faces* (6th ed. First Published in 1977). New York: Allyn and Bacon.

National Association of Social Workers. (2008).*Code of Ethics of the National Association of Social Workers*. Revised. New USA: NASW. Retrieved from: https://www.socialworkers.org/pubs/code/code.asp

Reamer, F.G. (2006). *Social Work Values and Ethics* (2nd ed. First Published in 1992) New York: Columbia University Press.

Shahid, M. (2017). *Paper-01: Social Work Profession: Philosophy and Concepts*.

UGC-CEC (Consortium for Educational Communication): Stream (Social Social Science, Subject (Social Work B.A. Hons).Web link: http://cec.nic.in/E-Content/Pages/default.aspx

Shardlow, S. (1998).Values, ethics and social work. In R. Adams, L. Dominelli and M. Payne (Eds). *Social Work: Themes, Issues and Critical Debates (pp.*23-33). London: Macmillan.

Skidmore, R.A., Thackeray, M.G., & Farley, O.W. (1997).*Introduction to Social Work* (7th ed. First Published in 1974). New York: Allyn and Bacon.

باب5

سوشل ورک کے اصول

Principles of Social Work

سوشل ورک کے اصول

5.1: تعارف (Introduction)

کسی بھی پیشے کی اقدار، اصول اور اخلاقیات کو بالکل واضح انداز میں سمجھنا اور انھیں عمل میں لانا ضروری ہے۔ یہ باب سوشل ورک کے ان اصولوں پر مبنی ہے جو سوشل ورک پریکٹس کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ وہ رہنما اصول ہیں جو ایسے مخصوص حالات میں کام کرنے کے لیے مددگار ثابت ہوتے ہیں جب پیشہ ورانہ فرائض میں تصادم اور اخلاقی تذبذب پیدا ہوتا ہے۔ یہ اصول سوشل ورکر کے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں۔

5.2: مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. سوشل ورک کے اصولوں کو سمجھ سکیں۔
2. سوشل ورک پیشے کے اصولوں کی فہرست سازی کر سکیں۔

5.3: سوشل ورک کے اصول (Principles of Social Work)

عمومی طور پر اصول کسی بھی قسم کا کام کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ سوشل ورکرز اپنی پیشہ ورانہ پریکٹس کے لیے سوشل ورک کی اقدار کو پختہ اصولوں میں تبدیل کرتے ہیں اور بعض اوقات ان اصولوں کو کچھ مخصوص حالات کے پیش نظر عملی جامہ پہناتے ہیں۔ یہ اصول پریکٹس کے دوران مشکل صورت حال سے نمٹنے کے لیے قابل فہم بیانات ونکات کی شکل میں اقدار کی وضاحت ہیں۔ ایسے حالات میں اصولوں کی حد درجہ اہمیت ہے جہاں سوشل ورکرز اپنی ذاتی اقدار کے مابین ٹکراؤ محسوس کرتے ہیں یا جہاں وہ کلائنٹ کے ثقافتی تنوع کے باعث اخلاقی پس وپیش میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ ایک مشکل صورت حال ہوتی ہے جو ہر سوشل ورکر کو پریکٹس کے دوران درپیش ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس پیشے کے بنیادی اصولوں کو پیشہ ورانہ شخصیت کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔

مختلف سطحوں پر کلائنٹ کے ساتھ کام کرنے کے لیے سوشل ورک کے کئی مخصوص طریقے ہیں۔ مثال کے طور پر سوشل کیس ورک، سوشل گروپ ورک اور کمیونٹی ورک اس پیشے کے بنیادی طریقہ کار ہیں۔ اسی کے مطابق ہمیں سوشل ورک کے ان اصولوں کا علم ہوتا ہے جو کلائنٹ سسٹم سے منسلک ہیں مثلاً کیس ورک کے اصول، گروپ ورک کے اصول اور کمیونٹی ورک کے اصول۔ تاہم یہاں پر ہم سوشل ورک کے عمومی اصولوں پر گفتگو کر رہے ہیں (باکس 5.1)۔ یعنی وہ اصول جنھیں کلائنٹ کے ساتھ استعمال میں لا کر کلائنٹ اور ورکر کے رشتے کو ایک مخصوص شکل دی جاتی ہے۔ ان اصولوں کی بہترین فہم سے سوشل ورکر کو انسانی رشتوں کی حرکیات کو سمجھنے میں مدد ملے گی تاکہ وہ اپنے اندر ایک ایسا مناسب رویہ پیدا کر سکے جس کی ضرورت اسے کلائنٹ کے ساتھ کام کرتے وقت ہوتی ہے خواہ وہ

افراد کی شکل میں ہوں، گروپ کی شکل میں ہوں یا کمیونٹی کی شکل میں۔اس بحث کا زیادہ تر حصہ بائیسٹک (1957) اور ڈیو بوئس اور ملے (2002) پر مبنی ہے۔سب سے زیادہ جن عمومی (واضح رہے کہ یہاں پر عمومی کا مطلب ان اصولوں سے ہے جن کا اطلاق ہر سطح پر اور ہر طرح کے کلائنٹ سسٹم کے ساتھ کیا جاتا ہے) اصولوں پر بحث کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1. قبول کرنے کا اصول (Principle of Acceptance)
2. انفرادیت سازی کا اصول (Principle of Individualization)
3. جذبات واحساسات کے بامقصد اظہار کا اصول (Principle of Purposeful Expression of Feelings)
4. رائے زنی نہ کرنے والے رویے کا اصول (Principle of Nonjudgmental Attitude)
5. جذبات کو قابو میں رکھ کر کام کرنے کا اصول (Principle of Controlled Emotional Involvement)
6. خودارادیت کا اصول (Principle of Self-Determination)
7. رازداری کا اصول (Principle of Confidentiality)
8. معروضیت کا اصول (Principle of Objectivity)
9. وسائل وذرائع تک رسائی کا اصول (Principle of Access to Resources)
10. جواب دہی کا اصول (Principle of Accountability)

باکس 5.1: سوشل ورک کے اصول (Principles of Social Work)

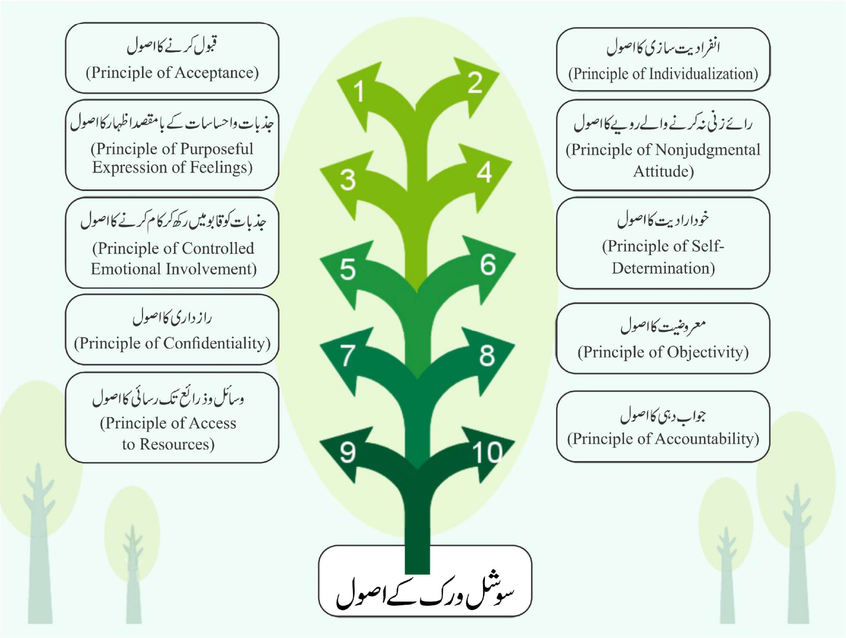

قبول کرنے کا اصول(Principle of Acceptance)

اس اصول کا مفہوم ہے کہ کلائنٹ کو اس طرح سمجھنا جیسا کہ وہ حقیقت (بعینہ) میں ہے۔کلائنٹ کی طاقت و کمزوری، موافق و ناموافق خوبیاں، مثبت و منفی احساسات، تعمیری و تخریبی رویے اور اس کے برتاؤ سے اثر انداز ہوئے بغیر اس کے ساتھ ایک دم ٹھیک ٹھیک برتاؤ کرنا، اس اصول کا بنیادی مفہوم ہے۔ کلائنٹ کی شناخت، خصوصیات اور ہر قسم کے برتاؤ کو پس پشت ڈال کر اس کی عظمت و وقار کی قدر کرنا اور مذکورہ رویے کو اپنی شخصیت کا جز بنانا سوشل ورکر کا فرض ہے۔

سوشل ورکر کلائنٹ کو قبول کرتا ہے اور اس سے عزت و وقار کے ساتھ پیش آتا ہے۔ کلائنٹ کے حقیقی مسائل کا اظہار، توجہ کے ساتھ سننا، اس کے نقطہ نظر کو تسلیم کرنا اور باہمی احترام کا ماحول پیدا کرنا، یہ وہ متوقع رویے ہیں جن کی مدد سے سوشل ورکر قبول کرنے کے اصول کا حقیقی اطلاق کرتا ہے۔ سوشل ورکر کے رویے سے قبولیت عیاں ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سوشل ورکر کا وجود ہی کلائنٹ کو یہ احساس دلائے کہ اسے واقعی قبول کرلیا گیا ہے۔ اس اصول کا مطلب یہ بھی ہے کہ کلائنٹ کی چھپی ہوئی یا ظاہری خصوصیات کو اس انداز میں باہر لایا جائے جس سے کہ وہ ایک دوسرے کی قوت عمل کو پہچان سکیں جو کہ ترقی اور تبدیلی کے لیے ضروری ہے۔ کئی عناصر ایسے بھی ہیں جو سوشل ورکر کے قبول کرنے کے اصول کی منتقلی اور ترسیل میں حائل ہوتے ہیں۔ مثلاً خود آگاہی کا فقدان، انسانی رویے کی ناکافی معلومات، کلائنٹ کی حالت یا صورت حال کو اپنے ذاتی تناظر میں رکھ کر نہ دیکھنا، متعصب رویہ، غیر مطلوبہ یقین دہانی اور اسے قبول کرنے میں شک و شبہے کا شکار ہونا وغیرہ سوشل ورکر اور کلائنٹ کے درمیان حصولِ اعتماد(Rapport Building) میں رکاوٹ کا سبب ہوتے ہیں۔ انسانی عزت و وقار پر مبنی قبول کرنے کا اصول سوشل ورکرز کو مذکورہ چیلنجز سے نمٹنے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے اور کلائنٹ (فرد واحد، گروپ یا کمیونٹی کی سطح پر) کے ساتھ مثبت تعلق قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے (باکس 5.2)۔ ان چیلنجز سے ابھر پانا ہی قبول کرنے کے اصول کی بنیادی شرط ہے۔

باکس 5.2: کلائنٹ اور ورکر کے تعلقات(Client-Worker Relationship)

> تعلقات تو سوشل کیس ورک کی جان ہیں اور زندگی کا یہ اصول اپنے مطالعے، تشخیص اور علاج کے ذریعے کیس ورک کو بہترین انسانی تجربات سے روشناس کراتا ہے۔ کیس ورک میں تعلقات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کیوں کہ موثر کیس ورک میں تعلقات بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں بلکہ اس کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ تعلقات انسان کی عزت نفس اور عظمت کے تصور سے جنم لینے والی چیز ہے۔ یہ زندگی کے عملی اور مثالی فلسفے پر مبنی ہے جو مادے اور روح، عقل اور عقیدہ اور وقت اور دوام سے مرکب ہے۔
>
> بائیسٹک، 1957: صفحہ V

انفرادیت سازی کا اصول(Principle of Individualization)

فرد کی اہمیت کو تسلیم کرنا سوشل ورکر کا فرض ہے کیوں کہ مسائل کو ساتھ میں لانے والے فرد کی اپنی ایک شناخت ہوتی ہے۔

چنانچہ کلائنٹ کو محض ایک کلائنٹ کے طور پر ہی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ فہم لازمی ہے کہ اس کی پریشانی کو خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر کلائنٹ بذاتِ خود منفرد شخصیت کا مالک ہے جس کا ایک خاص سماجی وثقافتی اور تاریخی پس منظر ہے۔ اس اصول میں اس کی منفرد خوبیوں کو سمجھنا اور پھر اس پر عمل کرنا شامل ہے۔ یہ اصول اس بات پر قائم ہے کہ ہر فرد کو انسان ہونے کا حق حاصل ہے اور صرف یہی نہیں کہ ان کے ساتھ محض انسانوں جیسا برتاؤ کیا جائے بلکہ اس بات میں یقین رکھنا بھی ضروری ہے کہ انسانوں میں انفرادی فرق بھی ہوتا ہے۔ اس نکتے کی سمجھ اور تحسین سوشل ورکر کے لیے لازمی ہے۔

سوشل ورکر کا عقیدہ اس بات پر ہونا چاہیے کہ تمام انسان منفرد ہیں اور ان میں امتیازی خصوصیات اور صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ جب سوشل ورکر کلائنٹ کی انفرادیت کو قائم کرتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ ان کی منفرد خصوصیات اور انفرادی فرق کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی قدر بھی کرتا ہے۔ وہ کلائنٹ کے ساتھ ایک ایسے شخص کی طرح برتاؤ کرتا ہے جس کے اپنے حقوق وضرورتیں ہیں بجائے اس کے کہ وہ ایک مریض ہے یا کلائنٹس کی فہرست میں ایک اور کلائنٹ ہے۔ سوشل ورکر کلائنٹ کی انفرادیت سازی کے مرحلے میں خود کو تمام طرح کے تعصّبات سے اور ان پر کسی قسم کا الزام لگانے سے یا ان کے بارے میں پہلے سے کوئی رائے قائم کرنے سے پرہیز کرتا ہے اور تنوع کی اہمیت کو بخوبی سمجھتا ہے۔ چنانچہ سوشل ورکر اپنے رویے سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ کلائنٹ کو ایک فرد ہونے کا حق حاصل ہے اور نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھ انسانی برتاؤ روا رکھا جائے بلکہ اس کے انفرادی فرق کو بھی سمجھا جائے۔ ظاہر ہے یہ اصول کسی بھی سوشل ورکر کو اس خیال سے آراستہ کرتا ہے اسے اپنے کام کی ابتدا اس مقام سے کرنی چاہیے جس مقام پر اس کا کلائنٹ ہے۔

جذبات واحساسات کے بامقصد اظہار کا اصول

(Principle of Purposeful Expression of Feelings)

اس اصول کے تحت اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ کلائنٹ کو اپنے احساسات کو کھلے طور پر ظاہر کرنے کا حق ہے بالخصوص منفی احساسات کو۔ سوشل ورکر اپنے کلائنٹ کو ایسا ماحول فراہم کرے جس سے کلائنٹ اپنے جذبات واحساسات کا اظہار کر سکے کیوں کہ اپنی کسی بات یا احساس کو باہر نکالنے سے کئی بار دکھ کا مداوا ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ اصول ومبادیات تو سوشل ورکر کے لیے ہیں مگر اسے کلائنٹ کے لیے ایک سازگار ماحول تیار کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ اعتقاد و یقین کا رشتہ قائم کیے بغیر کلائنٹ اپنی باتوں کو اس سے ہرگز شیئر نہیں کرے گا۔ جذبات سے انسانی زندگی کا اٹوٹ رشتہ ہے اور لوگ کئی طرح کے احساسات کا کھلے عام اظہار کرنے کے مواقع تلاش کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس کو جذباتی طور پر زار وقطار رونے کے لیے شہ دی جائے یا انھیں بے قابو طور پر غصہ اور منفی احساسات پر اکسایا جائے۔ نہیں! سوشل ورکر کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے اسے چاہیے کہ وہ کلائنٹ کی اس سمت میں رہنمائی کرے جہاں وہ اپنے جذبات واحساسات کا بامقصد اظہار کرے۔ سوشل ورکر کو ''محض حقائق'' جاننے والی سطح سے پرے جانا ہوتا ہے تا کہ وہ ان احساسات سے پردہ اٹھا سکے جو ان حقائق کی تہہ میں ہوتے ہیں۔ اس کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیے کہ کسی بھی قسم کے احساس کو

باہر آنے کے لیے مناسب وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ ایک خاص ترتیب اور سلسلے وار طریقے سے ہونا چاہیے کیوں کہ بامعنی مداخلت کے لیے ہمیشہ کلائنٹ اور ورکر کے درمیان مسئلہ مرکوز رشتہ درکار ہوتا ہے۔

توجہ سے کلائنٹ کی باتیں سننا، مسئلے سے متعلق سوالات پوچھنا، تحمل و برداشت کا مظاہرہ کرنا اور بہت جلد رائے نہ قائم کرنا، یہی وہ ذہن نشیں رہنے والے نکات ہیں جن کے ذریعے وہ حقائق اور احساسات دونوں کو شیئر کرنے میں کلائنٹ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اگر چہ احساسات کا اظہار اچھی بات ہے لیکن ملحوظ خاطر رہے کہ یہ ہمیشہ بامقصد ہونا چاہیے۔ اس کا مقصد ہمیشہ کوئی حل دریافت کرنے کے لیے ہی ہونا چاہیے۔ ممکن ہے اس کا مقصد یہ ہو کہ کلائنٹ کو تناؤ اور دباؤ سے راحت دلائی جائے لیکن اس کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اسے مثبت اور تعمیری کام کی تحریک دی جائے۔ احساسات خود بھی مسائل سے متعلق کلائنٹ کی سمجھ کی گہرائی کو اجاگر کرتے ہیں یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ احساسات بذات خود ایک مسئلہ ہوں۔ اس طرح ان احساسات کا بامقصد اظہار کلائنٹ کو ایک کھلے پن کا احساس کراتا ہے تاکہ ان کے ساتھ موثر مداخلت کی جا سکے۔ ایسا کرنے سے صورت حال کے جذباتی و موثر پہلوؤں کی فہم کے لیے راستہ ہموار ہوتا ہے اور نفسیاتی سطح پر سہارا ملتا ہے۔

رائے زنی نہ کرنے والے رویے کا اصول (Principle of Nonjudgmental Attitude)

یہ ایک ایسا رویہ ہے جو پیشہ ورانہ رشتے کی بڑی خوبی ہے۔ اس کی بنیاد اس اعتماد پر ہوتی ہے کہ پیشہ ورانہ کام احساس جرم یا بے گناہی سے الگ ہوتے ہیں اور کلائنٹ کی ذمے داری اس سطح سے بھی الگ ہوتی ہے جہاں مسائل اور ضرورتوں کو عمومی بنا کر دیکھا جاتا ہے لیکن معنی خیز مداخلت کے لیے سوشل ورکر کلائنٹ کے رویوں، مہارتوں اور کاموں کے بارے میں مناسب اور ضروری فیصلے کرتا ہے۔ اس بات کا خیال رہے کہ اپنے کلائنٹ کی شناخت سے متعلق قبل از وقت رائے قائم کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس سلسلے میں سوشل ورک کی اقدار ان رہنمایانہ اصولوں کو مزید تقویت فراہم کرتی ہیں۔

رائے زنی نہ کرنے والا یہی رویہ سوشل ورکرز میں آگے چل کر ایک دوسرے پر الزام تراشی نہ کرنے کے رویے اور برتاؤ کو بھی مہمیز دیتا ہے۔ یعنی سوشل ورکر لوگوں کو اچھا یا برا کہہ کر رائے نہیں بناتا ہے۔ البتہ وہ ہر روز کلائنٹ کے لیے متبادل اپروچ اور مناسب حل کے بارے میں پیشہ ورانہ طور پر فیصلے ضرور کرتا ہے۔ یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ رائے زنی نہ کرنا کلائنٹ کی مدد کے پورے پروسیس یا عمل میں بہت اہم ہے۔ یہ ابتدائی مراحل میں خاص طور پر بہت فیصلہ کن ہوتا ہے کیوں کہ موثر رشتوں کے ارتقا میں یہی ابتدائی تعلقات مستقبل کے لیے راہیں ہموار کرتے ہیں۔ اسی لیے سوشل ورکر کو اپنے تعلقات کی بنیاد کو بیجا شک یا غیر ضروری رائے زنی پر قائم نہ کر کے بہتر اور کلائنٹ کے حق میں لیے جانے والے فیصلے پر استوار کرنا چاہیے۔

یہ رویہ ایسا اصول ہے جس کا اطلاق مسلمہ طور پر کرنا چاہیے اگر چہ اس میں سوشل ورکر کے ذاتی تعصّبات مخل ہو سکتے ہیں۔ جلد بازی میں کوئی رائے قائم کرنے یا الزام تراشی کے بجائے سوشل ورکرز کو اپنے کلائنٹ کے حالات کو گہرائی سے سمجھنے کی ضرورت ہوتی

ہے۔ پیشہ ورانہ معیارات سوشل ورکر کو ایسے ذاتی اقدار اور اعتقادات سے محفوظ رکھتے ہیں جو کہ کلائنٹ سے رابطہ قائم کرتے وقت نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

جذبات کو قابو میں رکھ کر کام کرنے کا اصول

(Principle of Controlled Emotional Involvement)

اس اصول کے تحت سوشل ورکر کلائنٹ کے احساسات کے سلسلے میں حساس رہتا ہے۔ اس کے جذبات کو بہتر انداز میں سمجھتا ہے اور اس کے احساسات کے تئیں ایک با مقصد اور مناسب ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ احساسات کے تناظر میں سوشل ورکر کا حساس ہونے کے ساتھ ساتھ محتاط رہنا ضروری ہے۔ ایسے سوشل ورکرز جو اپنے جذباتی لگاؤ کو قابو میں رکھتے ہیں وہ انسانی برتاؤ کی سمجھ کے ذریعے ایک نقطہ نظر کی تشکیل کرتے ہیں، سوشل ورک پیشے کے عمومی مقاصد سے انسانی رشتوں کے لیے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور کلائنٹ کے جذبات کے تئیں پوری حسیت سے کام کرتے ہیں۔ بے قابو جذباتی لگاؤ کا مطلب ہوتا ہے کہ سوشل ورکر اپنی اور کلائنٹ کی ذمے داریوں کے مابین فرق نہیں کر پا رہا ہے یا دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ سوشل ورکر نے اپنے نقطہ نظر کو کلائنٹ کی صورت حالات کے ساتھ گڈمڈ کر دیا ہے۔

ضرورت سے زیادہ لگاؤ کسی بھی سوشل ورکر کو معروضیت اور غیر جانبداری سے دور کر دیتا ہے۔ ممکن ہے وہ کلائنٹ کے ساتھ اس وقت اور زیادہ جذباتی ہو جائے جب وہ یہ سوچنے لگے کہ کلائنٹ یا تو اس سے بہت مماثلت رکھتا ہے یا اس سے یکسر مختلف ہے۔ چنانچہ سوشل ورکر اس خاص اصول کے معاملے میں کلائنٹ سے ہم احساسی کا اظہار کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔

سوشل ورکرز ہم احساسی (Empathy) کے اظہار کے ذریعے اپنے جذبات پر قابو پا سکتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ دوسروں کے احساسات کو بخوبی سمجھ کر اپنی رائے دیتے ہیں۔ ہم احساسی کسی بھی قسم کے الزام کی ضد ہے اور اس الزام کے درد کا مداوا ہے۔ ہم احساسی ایسا عمل ہے جو ہمدردی (Sympathy) یا رحم دلی (Pity) یا بے دلی (Apathy) سے مختلف ہے۔ اگر ورکر کے رویے میں رحم دلی کے جذبات شامل ہیں تو اس بات کے پورے امکانات ہیں کہ نہ تو کلائنٹ سسٹم میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی آنے والی ہے اور نہ ہی مسئلے کا کوئی مثبت اور پائیدار حل نکلنے والا ہے۔ کیوں کہ رحم دلی خود ارادیت پر قدغن لگاتی ہے جو کلائنٹ کو اس کے حالات میں تبدیلی نہ ہونے کا احساس دیتی ہے۔ اسی طرح اگر ورکر کے رویے میں ہمدردی کے جذبات شامل ہیں تو وہ کلائنٹ کی انفرادیت اور انفرادی خصوصیت کو محسوس کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ ایک موثر سوشل ورکر کی خاصیت ہے کہ وہ کلائنٹ کو قبول کرنے اور نامناسب برتاؤ کا سامنا کرنے کے درمیان اعتدال قائم رکھتا ہے۔ ہم احساسی ''بہترین تخیل کا عمل'' ہے جو کلائنٹ کو اس لائق بناتا ہے کہ وہ اپنے ہدف کو پورا کرنے کے لیے کام کر سکے اور بدلاؤ کی تیاری کر سکے۔

خودداراداری کا اصول (Principle of Self-Determination)

اس اصول کا مطلب ہے کہ کلائنٹ کی ضرورت اوراس کے حق کو عملی طور پر تسلیم کیا جائے تاکہ وہ اپنے طور پر انتخاب اور فیصلہ کرنے میں آزادی محسوس کر سکے۔ کلائنٹ کی صلاحیت کو اس انداز میں فروغ دیا جائے کہ وہ اپنا فیصلہ خود لے سکے۔ اگرچہ یہ مشکل عمل ہے لیکن اس پر مسلسل کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ابتدائی دور میں ورکر کا رول زیادہ ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ کلائنٹ اپنی صورت حال سے نبرد آزما ہوتے ہوئے بااختیار ہوگا کیوں کہ آخر کار اسے ہی اپنے مسائل کے حل کے سلسلے میں حتمی فیصلہ کرنا ہے۔ ہر فرد کو ان چیزوں کے استعمال کا حق ہے جو اس کے لیے صحیح ہیں اور انھیں حاصل کرنے کے طریقوں اور ذرائع کا فیصلہ کرنے کا بھی اسے حق ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سوشل ورکر کو کسی مسئلے کے حل کے لیے اپنی مرضی اور فیصلے تھوپنے کا حق محض اس لیے نہیں ہے کہ کلائنٹ اس کے پاس مدد کے لیے آیا ہے۔ جب کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کلائنٹ اس کے پاس صرف اس لیے آیا ہوگا کہ وہ اپنے مسائل کو خود حل کرنے کا اہل نہیں ہے۔ اسے اپنے کلائنٹ کی رہنمائی اور حمایت ان بصیرتوں کے حصول کی سمت میں کرنا چاہیے جس میں وہ اپنے سماجی حالات کو صحیح تناظر میں رکھ کر دیکھ سکے۔ ساتھ ہی ساتھ سوشل ورکر کو اس کی رہنمائی کرنی چاہیے اور اسے قوت فیصلہ کی اس سطح تک لانا چاہیے جہاں وہ صحیح اور قابل قبول فیصلہ کر سکے۔ اس طریقے میں نہ صرف کلائنٹ کو اپنی استعداد اور قوت عمل کا احساس ہوگا بلکہ فیصلہ لیتے وقت اس کو کہنے اور سننے کا اختیار رہوگا۔ ذمے دار سوشل ورکر کام کرنے کے دوران ایسا رشتہ استوار کرتا ہے جس سے کلائنٹ اپنی مرضی اور اختیار کا استعمال کر سکے۔

رازداری کا اصول (Principle of Confidentiality)

اس اصول کے تحت سوشل ورکر کو کلائنٹ کی ان تمام پوشیدہ اطلاعات کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے جو پیشہ ورانہ رشتوں میں نکل کر سامنے آتی ہیں۔ کلائنٹ کے ساتھ کام کرتے وقت کئی بار ایسی باتیں سامنے آتی ہیں جنھیں راز میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ رازداری کلائنٹ کا بنیادی حق ہے جسے اپنے آپ تک محدود رکھنا سوشل ورکر کا اخلاقی فرض ہے۔ تاہم کلائنٹ کی رازدارانہ باتوں کا حق صرف اور صرف اس تک محدود نہیں کیوں کہ کلائنٹ کا راز کسی ایجنسی کے پیشہ وران یا دوسرے پیشہ وران کے ساتھ بھی شیئر کیا جا سکتا ہے مگر ایسی صورت میں تمام لوگ کلائنٹ کے راز کو اپنی ذات تک محدود رکھنے کے مساوی طور پر پابند ہوتے ہیں۔ کلائنٹ کی تمام چھوٹی بڑی معلومات ایک پیشہ ورانہ مقصد کے لیے ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ سب دوسرے پیشہ وران کے ساتھ شیئر کرنا بھی ضروری ہے۔ یوں رازداری کا یہ اصول سوشل ورک پریکٹس میں گروپ راز کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ اصول سوشل ورک کی موثر مداخلت کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے اور اس طرح کلائنٹ اور ورکر کے درمیان رشتہ بنانے کے لیے راستہ ہموار کرتا ہے۔ اس اصول کا دائرہ عمومی حقیقی معلومات سے لے کر ہر اس چیز پر محیط ہے جو نہایت رازداری کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک اپنی ذاتی باتیں کسی دوسرے انسان سے شیئر نہیں کرتا ہے جب تک کہ دوسرا شخص بہت زیادہ قابل اعتماد نہ ہو۔ لہٰذا اسے یہ اعتماد ضرور ہونا

چاہیے کہ ورکر اس کے رازوں کو افشا نہیں کرے گا یا کسی بھی طرح کی رازدارانہ باتوں کا غلط استعمال نہیں کرے گا جو آگے چل کر اس کے لیے کسی مصیبت کا سبب بن جائے۔ یا جس کی وجہ سے اسے کسی قسم کی مضحکہ خیزی کا سامنا کرنا پڑے یا اس کے بارے میں غلط رائے قائم کر لی جائے۔ سوشل ورک میں جب تک ورکر کو ضروری اطلاعات نہ دی جائیں اس وقت تک کلائنٹ کی مدد کرنا ممکن نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے اس کے لیے کلائنٹ کو ورکر پر اتنا اعتماد ضرور ہونا چاہیے کہ جو اطلاعات اسے فراہم کی جا رہی ہیں وہ خفیہ رہیں گی اور ان کا استعمال کلائنٹ کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ہی کیا جائے گا۔ اسی لیے ورکر پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کلائنٹ کو اس بات کی پوری یقین دہانی کرائے کہ اس کی اطلاعات خفیہ رہیں گی اور کلائنٹ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ شیئر نہیں کی جائیں گی۔

معروضیت کا اصول (Principle of Objectivity)

معروضیت کا اصول یا بغیر تعصب کے حالات کا جائزہ لینا درحقیقت قبل از وقت رائے زنی کے رویے سے جڑا ہوا ہے۔ یہ اصول بے معنی رائے قائم نہ کرنے کے رویے کو مزید پختہ کرتا ہے کہ ورکر اپنے کلائنٹ کے کسی رویے کو باریکی اور گہرائی سے سمجھے۔ معروضی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ورکر اپنے ذاتی احساسات وتعصّبات کو کلائنٹ کے رشتے کے ساتھ خلط ملط کرنے سے بچے۔ نہایت ذاتی اور غیر منطقی فیصلہ ورکر، کلائنٹ اور اس کی صورت حال کے تعین قدر اور جائزے کو متاثر کرتا ہے۔ ایک جانبدار فیصلہ ورکر کے کسی بھی فیصلے کو غلط طریقے سے متاثر کر سکتا ہے۔ ورکر کے تعلیمی تجربات، سماج اور دنیا کی سمجھ، زندگی کے تجربات، اعتقادات، اقدار اور خواہشات سب مل کر اس کی معروضیت اور رویے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

وسائل و ذرائع تک رسائی کا اصول (Principle of Access to Resources)

کسی مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لیے وسائل و ذرائع تک رسائی اولین شرط ہے کیوں کہ محدود وسائل و ذرائع کسی بھی مسئلے کے حل میں رکاوٹ کھڑی کرتے ہیں۔ چنانچہ وسائل کے بغیر کسی بھی انسان کے پاس متبادلات نہیں ہوتے۔ لوگ درپیش چیلنجز کا سامنا کرنے اور اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو دریافت کرنے کے لیے وسائل و ذرائع پر ہی منحصر ہوتے ہیں۔ سوشل ورکرز کا یہ فرض ہے کہ وہ وسائل کی ترقی کی وکالت کریں اور یہ یقینی بنائیں کہ ہر ایک کے پاس بنیادی اور ضروری وسائل، خدمات اور مواقع فراہم ہوں۔ ضروری ہے کہ وہ مظلوم، کمزور اور حاشیے پر رہے عوام کے لیے انتخاب اور مواقع میں اضافہ کریں نیز سماجی حالات میں بہتری لائیں اور سماجی انصاف کو فروغ دیں۔ ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ وسائل کی ترقی کی وکالت کریں اور اپنے کلائنٹ کی ضروری وسائل و ذرائع تک رسائی کے مواقع میں اضافہ کریں۔

جواب دہی کا اصول (Principle of Accountability)

اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ سوشل ورکرز اپنے پیشہ ورانہ کاموں کے لیے ذمے دار اور جواب دہ ہیں۔ یہ اصول پیشہ وران

کی اخلاقی بلندی کی قدر کرتا ہے کہ وہ سچے اور قابل اعتبار ہیں اور اپنے پیشہ ورانہ کام کے ہر پہلو کے تئیں جواب دہ ہیں۔ اور یہی احساس انھیں جواب دہی پر آمادہ کرتا ہے۔ اس اصول کی رو سے سوشل ورک کے پیشہ وران اپنے کام کے لیے پُرعزم ہوتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے یا نہیں، ان کا معائنہ کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ اس طرح پیشہ وران اپنے برتاؤ اور کاموں میں خود کو منضبط رکھ سکتے ہیں۔ مزید سوشل ورکرز اپنے ذاتی اور پیشہ ورانہ نظم وضبط کے لیے جواب دہ ہیں۔

باکس 5.3: سوشل ورک کا اقدار اور اصولوں کے اثرات

(Effects of Social Work Values and Principles)

سوشل ورک کی اقدار اور اس کے اصول	مثبت اظہار	ممکنہ اثرات
انفرادیت اور عزت نفس کو برقرار رکھنا	انفرادیت کو یقینی بنانا اور تنوع کی تحسین کرنا	فرد کی انفرادیت کو یقینی بنانا
خود ارادیت کو فروغ دینا	متبادلات قائم کرنا اپنے رول کو واضح کرنا	اثر پزیری لیاقت پارٹنرشپ
جلد بازی میں فیصلہ نہ لینا اور قبولیت کے ساتھ ترسیل کرنا	نظریات کو تقویت دینا غور سے سننا ہم احساسی	کھلا پن مزاحمت میں کمی
معروضیت حاصل کرنا	نظریات کو سمجھنا	عقل فہمی پر زور
راز داری کو یقینی بنانا	پرائیویسی کا احترام کرنا	بھروسہ یا اعتماد
وسائل تک رسائی	روابط قائم کرنا پالیسیاں اور پروگرام تیار کرنا خدمات کو لوگوں سے مربوط کرنا	مواقع میں اضافہ
جواب دہی	طریقہ کار تعین قدر تحقیق	منظوری نظریہ سازی
ڈیو بوئس اور مِلے، 127:2002		

سوشل ورک کی اخلاقیات اور اصولوں کے تصور پر بحث کرتے وقت بائیسٹک (1957) کے مرکزی تصور کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کیوں کہ انھوں نے جن اصولوں (جنھیں سوشل ورک کے عمومی اصولوں میں بھی شامل کیا جاتا ہے) کی طرف نشاندہی کی ہے وہ مائیکرو سطح پر کلائنٹ اور ورکر کے تعلقات کے رہنما اصول ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بائیسٹک کلائنٹ سسٹم میں تعلقات استوار کرنے اور حصولِ اعتماد کی پوری بحث میں کلائنٹ کے اہم رول کو تسلیم کرنے میں ناکام ہیں۔ جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلائنٹ کی صلاحیت پر زور دیا جائے اور کلائنٹ اور ورکر کا رشتہ بااختیاری پر مبنی ہو۔ ڈیو بوئس اور ملے (2002) نے کلائنٹ کی بااختیاری پر کثرت سے زور دیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اصولوں کا صحیح استعمال ہی کلائنٹ کی بااختیاری کو یقینی بنا سکتا ہے (باکس 5.3)۔ کیوں کہ سوشل ورک کی مداخلت میں کلائنٹ خاموش یا غیر متحرک انسان نہیں ہے بلکہ اپنے یقین وعقائد کے نظام، برتاؤ کے انداز، مسائل کو سمجھنے اور اسے حل کرنے کے طریقے کی وجہ سے اس عمل کی اہم کڑی ہیں جو کلائنٹ اور ورکر تعلقات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ پیشہ وران ہی ہر طرح سے صاحب اختیار نہیں ہیں بلکہ وہ بھی نیچے اور اوپر دونوں طرف کے دباؤ میں رہتے ہیں اور انھیں اپنے کلائنٹ کے ساتھ پاور رلیشنز بنانے میں اعتدال قائم رکھنے کی مجبوری ہوتی ہے۔ کیوں کہ ان کے پاس وقت اور حالات کی مناسبت سے جو کچھ بھی اختیار ہے وہ انھیں اپنے رول، وسائل کے علم اور قانونی جانکاری کی وجہ سے حاصل ہے۔ لہٰذا انھیں بالادستی پر مبنی پیشہ ورانہ اختیار واستناد سے گریز کرنا چاہیے۔ جیسا کہ شاہد اور جھا (2014) نے یہ بحث چھیڑی ہے کہ کلائنٹ اور ورکر کے تعلقات کے ضمن میں بائیسٹک پر بعض دفعہ ان کے مذہبی اثرات غالب آ گئے ہیں جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلائنٹ اور ورکر کے تعلقات میں کسی بھی قسم کی بالادستی اور ناروا جذبات شامل نہیں ہونے چاہئیں۔ اس موقع پر اس خیال کا اظہار ضروری ہے کہ عام طور پر سوشل ورکرز کلائنٹ کی دنیا کو سمجھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں کیوں کہ بسا اوقات وہ اس زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ سوشل ورک کے علم، مہارت اور تکنیکوں نے انھیں اس لائق بنا دیا ہے کہ وہ تنہا ہی کلائنٹ کے مسئلے کو مکمل طور پر سمجھ کر اس کا حل بھی نکال سکتے ہیں۔ حالانکہ اس رویے سے کلائنٹ کے پورے وجود کی نفی ہوتی ہے اور اس کی بے پناہ صلاحیتوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ سوشل ورکر کو اپنے کلائنٹ کا ساتھی اور ہم سفر بن کر اس کی دنیا میں مداخلت کرنا چاہیے۔

5.4: خلاصہ (Conclusion)

سوشل ورکرز سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ان اصولوں کو اپنے اندر جذب کریں جو پیشہ وران کو اقدار کی فہم سے عملی دائرے تک لے جاتے ہیں۔ یہ اصول سوشل ورکرز کے لیے مشعل راہ ہیں اور انھیں تصادم اور اخلاقی تذبذب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اصولوں کی ایک فہرست ہے جو پریکٹس کی مختلف صورت حال میں سوشل ورکرز کو ہدایات فراہم کرتی ہے مثلاً قبول کرنا، انفرادیت سازی، احساسات کا بامقصد اظہار، رائے زنی نہ کرنے کا رویہ، جذبات پر قابو رکھتے ہوئے کام کرنا، خود ارادیت، معروضیت، وسائل تک رسائی اور جواب دہی وغیرہ۔ سوشل ورک کے اصول کلائنٹ کو بااختیار بناتے ہیں اور ان کی صلاحیت واستعداد کو فروغ دیتے ہیں۔ ان اصولوں کا مطمح نظر

بالادستی برمخالف اور بااختیاری کا ہونا چاہیے۔

5.5:سوالات کی مشق(Practice Exercise)

1. سوشل ورک کے اصولوں سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

عمومی طور پر اصول کسی بھی قسم کا کام کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔سوشل ورکرز اپنی پیشہ ورانہ پریکٹس کے لیے سوشل ورک کی اقدار کو پختہ اصولوں میں تبدیل کرتے ہیں اور بعض اوقات ان اصولوں کو کچھ مخصوص حالات کے پیش نظر عملی جامہ پہناتے ہیں۔ یہ اصول پریکٹس کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے قابل فہم بیانات ونکات کی شکل میں اقدار کی وضاحت ہیں۔ایسے حالات میں اصولوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے جہاں سوشل ورکرز اپنی ذاتی اقدار کے مابین ٹکراؤ محسوس کریں یا جہاں وہ کلائنٹ کے ثقافتی تنوع کے باعث اخلاقی پس وپیش میں پڑجائیں۔ یہ ایک مشکل صورت حال ہوتی ہے جو ہر سوشل ورکر کو پریکٹس کے دوران درپیش ہوسکتی ہے۔چنانچہ اس پیشے کے بنیادی اصولوں کو پیشہ ورانہ شخصیت کا جز بنانے کی ضرورت ہے۔

2. رائے زنی نہ کرنے کے رویے کے اصول کی وضاحت کیجیے۔

رائے زنی نہ کرنے کے رویے کے اصول کی بنیاد اس اعتماد پر ہوتی ہے کہ پیشہ ورانہ کام احساس جرم یا بے گناہی سے الگ ہوتے ہیں۔اس بات کا خیال رہے کہ اپنے کلائنٹ کی شناخت سے متعلق قبل از وقت رائے قائم کرنا مناسب نہیں ہے۔اس سلسلے میں سوشل ورک کی اقدار ان رہنمایانہ اصولوں کو مزید تقویت فراہم کرتی ہیں۔ یہ رویہ ایک ایسا اصول ہے جس کا اطلاق مسلمہ طور پر کرنا چاہیے اگر چہ اس میں سوشل ورکر کے ذاتی تعصّبات مخل ہوسکتے ہیں۔جلد بازی میں کوئی رائے قائم کرنے یا الزام تراشی کے بجائے انھیں اپنے کلائنٹ کے حالات کو گہرائی سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پیشہ ورانہ معیارات انھیں ایسے ذاتی اقدار اور اعتقادات سے بچاتے ہیں جو کہ کلائنٹ سے رابطہ قائم کرتے وقت نقصان دہ ثابت ہوسکتے ہیں۔

5.6:اہم اصطلاحات(Key Words)

قبول کرنے کا اصول: اس اصول کا مفہوم ہے کہ کلائنٹ کو اس طرح سمجھنا جیسا کہ وہ حقیقت میں ہے۔کلائنٹ کی طاقت وکمزوری، موافق وناموافق خوبیاں، مثبت ومنفی احساسات، تعمیری وتخریبی رویے اور اس کے برتاؤ سے متاثر ہوئے بغیر اس کے ساتھ ایک دم ٹھیک ٹھیک برتاؤ کرنا، اس اصول کا بنیادی مفہوم ہے۔کلائنٹ کی شناخت، خصوصیات اور ہر قسم کے برتاؤ کو پس پشت ڈال کر اس کی عظمت اور وقار کی قدر کرنا اور مذکورہ رویے کو اپنی شخصیت میں لانا سوشل ورکر کا فرض ہے۔

انفرادیت سازی کا اصول: اس اصول میں ہر کلائنٹ کی منفرد خوبیوں کو سمجھنا اور پھر اسے تسلیم کرنا شامل ہے۔ یہ اصول اس بات پر قائم ہے کہ کسی بھی فرد کو انسان ہونے کا حق ہے اور ایسا نہیں ہے کہ ان کے ساتھ محض انسانوں جیسا برتاؤ کیا جائے بلکہ اس ذہنیت کے ساتھ معاملہ کیا جائے کہ انسانوں میں انفرادی فرق بھی ہوتا ہے جس کی فہم اور تحسین سوشل ورکر کے لیے لازمی ہے۔

رازداری کا اصول: اس اصول کا مفہوم ایسی تمام پوشیدہ اطلاعات کو محفوظ رکھنا ہے جو کہ کلائنٹ سے متعلق ہوتی ہیں اور پیشہ ورانہ رشتوں میں بات چیت اور دیگر طریقوں سے نکل کر سامنے آتی ہیں۔ رازداری کا شمار کلائنٹ کے بنیادی حق میں ہوتا ہے جسے اپنے آپ تک محدود رکھنا سوشل ورکر کا اخلاقی فریضہ ہے۔ تاہم کلائنٹ کی رازدارانہ باتوں کا حق صرف اور صرف اس تک محدود نہیں۔ کیوں کہ کلائنٹ کا راز کسی ایجنسی کے پیشہ وران یا دوسرے پیشہ ورانوں کے ساتھ بھی شیئر کیا جا سکتا ہے مگر ایسی صورت میں تمام لوگ کلائنٹ کے راز کو اپنی ذات تک محدود رکھنے کے لیے مساوی طور پر پابند ہوتے ہیں۔

5.7: حوالہ جات (References)

Biestek, F. P. (1957). *The Casework Relationship*. Chicago, Illinois: Loyola University Press.

DuBois, B., & Miley, K. K. (2002). *Social Work: An Empowering Profession* (4th ed. First Published in 1992). Boston: Allyn and Bacon.

Reamer, F.G. (2006). *Social Work Values and Ethics* (2nd ed. First Published in 1999). New York: Columbia University Press.

Shahid, M. (2017). *Paper-01: Social Work Profession: Philosophy and Concepts*. UGC-CEC (Consortium for Educational Communication): Stream (Social Social Science, Subject (Social Work B.A. Hons).Web link: http://cec.nic.in/E-Content/Pages/default.aspx

Shahid, M., & Jha, M. K. (2014). Revisiting the Client-Worker Relationship: Biestek through a Gramscian Gaze. *Journal of Progressive Human Services*, 25(1), 18-36. http://dx.doi.org/10.1080/10428232.2014.855985

Shardlow, S. (1998).Values, ethics and social work. In R. Adams, L. Dominelli and M. Payne (Eds.). *Social Work: Themes, Issues and Critical Debates* (pp. 22-33). London: Macmillan.

باب6

سوشل ورکرز کے لیے ضابطۂ اخلاق

Code of Ethics for Social Workers

سوشل ورکرز کے لیے ضابطۂ اخلاق

6.1: تعارف (Introduction)

اب تک یہ بات واضح ہو چکی ہوگی کہ سوشل ورک کی اقدار، اصول اور اخلاقیات سے سوشل ورکرز کے پیشہ ورانہ رویے کو طاقت فراہم ہوتی ہے۔ اس باب میں آپ کو سوشل ورک کی اخلاقیات اور سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریوں سے واقف کرایا جا رہا ہے۔

6.2: مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. سوشل ورک کے ضابطۂ اخلاق سے واقف ہو سکیں۔
2. سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریوں کو سمجھ سکیں۔

6.3: ضابطۂ اخلاق اور اخلاقی ذمے داریاں

(Code of Ethics and Ethical Responsibilities)

اقدار وہ واضح یا غیر واضح اعتقادات ہوتے ہیں جنھیں ہم مثالی اور آئیڈیل سمجھتے ہیں جب کہ اخلاقیات کا تعلق ان چیزوں سے ہوتا ہے جنھیں ہم صحیح یا غلط سمجھتے ہیں۔ اخلاقیات وہ مہارت ہے جو کسی شخص کے عمل کی رہنمائی کرتی ہے۔ یہی اخلاقیات اقدار کو عملی صورت میں پیش کرتی ہے لیکن سوشل ورک کی اخلاقیات ان عملی ترجیحات اور توقعات سے وابستہ ہیں جن کا تعلق سوشل ورک کی ذمے داریوں سے ہے۔ اب سے پہلے بھی اس کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے کہ یہ ان پیشہ ورانہ فرائض کا حصہ ہے جس سے مرکزی اقدار، اصول اور اخلاقی ذمے داریوں کی بخوبی تشریح ہوتی ہے۔ سوشل ورک کی کئی قومی و بین الاقوامی تنظیموں اور اداروں نے سوشل ورک کے پیشہ ورانہ فرائض کی فہرست سازی کی ہے (باکس 6.1) جن میں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں بھی شامل ہیں۔ سوشل ورک کی پیشہ ورانہ تنظیموں نے سوشل ورک پیشہ وران کے لیے ضابطۂ اخلاق تیار کیے ہیں۔ اسی طرح کی ایک کوشش نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز (National Association of Social Workers) نے 2017 میں کی تھی جو سوشل ورکرز کے لیے چند مناسب ضابطۂ اخلاق میں سے ایک ہے۔ اس باب میں اسی ضابطۂ اخلاق کی روشنی میں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریوں پر گفتگو کی جا رہی ہے۔

باکس 6.1: ہندوستانی اداروں اور تنظیموں کے ضابطۂ اخلاق

(Code of Ethics from Institutions and Organizations in India)

ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز کی جانب سے فراہم کیا گیا ضابطۂ اخلاق (1994)

1. ایک پیشے کے طور پر خود کے اور پیشے کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
2. پسماندہ طبقات اور دیگر ضرورت مند افراد کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
3. سماج اور مملکت کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
4. اپنے رفقاء کار اور تنظیم کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
5. سوشل ورک کی تعلیم اور تحقیق کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کی جانب سے فراہم کیا گیا ضابطۂ اخلاق (2015)

1. کلائنٹ کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
2. رفقاء کار کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
3. پیشہ ورانہ پریکٹس کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
4. پیشہ وران کی حیثیت سے سوشل ورکر کی اخلاقی ذمے داریاں
5. سوشل ورک پیشے کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
6. سوشل ورک اداروں کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
7. سوشل ورک میں تحقیق کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں

نیشنل اسوسی ایشن آف پروفیشنل سوشل ورکرز اِن انڈیا کی جانب سے فراہم کیا گیا ضابطۂ اخلاق (2015)

1. کلائنٹ کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
2. رفقاء کار کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
3. پریکٹس سیٹنگ کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
4. آزادانہ طور پر پریکٹس کرنے والے سوشل ورکر کی اخلاقی ذمے داریاں
5. تعلیم اور نگہداشت کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
6. تحقیق اور تحقیق کے نتائج کو شیئر کرنے کی اخلاقی ذمے داریاں
7. سوشل ورک کی خدمات، انتظام اور نظم و نسق کی اخلاقی ذمے داریاں
8. پیشہ ور کے طور پر خود کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
9. سوشل ورک پیشے کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
10. سماج کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں

نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز (2017) نے واضح انداز میں ان اخلاقی معیارات کو بیان کیا ہے جو کہ تمام سوشل ورکرز کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں سے معنوی طور پر تعلق رکھتی ہیں۔ یہ اخلاقی معیارات سوشل ورک پریکٹس کے حوالے سے سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریوں کا خاکہ مرتب کرتے ہیں جنھیں ہم سوشل ورکرز کے لیے ضابطۂ اخلاق کہتے ہیں (باکس 6.2)۔ یہ ضابطۂ اخلاق سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریوں پر مبنی ہیں جن کی تفصیلات ذیل میں دی جارہی ہیں:

1. کلائنٹ کے تئیں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں
(Social Worker's Ethical Responsibilties to Clients)

2. رفقاء کار کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
(Social Worker's Ethical Responsibilities to Colleagues)

3. پریکٹس سیٹنگ میں سوشل ورکرز کی ذمے داریاں
(Social Worker's Ethical Responsibilities in Practice Setting)

4. پیشہ وران کی حیثیت سے سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں
(Social Worker's Ethical Responsibilities as Professionals)

5. سوشل ورک پیشے کے تئیں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں
(Social Worker's Ethical Responsibilities to the Social Work Profession)

6. سماج کے تئیں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں
(Social Worker's Ethical Responsibilities to the Broader Society)

باکس 6.2: سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں (Ethical Responsibilities of Social Workers)

کلائنٹ کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں

اپنے کلائنٹ کی آسودگی میں اضافہ کرنا سوشل ورکر کی بنیادی ذمے داری ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ کلائنٹ کو فائدہ پہنچانا اس کے بنیادی کاموں میں شامل ہے نیز وہ اپنے کلائنٹ کے تئیں ایماندار رہتا ہے۔اس کی ذمے داریوں میں قوت ارادی اور کلائنٹ کو پیشہ ورانہ خدمات پہنچانا، تنوع کا احترام کرنا اور کلائنٹ کے رازوں کو پوشیدہ رکھنا اس کی ذمے داری ہے۔ اسے اپنے کلائنٹ کے ساتھ جنسی ایذا رسانی، جنسی تعلقات، جسمانی رشتے اور تحقیر آمیز زبان کے استعمال میں ہرگز ملوث نہیں ہونا چاہیے۔اسے کلائنٹ کے ساتھ اپنی خدمات اور پیشہ ورانہ رشتے اس وقت ختم کردینے چاہئیں جب اسے ایسا محسوس ہو کہ اب کلائنٹ کو اس کی مزید ضرورت باقی نہیں رہی یا اس کی ضروریات اور فائدے کے لیے وہ مزید معاون نہیں رہا۔

رفقاءکار کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں

سوشل ورکر کو اپنے رفقا کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا چاہیے، ساتھ ہی اسے اپنے رفقا کے عمدہ خیالات اور ان کے فرائض کی صحیح طریقے سے نمائندگی کرنی چاہیے۔اسے ان پوشیدہ معلومات اور اطلاعات کی قدر کرنی چاہیے جو پیشہ ورانہ رشتوں کے دوران اس کے رفقا نے اس سے شیئر کی ہوں۔وہ سوشل ورکر جو کسی انٹرڈسپلنری ٹیم کا حصہ ہوں انھیں ایسے فیصلوں میں اپنا تعاون دینا چاہیے جو کلائنٹ اور کلائنٹ سسٹم کے لیے سودمند ہوں۔اس عمل کے دوران انھیں سوشل ورک پیشے کے نقطہ نظر، اقدار اور تجربات سے مدد لینی چاہیے۔وہ سوشل ورکرز جو اپنے کلائنٹ کو کسی دوسرے پیشہ وران کے پاس بھیج دیتے ہیں، دوران منتقلی انھیں اپنی پیشہ ورانہ ذمے داری کو صحیح طریقے سے نبھانا چاہیے۔اپنے کلائنٹ کو دوسرے پیشہ وران کے پاس بھیجتے وقت انھیں چاہیے کہ وہ اپنے کلائنٹ کی اجازت لے کر خدمات مہیا کرنے والے نئے افراد کو ان کی درست اور ٹھیک ٹھیک معلومات دیں۔سوشل ورکر کو چاہیے کہ جب وہ اپنے کلائنٹ یا دیگر پیشہ وران سے گفتگو کررہے ہوں تو اپنے رفقا کی غیر ضروری نکتہ چینی یا منفی تنقید کرنے سے بچے۔لیکن انھیں اپنے رفقا کے غیر اخلاقی ضوابط کی حوصلہ شکنی، اس کا سد باب اور اسے فاش کرنے کے لیے مناسب اقدامات ضرور کرنے چاہیے، ساتھ ہی انھیں اپنے رفقا کی اصلاح بھی کرنی چاہیے۔

پریکٹس سیٹنگ کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں

سوشل ورکرز کی استعداد، ان کے کام کی نوعیت کے اعتبار سے معقول اور مکمل ہونی چاہیے۔وہ جن تنظیموں یا طبقات کے ساتھ کام کررہے ہیں ان سے متعلق اپنی صلاحیتوں اور علم میں مسلسل اضافہ کرتے رہیں۔مشورے اور نگرانی فراہم کرنے والے سوشل ورکرز کے لیے ضروری ہے کہ وہ واضح، مناسب اور ثقافتی طور پر حساس حدود کا تعین کریں۔وہ سوشل ورکر جن کے سپرد نگرانی کی جاتی ہے

انھیں چاہیے کہ وہ اپنے زیرِنگرانی افراد کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آئیں۔ سوشل ورک کے منتظمین کلائنٹ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اندرونی و بیرونی تمام طرح کی ایجنسیوں کی مدد لیتے ہیں۔ ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ملازمت دینے والے افراد اور تنظیموں سے کیے ہوئے کمٹ منٹ پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ وہ ملازمت دینے والی ایجنسی کی جانب سے فراہم کی جانے والی خدمات کی کارگزاری، اثر پزیری، طرزِعمل اور پالیسیوں میں مزید بہتری کے لیے کوشاں رہیں۔ انھیں اپنی پریکٹس سیٹنگ کے تئیں حساس اور مخلص رہنا چاہیے۔

پیشہ وران کی حیثیت سے اخلاقی ذمے داریاں

سوشل ورکرز کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنے اندر موجود صلاحیتوں کی بنیاد پر ہی کوئی ذمے داری اور ملازمت قبول کریں۔ وہ جب کوئی ذمے داری قبول کریں تو اس سے متعلقہ مطلوبہ اور ضروری صلاحیت و استعداد حاصل کریں۔ انھیں کوشش کرنی چاہیے کہ وہ پیشہ ورانہ کاموں اور پیشہ ورانہ افعال کی کارکردگی کو بنائے رکھنے کے لیے اپنی استعداد کا بھرپور استعمال کریں۔ انھیں چاہیے کہ سوشل ورک پیشے کی نئی اور تازہ معلومات اور پریکٹس کی باریکیوں پر گہری نظر رکھیں، پابندی کے ساتھ پیشہ ورانہ مواد کا جائزہ لیتے رہیں اور سوشل ورک سے متعلق مسلسل ہونے والی تعلیمی سرگرمیوں میں شرکت کرتے رہیں۔ وہ اپنے کام کی بنیاد کو مصدقہ معلومات بشمول تجرباتی معلومات (نیز وہ سوشل ورک پریکٹس اور اخلاقیات سے متعلق ہو) کے مطابق بنائیں۔ سوشل ورکرز کو کسی بھی قسم کی تفریق اور استحصال کا حصہ ہرگز نہیں بننا چاہیے۔

سوشل ورک پیشے کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں

پریکٹس کے اعلا معیارات کو فروغ دینے اور انھیں برقرار رکھنے کے لیے سوشل ورکرز کو مستقل کام کرنا چاہیے۔ وہ اس پیشے کی اقدار اور اخلاقیات پر عمل کرتے رہیں اور اس کے مشن کو آگے لے جانے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہیں۔ مناسب ہے کہ وہ مطالعے اور تحقیق، مفید مباحثے اور پیشے کی مثبت تنقید کے ذریعے اس پیشے کی سالمیت کو بچائے رکھیں نیز اس میں مزید اضافہ اور بہتری لائیں۔ اس پیشے کی علمی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے سوشل ورکرز کو چاہیے کہ وہ تحقیق اور تعین قدر کا اعلیٰ معیار قائم کریں۔

سماج کے تناظر میں اخلاقی ذمے داریاں

سوشل ورکرز کو چاہیے کہ وہ سماج کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لیے مقامی سطح سے عالمی سطح تک عوام اور ان کے ماحول میں ترقی کے لیے کام کریں۔ انھیں سماجی و سیاسی طور پر بھی فعال ہونا چاہیے اور اس بات کے لیے کوشش کرنی چاہیے کہ جن بنیادی انسانی ضروریات کو پورا کرنے اور انھیں مکمل طور پر ترقی کی سطح تک لانے کے لیے وسائل و ذرائع، روزگار، خدمات اور مواقع لوگوں کو درکار ہیں، انھیں استعمال کرنے کا سب کو برابر کا حق ہے جس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ انھیں اس بات سے چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں

سیاسی حلقے ان کے کاموں پر اثر انداز ہو کر حاوی نہ ہو جائیں۔اس لیے وہ عام انسانی ضرورتوں کی تکمیل اور سماجی انصاف کے فروغ کے لیے سیاسی حلقوں میں ہمیشہ پالیسیوں اور قانون سازی کے لیے وکالت کرتے رہیں۔

6.4: خلاصہ (Conclusion)

سوشل ورکرز متنوع ماحول میں کام کرتے ہیں جہاں اخلاقی فیصلہ سازی سوشل ورک کا ایک اہم عمل ہے۔مختلف ثقافتی صورت حال میں کلائنٹ سے ملاقات اور تجربات سوشل ورکرز کو اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور اخلاقی ذمے داریوں کی تکمیل میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔کئی عملی سیٹنگ میں سوشل ورکرز کو ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جہاں پیچیدہ اخلاقی مسائل کو حل کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی آسان راستہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس سلسلے میں مرکزی اقدار، اصول اور اخلاقیات، یہ سب مل کر اس کی قوت فیصلہ کی صلاحیت کو پروان چڑھاتے ہیں۔مزید برآں تمام اقدار، اصول اور اخلاقیات میں کوئی تدریجی درجہ بندی نہیں ہے بلکہ یہ تو اس وقت کی موجودہ صورت حال ہوتی ہے جو انھیں کچھ مخصوص اصولوں اور ذمے داریوں سے کام لینے پر آمادہ کرتی ہے۔

6.5: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. اخلاقیات سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
2. سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریوں کی فہرست سازی کریں۔

نمونہ جوابات

1. اخلاقیات کا تعلق ان چیزوں سے ہوتا ہے جنھیں ہم صحیح یا غلط سمجھتے ہیں جب کہ اقدار وہ واضح یا غیر واضح اعتقادات ہوتے ہیں جنھیں ہم مثالی اور آئیڈیل سمجھتے ہیں۔اخلاقیات وہ مہارت ہے جو کسی شخص کے عمل کی رہنمائی کرتی ہے۔یہی اخلاقیات اقدار کو عملی صورت میں پیش کرتی ہے لیکن سوشل ورک کی اخلاقیات ان عملی ترجیحات و توقعات سے وابستہ ہے جو سوشل ورک کی ذمے داریوں سے متعلق ہیں۔
2. نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز (2017) نے واضح انداز میں وہ اخلاقی معیارات بیان کیے ہیں جو تمام سوشل ورکرز کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں سے معنوی طور پر تعلق رکھتی ہیں۔یہ اخلاقی معیارات سوشل ورک پریکٹس کے حوالے سے سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریوں کا خاکہ مرتب کرتے ہیں مثلاً:
    1. کلائنٹ کے تئیں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں
    2. رفقا کے تئیں اخلاقی ذمے داریاں
    3. پریکٹس سیٹنگ میں سوشل ورکرز کی ذمے داریاں

4. پیشہ وران کی حیثیت سے سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں

5. سوشل ورک پیشے کے تئیں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں

6. سماج کے تئیں سوشل ورکرز کی اخلاقی ذمے داریاں

6.6:اہم اصطلاحات(Key Words)

اخلاقیات: اخلاقیات اقدار کو عملی صورت میں پیش کرتی ہے۔

ضابطۂ اخلاق: ضابطۂ اخلاق پیشہ ورانہ فرائض کا حصہ ہے جو مرکزی اقدار، اخلاقی مبادیات اور اخلاقی ذمے داریوں کی فہرست سازی اور تشریح کرتا ہے۔

6.7:حوالہ جات(References)

National Association of Professional Social Workers in India. (2015). *Code of Ethics for Professional Social Workers in India*. New Delhi: NAPSWI

National Association of Social Workers. (2017). *Code of Ethics of the National Association of Social Workers*. Revised. New USA: NASW. Retrieved from https://www.socialworkers.org/About/Ethics/Code-of-Ethics/Code-of-Ethics-English

Reamer, F.G. (2006). *Social Work Values and Ethics* (2nd ed. First Published in 1999). New York: Columbia University Press.

Shahid, M. (2017). *Paper-01: Social Work Profession: Philosophy and Concepts*. UGC-CEC (Consortium for Educational Communication): Stream (Social Social Science, Subject (Social Work B.A. Hons).Web link: http://cec.nic.in/E-Content/Pages/default.aspx

Shardlow, S. (1998).Values, ethics and social work. In R. Adams, L. Dominelli and M. Payne (Eds.). *Social Work: Themes, Issues and Critical Debates* (pp. 23-33). London: Macmillan.

Tata Institute of Social Sciences. (1994). *Field Work Manual for First Year Social Work*. Mumbai: TISS.

Thomas, G. (20105). *Code of Ethics for Social Workers*. New Delhi: Indira Gandhi National Open University.

باب 7

سماجی ومذہبی تحریکات

Socio-Religious Movements

سماجی و مذہبی تحریکات

7.1:تعارف(Introduction)

سوشل ورک کے ارتقا میں سماجی، سیاسی، معاشی، تاریخی اور ثقافتی محرکات کے ساتھ ساتھ مقامی اثرات بھی اس پیشے کی ترتیب وتشکیل میں نمایاں کردارادا کرتے ہیں۔لہٰذا متعلقہ سماج کی تاریخ وتمدن کی شد بداور سماجی پس منظر سے واقف ہونا ضروری ہے کیوں کہ سماجی بدلاؤ (جو کہ سوشل ورک کا بنیادی منشور ہے) کے نظریات کی فہم سوشل ورکر کے لیے لازمی ہے۔ یہ پیشہ بنیادی طور پر سماج کی فرسودہ روایات اور سماجی ناانصافیوں کی مخالفت کرتا ہے اور ترقی پسند اقداراور سماجی انصاف کو فروغ دیتا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ بھی کئی صدیوں پر محیط ہے جہاں ترقی پسند روایات کے ساتھ ساتھ ایسی بہت ساری رسوم ورواج اور عادت واطوار کا چلن رہا ہے جن کے تئیں سماجی مصلحین اور سماج کے باخبر افراد نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔اس باب میں آپ ان سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات اور افراد کے بارے میں پڑھیں گے جنھوں نے ہندوستانی سماج کی فرسودہ روایات اور عدمِ رواداری کی مخالفت کی۔

7.2:مقاصد(Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

1. ہندوستان میں سماجی بدلاؤ کی تاریخ سے واقف ہوسکیں۔
2. ہندوستانی تاریخ میں واقع ہونے والی سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات کے بارے میں جان سکیں۔

7.3:سوشل ورک اور سماجی و مذہبی تحریکات

(Social Work and Socio-Religious Movements)

سوشل ورک کے طالب علم کو سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکوں کا مطالعہ اس لیے کرنا چاہیے کیوں کہ ان تحریکات کا مرکز سماج تھا جن کی وجہ سے سماج میں ایک بڑی تبدیلی بھی آئی۔ہم اپنے سماج اور سماجی تانے بانے سے مکمل طور پر واقف نہیں ہیں۔اس لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ ان تحریکوں نے ایسی رسم ورواج کو چیلنج کیا ہے جو سماج کے چند مخصوص طبقات کے لیے نقصان دہ ہیں، کیوں کہ بعض اوقات سماج میں بہت ساری غلط روایتیں مروج ہوتی ہیں۔لہٰذا مذہب، ذات برادری، اور علاقے کے اعتبار سے ایسی بہت ساری امتیازی روایات رہی ہیں جن کو اصلاحی تحریکوں نے نشان زد کیا۔بحیثیت طالب علم ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سماج کے ایسے کون سے عقائد تھے اور کون سی روایات تھیں جن کی بنا ظلم پر تھی، جن کو سماجی مصلحین نے چیلنج کیا اور ایک پائیدار سماجی بدلاؤ کی وکالت کی۔سماجی بدلاؤ اور بدلاؤ کے نظریات کی آگہی ماضی کے حوالے سے اس لیے حاصل کررہے ہیں تاکہ ہم سماجی بدلاؤ کے مراحل کو سمجھ سکیں اور یہ بھی معلوم کرسکیں کہ ان تحریکوں کی وجہ سے بدلاؤ کس قدر پائیداری کے ساتھ برقرار رہتا ہے۔سماجی بدلاؤ کی نوعیت ارتقائی بھی ہے، اور

مثبت و منفی بھی۔ جب اس بدلاؤ کے مرحلے میں نظم ہوتا ہے تو وہ تحریک کہلاتی ہے۔ کئی بار تحریکیں بہت ہی مثبت انداز اور طریقے سے شروع تو ہوتی ہیں مگر آگے چل کر منفی ہو جاتی ہیں۔

سوشل ورک کا دائرہ کار عالمی ہے مگر اس کی پریکٹس مقامی ہے کیوں کہ ہر سماج کی اپنی ایک مخصوص نوعیت اور اس کا نظام ہے، اس لیے ہر مسئلے کو اس کے سماجی پس منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں ذات پات کا نظام ایک خصوصی اہمیت کا حامل ہے جو ہندوستانی سماجی نظام میں ایک ادارے کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اس باب میں ہم یہ بھی پڑھیں گے کہ جہاں اس نظام کی وجہ سے چند طبقات کو مراعات حاصل ہوتی ہیں تو وہیں کچھ طبقات کے لیے یہ بے وجہ مہلک بھی ثابت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ سماجی و مذہبی تحریکوں کے مطالعے سے ہمیں سوشل ورک پریکٹس میں مدد تو ملے گی مگر یہ تحریکیں سوشل ورک کا متبادل نہیں ہیں۔

ہندوستان میں سوشل ورک کی تعلیم و تربیت کے نصاب کو تیار کرنے میں جہاں دیگر مضامین سے فائدہ اٹھایا گیا ہے، وہیں مقامی اور سماجی و مذہبی تحریکات کی طویل تاریخ کو بھی داخل نصاب کیا گیا ہے۔ لہٰذا سماجی بدلاؤ کے نظریات کی بہتر سمجھ کے لیے سوشل ورک کے طلبا کو سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات سے روشناس ہونا ضروری ہے (باکس 7.1)۔ ہندوستانی تاریخ میں سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکوں نے آگے چل کر سوشل ورک پیشے کی بنیاد کو مزید تقویت بخشی اور سوشل ورک پیشہ وران کے فہم میں یہ بات آئی کہ سماج میں جب بھی کسی بے جا رسم و رواج اور ناروا سلوک کو چیلنج کیا جاتا ہے تو سماج کس انداز میں ردعمل کرتا ہے! سوشل ورک کے طالب علم کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ان تحریکوں کی بدولت ہندوستانی سماج کے بنیادی ڈھانچے میں بہت ساری تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

باکس 7.1: سماجی بدلاؤ اور مقامی علوم (Social Change and Indigenous Knowledge)

> ''سوشل ورک عمل پر منحصر پیشہ اور ایک ایسا اکیڈمک ڈسپلن ہے جو سماجی بدلاؤ اور ترقی، سماجی ہم آہنگی اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کو فروغ دیتا ہے۔ سماجی انصاف، انسانی حقوق، اجتماعی ذمے داری اور تنوع کے احترام کے اصول اس ڈسپلن کے مرکزی موضوعات ہیں۔ سوشل ورک، سماجی علوم، ہیومنٹیز اور مقامی علوم کے نظریات سے لیس یہ پیشہ لوگوں کے عوامی مسائل کو دور کرنے اور آسودگی کو یقینی بنانے کے لیے عوام اور ان کے ساختیاتی مسائل میں مداخلت کرتا ہے۔'' (آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو، 2014)

7.4: سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات (Socio-Religious Reform Movements)

مورخین نے ہندوستان میں واقع ہوئی تحریکوں کو ثقافتی ری جنریشن کے نام سے موسوم کیا ہے جنھیں تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے:

- ☆ چھٹی صدی قبل مسیح۔ ثقافتی رسومات کے خلاف تحریکات
- ☆ سولہویں صدی عیسوی۔ بھکتی اور صوفی تحریکات
- ☆ انیسویں صدی عیسوی۔ سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات

ہم ابتدائی دو ادوار سے صرف نظر کرتے ہوئے آخری دور یعنی انیسویں صدی کی سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکوں پر گفتگو کریں گے۔

انگریزوں کی آمد سے قبل ہندوستان میں تعلیم کا ایک خاص نظام تھا۔ عیسائی مشنریوں نے ہندوستان کے تعلیمی نظام کو متاثر کیا جنھوں نے اپنے قائم کردہ اسکولوں میں انگریزی تعلیم فراہم کرنے کے لیے ہر طبقے کے لوگوں کو داخلے کی اجازت دی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان مشنریوں نے مذہب کو ایک نئے نقطہ نظر سے دیکھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ دلائی۔ انھوں نے دواخانے اور یتیم خانے بھی شروع کیے اور ناخواندگی، بیماری اور غربت کو دور کرنے کے لیے کام کیا اور خاص طور پر دلتوں، قبائلیوں اور پسماندہ طبقات کے بیچ ان کاموں کو انجام دیا۔ انھوں نے سماج کی بہت ساری روایات جیسے ذات پات کا نظام، چھوا چھوت، کم عمری کی شادی، کثرت ازدواج، بیواؤں کی دوبارہ شادی پر پابندی اور ستی (شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کو اس کی چتا پر زندہ جلنے کی رسم) وغیرہ پر تنقید کی (دیسائی، 2002)۔ حالانکہ اس طرح کی نکتہ چینی کے پس پشت ان مشنریوں کی اپنے مذہب کو ترقی پسند ثابت کرنے کی ایک کوشش تھی۔ اس نئے تعلیمی نصاب نے جدید افکار اور لبرل خیالات (آزادی، مساوات، اخوت، انصاف) کے تصورات سے ہندوستانی اشرافیہ اور بارسوخ طبقے کو روشناس کرایا جس کے نتیجے میں ہندوستانی تعلیم یافتہ افراد اور انگریزوں نے سماج کی بہت ساری روایات اور طور طریقوں پر سوالات اٹھانا شروع کیا۔ جب بہت سارے دانشوروں نے نئی انگریزی تہذیب اور تمدن سے ہندوستانی سماج کا تقابلی مطالعہ کیا تو انھیں محسوس ہوا کہ ہندو سماج کی ایسی متعدد روایات ہیں جو سماج کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہی ہیں۔ مدراس، بمبئی اور کلکتہ پریسڈنسی میں انگریزوں کا غلبہ تھا جنھوں نے ہندوستانی سماج پر شدید اعتراضات کیے۔ ہندوستانیوں کے ایک طبقے نے دونوں تہذیبوں یعنی مشرق و مغرب کا مطالعہ کیا اور بہت ساری نئی اقدار کو اپنایا جس کے زیر اثر ترقی پسند تحریکیں رونما ہوئیں۔ وہیں ایک دوسرے طبقے کی دلیل تھی کہ سماج کی ظالمانہ روایتیں دراصل سماج کی پروردہ ہیں اس لیے مذہب کو ختم کرنے یا اس پر اعتراض کرنے کے بجائے اپنی مذہبی کتابوں کی طرف واپس جانے کی ضرورت ہے۔ اس رجحان کو اصلاحی تحریک اور احیائی تحریک کہا جاتا ہے۔ ترقی پسند طبقہ جدید تعلیم، جدید اقدار اور انسانیت پسندی سے متاثر تھا۔ دوسرے طبقے نے اس بات پر زور دیا کہ سماج میں ظلم، تفرقے اور غلط روایات کو مذہبی تصدیق حاصل نہیں ہے لہٰذا مذہب کا سہارا لے کر سماجی برائیوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں میں مذکورہ بالا دونوں طرح کی تحریکیں شروع ہوئیں (باکس 7.2)۔ آگے چل کر دلت تحریک، قبائلی تحریک اور خواتین کی تحریکوں نے سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکوں کو ایک نیا رخ دیا۔ مثلاً جیوتی با پھولے نے 'غلام گیری' لکھی جس کا مقدمہ انھوں نے انگریزی میں لکھا تاکہ انگریزی حکومت بھی جان سکے کہ کس طرح ہندوستانی سماج میں ایک خاص طبقے پر مظالم ہو رہے ہیں، اسی تحریک کو بی آر امبیڈکر نے آگے بڑھایا۔ آیئے اب چند تحریکوں اور ایسے افراد پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے سماجی و مذہبی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا۔

باکس 7.2: اصلاحی اور احیائی تحریکات (Reformist and Revivalist Movements)

اصلاحی تحریکات	احیائی تحریکات
ینگ بنگال تحریک	آریہ سماج

برہمو سماج	رام کرشن مشن
پرارتھنا سماج	تھیوسوفیکل سوسائٹی
علی گڑھ تحریک	فرائضی تحریک
ستیہ شودھک سماج	دیوبند تحریک

ینگ بنگال تحریک (Young Bengal Movement)

ہنری لوئی ویوین ڈیروزیو کلکتہ کے ہندو کالج میں پڑھاتے تھے۔انھوں نے جدید تعلیمی خیالات کی ترویج کی۔ڈیروزیو نے اپنے انقلابی خیالات کو درس وتدریس کے ذریعے پھیلایا۔انھوں نے ایک تنظیم کی تشکیل کی جس کا مقصد فلسفہ، ادب، تاریخ اور سائنس کے موضوعات پر بحث ومباحثہ کرنا تھا۔انھوں نے اپنے حامیوں اور شاگردوں کو ہر مسلمہ اصول وکلیے پر سوال کرنے کی ترغیب دی۔ ڈیروزیو اوران کے حامیان ڈیریزین اور ینگ بنگال کے نام سے جانے جاتے تھے۔وہ 1789 کے فرانسیسی انقلاب کے تصور اور انگلینڈ کے لبرل خیالات کو کافی پسند کرتے تھے۔ڈیروزیو نے 22 سال کی عمر میں ہیضے کے سبب وفات پائی۔ڈیروزیو کی ناگہانی موت کے بعد بھی ینگ بنگال تحریک نے اپنا مشن جاری رکھا۔اپنے لیڈر کی عدم موجودگی کے باوجود اس تحریک کے ممبران نے صحافت اور درس و تدریس کے ذریعے اپنے انقلابی خیالات کو فروغ دیا۔

برہمو سماج (Brahmo Samaj)

انیسویں صدی کے بنگال میں راجا رام موہن رائے شاید پہلے شخص تھے جنھوں نے مدلل انداز میں ہندو سماج کو انگریزی تہذیب وثقافت کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی۔ ہندو مذہب پر عیسائی مشنریوں کے اعتراضات اور تنقیدوں پر انھوں نے علمی بحث و مباحثے کیے۔ساتھ ہی ساتھ انھوں نے ہندو سماج میں پھیلی بدعقیدگی اور غیر ضروری رسم ورواج کی زبردست مخالفت کی۔رام موہن رائے نے ہندومت کی مذہبی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے بہت ساری سماجی روایات پر چوٹ کی۔رام موہن رائے کی طرح دوسرے اور بھی دانشور تھے جو مغرب کے لبرل اور آزاد افکار کے زیر اثر تھے۔ان کے مطابق سماجی مسائل کی جڑیں مذہب کے اندر ہیں۔انھوں نے انگریزی تعلیم کی وکالت کی اور وہ انگریزی علم وفلسفے کی عظمت کے قائل تھے۔ ہندوؤں میں بت پرستی اور ذات پات کے نظام کی مخالفت کرنے والے راجا رام موہن رائے نے اپنے افکار کی ترویج کے لیے بہت سارے علمی کام بھی کیے۔انھوں نے 'تحفۃ الموحدین' اور 'پریسیپٹس آف جیسس' نامی کتابیں لکھیں جن میں انھوں نے مختلف مذاہب جیسے اسلام اور عیسائیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ایک خدا کی عبادت و پرستش (وحدانیت) کرنی چاہیے۔1828 میں انھوں نے بنگال میں برہمو سماج کی بنیاد رکھی،جس کا مقصد عورتوں کی نجات اور ذات پات کے نظام کا خاتمہ تھا۔انھوں نے ستی کے نظام کے خلاف زبردست احتجاج کیا اور ان کی ذاتی کوششوں کی بدولت 1829 میں ستی پر ولیم بینٹک نے قانونی طور پر پابندی لگادی۔

بنگال کے ایک اور بڑے سماجی مصلح ایشور چندر ودیا ساگر (1891-1820) تھے۔ وہ ایک سنجیدہ مفکر تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگی خواتین کی نجات دہندگی کے لیے صرف کر دی۔ یہ انھی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ بیواؤں کی شادی کو 1856 میں ایک قانون کے ذریعے جائز ٹھہرایا گیا۔ انھوں نے بچیوں کی تعلیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا اور ان کے لیے کئی سارے اسکول شروع کیے اور دوسرے افراد کو بھی اسکول کھولنے میں مدد کی۔ ودیا ساگر نے مذہب سے متعلق سوالوں سے خود کو دور رکھا حالانکہ وہ مذہبی اصلاحات کی مخالفت کرنے والے لوگوں کے خلاف تھے۔

پرارتھنا سماج (Prarthana Samaj)

ڈاکٹر آتما رام پانڈورنگ نے 1876 میں بمبئی میں پرارتھنا سماج کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد عقل پر مبنی عبادات اور سماجی اصلاح تھا۔ اس سماج سے متعلق دو اہم شخصیات آر سی بھنڈارکر اور جسٹس مہادیو گووند رانا ڈے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے سماجی اصلاح سے متعلق بہت ساری کوششیں کیں جن میں مختلف ذات پات کے لوگوں کے درمیان کھانا پینا، دو مختلف ذاتوں کے بیچ شادیاں، بیواؤں کی شادی، خواتین اور مظلوم طبقات کے لیے کام کرنا شامل ہے۔ مہا گووند رانا ڈے (1901-1842) نے اپنی ساری زندگی پرارتھنا سماج کے لیے وقف کر دی۔ انھوں نے بیواؤں کی شادی کے لیے ایک تنظیم قائم کی۔ وہ دکن ایجوکیشن سوسائٹی کے بانی تھے اور انھوں نے پونا سار وجنک سبھا بھی قائم کی تھی۔

رانا ڈے کا یقین تھا کہ مذہبی اصلاح کو سماجی اصلاح سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ اگر مذہبی خیالات میں وسعت نظری نہیں ہوگی تو سماجی، معاشی اور سیاسی میدانوں میں بھی کامیابی ملنا مشکل ہے۔ مغربی ہندوستان میں رانا ڈے سماجی اصلاح اور ثقافتی نشاۃ ثانیہ کے رہنما تھے۔ اگرچہ پرارتھنا سماج، برہمو سماج کے خیالات سے متاثر تھی مگر اس نے بت پرستی اور ذات پات کے نظام کو خارج کرنے پر کم زور دیا۔ پرارتھنا سماج نے نہ تو ویدوں کو حرف آخر تسلیم کیا اور نہ ہی انسانی روح کی منتقلی اور خدا کے اوتار نیشن میں یقین کیا۔ پرارتھنا سماج بنیادی طور پر خدا کی وحدانیت کے مثبت عقیدے میں یقین رکھتا تھا۔

آریہ سماج (Arya Samaj)

شمالی ہندوستان میں سب سے زیادہ موثر سماجی اور مذہبی تحریک سوامی دیانند سرسوتی (1883-1824) نے شروع کی۔ ان کا یقین تھا کہ خدا نے انسانوں کو ہر طرح کے علم سے نوازا ہے اس لیے جدید سائنس کے مبادیات ویدوں میں تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ انھوں نے ''ویدوں کی طرف واپس پلٹو'' کا نعرہ دیا۔ وہ بت پرستی، رسومات اور پجاری پن کے خلاف تھے اور مروجہ ذات پات کے نظام اور برہمنوں کے پھیلائے ہوئے ہندومت کا کھل کر احتجاج کیا۔ انھوں نے مغربی سائنس کی طرفداری بھی کی اور اپنے خیالات کی ترویج ملک بھر میں کرتے رہے۔ دیانند سرسوتی نے 1875 میں آریہ سماج کی بنیاد ڈالی جس کا بنیادی مقصد ذات پات کے نظام کا خاتمہ، ویدوں پر برہمنوں کی اجارہ داری کی مخالفت اور عورتوں کو غیر ضروری سماجی بندشوں سے چھٹکارا دلانا تھا۔ ان کی سب سے اہم

کتاب 'ستیارتھ پرکاش' ہے، اپنی تحریروں میں آسان ہندی کے استعمال نے انھیں شمالی ہندوستان میں مقبولیت بخشی۔ آریہ سماج کے حامیوں نے بچوں کی شادی کی مخالفت کی اور بیواؤں کی شادی پر زور دیا۔ اس تنظیم نے پنجاب، اتر پردیش، راجستھان اور گجرات میں بہت تیزی سے زور پکڑا۔ تعلیم کو فروغ دینے کے لیے شمالی ہندوستان میں اسکولوں اور کالجوں کا ایک پورا نیٹ ورک قائم کیا گیا۔ لاہور کے دیانند اینگلو۔ ویدک اسکول نے اس طرح کے اداروں کے لیے ایک طرز قائم کر دیا جس نے بعد میں پنجاب کے ایک بہترین کالج کی شکل اختیار کی۔ اس میں جدید طرز پر ہندی اور انگریزی کے ذریعے تعلیم دی جاتی تھی۔ 1902 میں سوامی شردھانند نے ہری دوار کے قریب گروکل کی شروعات کی جس کا مقصد تعلیم کے روایتی خیالات کو پھیلانا تھا۔ یہ قدیم آشرم کے طرز پر قائم کیے گئے تھے۔ آریہ سماج نے ہندوستانی لوگوں کے درمیان عزت نفس اور خود اعتمادی لانے کی کوشش کی جس نے قومیت کے جذبے کو بھی فروغ دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آریہ سماج کا مقصد تھا کہ ہندوؤں کو تبدیلی مذہب سے بچایا جائے۔ اسی طرح انھوں نے ایسے لوگوں کے شدھی کرن یا پاک کرنے کی بھی کوشش کی جنھوں نے اسلام اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ان کے 'شدھی سنگٹھن' نامی جارحانہ کوششوں کی وجہ سے شمالی ہند میں تشدد بڑھا اور فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔

رام کرشن مشن (Ramkrishna Mission)

رام کرشن پرم ہنس (1836-1886) رام کرشن کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ان کی تعلیم بنیادی سطح سے زیادہ نہیں تھی اور نہ ہی انھوں نے فلسفے اور شاستروں میں رسمی تعلیم حاصل کی تھی۔ ان کا ماننا تھا کہ خدا کی معرفت کے لیے بہت سارے راستے ہیں اور خدمت خلق ہی دراصل خدا کی خدمت ہے کیوں کہ انسان خدا کا ہی ایک روپ ہے۔ اس لیے ان کی تبلیغ میں مسلکی تفریق کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ انھوں نے انسانیت میں خدا کو محسوس کیا اور انسانوں کی خدمت کو اپنی نجات کا ذریعہ تسلیم کیا۔ نریندر ناتھ دتہ (1863-1902) جنھیں بعد میں سوامی وویکانند کے نام سے جانا گیا، اپنے استاد رام کرشن کے شاگرد تھے جنھوں نے رام کرشن پرم ہنس کے پیغام کو پوری دنیا میں عام کیا اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ میں پھیلایا۔ ہندوستان کی روحانی وراثت پر فخر کرنے کے ساتھ وویکانند اس بات میں بھی یقین رکھتے تھے کہ دوسری قوموں سے دور رہ کر کوئی بھی فرد یا قوم ترقی نہیں کر سکتی ہے۔ انھوں نے ذات پات کے نظام، بے جا رسومات، صدیوں پرانی بدعقیدگی کی تردید کی اور آزادی، وسعت نظری اور مساوات کی وکالت کی۔ انھوں نے اپنے استاد کے اس فلسفے کو آگے بڑھایا کہ تمام مذاہب میں وحدانیت ہے۔ ویدانت فلسفے کو سب سے زیادہ عقلی مانتے ہوئے انھوں نے اسے فروغ دیا۔ وویکانند کا سماجی فلسفہ یہ تھا کہ عوام کو بیدار کیا جائے اور ان کا یقین تھا کہ غریبوں اور مظلوموں کی خدمت ہی سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس طرح کی خدمت کو منظّم کرنے کے لیے انھوں نے 1897 میں رام کرشن مشن قائم کیا۔ اس تنظیم نے قومی آفات جیسے قحط، سیلاب یا وبا کے زمانے میں سماجی خدمات فراہم کیں اور اس کے تحت بہت سارے اسکول، اسپتال اور یتیم خانے چلائے جاتے ہیں۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی(Theosophical Society)

تھیوسوفیکل سوسائٹی نے جدید ہندوستان میں مذہب، سماج اور ثقافت کی تاریخ میں اہم رول ادا کیا ہے۔ جسے 1875 میں ایک روسی روحانیت پرست مادام ایچ، پی بالوا (ٹ) سکی اور امریکہ کے کولونیل ایچ، ایس اولکوٹ نے امریکہ میں قائم کیا۔ اس کا مقصد قدیم ہندوستانی مذاہب، فلسفوں اور سائنس کے مطالعات کو فروغ دینا، انسان میں مخفی فطری قوت کو پروان چڑھانا اور انسان کی عالمی اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دینا تھا۔ ہندوستان میں اس سوسائٹی کو 1879 میں متعارف کیا گیا اور 1886 میں مدراس کے قریب ادیار میں اس کا ہیڈکوارٹر بنایا گیا۔ 1893 میں اینی بیسنٹ کے زیر اثر اس سوسائٹی کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی جنھوں نے ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں بھی ایک نمایاں رول ادا کیا۔ اینی بیسنٹ اور ان کے ساتھیوں نے ہندو مت، پارسی مذہب اور بدھ مت جیسے قدیم مذاہب کو زندہ کرنے اور تقویت بخشنے کی وکالت کی۔ انھوں نے روح کی منتقلی کے فلسفے کو تسلیم کیا۔ بسنٹ نے انسانوں کی عالمگیر اخوت کی تبلیغ کی اور تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کو اپنے ملک پر فخر کرنے کی ترغیب دی۔ اینی بیسنٹ کی تحریک کو مغربی افراد کی حمایت حاصل تھی جنھوں نے ہندوستان کی مذہبی اور فلسفیانہ روایتوں کی ستائش کی۔ درحقیقت تعلیمی میدان میں اینی بیسنٹ کی خدمات زیادہ ہیں۔ انھوں نے بنارس میں سنٹرل ہندو کالج کی بنیاد رکھی آگے چل کر جس کی باگ ڈور انھوں نے پنڈت مدن موہن مالویہ کو سونپ دی جو بعد میں بنارس ہندو یونیورسٹی میں تبدیل ہوئی۔ اگرچہ تھیوسوفیکل سوسائٹی عوامی مقبولیت نہ حاصل کرسکی مگر ہندوستانیوں کے اندر شعور پیدا کرنے میں اینی بیسنٹ کی کوشش یقیناً اہم ہے۔

ادیار (چنئی) میں تھیوسوفیکل سوسائٹی کا ہیڈکوارٹر تھا جس کی لائبریری میں سنسکرت اور قدیم مذہبی کتابوں کے نایاب نسخے دستیاب تھے۔ انھوں نے چھوا چھوت کے خلاف مزاحمت کی اور عورتوں کی بیداری پر زور دیا۔ انھوں نے اپنی زندگی ہندوستانیوں کے لیے وقف کردی تھی۔ انھوں نے ہندوستانیوں کے لیے ہوم رول لیگ کے لیے ہمیشہ حمایت کی اور بالآخر 1916 میں ہوم رول لیگ قائم کی۔ تھیوسوفیکل سوسائٹی کی کئی شاخیں ملک بھر کے مختلف علاقوں میں کھولی گئیں اور اس کا جرنل 'تھیوسوفسٹ' بڑے پیمانے پر پڑھا جاتا تھا۔ خاص طور پر جنوبی ہندوستان میں اس سوسائٹی نے مذہبی اصلاحات کے لیے راہیں ہموار کیں۔

ستیہ شودھک سماج(Satya Shodhak Samaj)

مغربی ہندوستان کے جیوتی راؤ گووندراؤ کو جیوتبا پھولے کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ انھوں نے خواتین کو سماج میں برابری کا مقام دلانے کی سمت میں کوشش کی۔ 1857 میں جیوتبا اور ان کی اہلیہ نے پونا میں بچیوں کا ایک اسکول قائم کیا۔ جیوتبا بیواؤں کی شادی کے علمبردار تھے۔ انھوں نے مہاراشٹرا میں برہمنی غلبے کو چیلنج کیا اور عوام میں بیداری لاکر انھیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ انھوں نے مہاراشٹرا کے دیہی مسائل کو سمجھا اور دیہی ترقی کے لیے بھی کام کیا۔ مظلوموں کے درمیان شدت سے کام کرنے کی وجہ سے جیوتبا کو 'مہاتما' کا خطاب دیا گیا۔ انھوں نے ویدوں کی اجارہ داری کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور سارو جنک ستیہ دھرم نام سے ایک متبادل مذہبی

نقطہ نظر پیش کیا۔ 1875 میں انھوں نے ستیہ شودھک سماج کی بنیاد رکھی جس نے غیر برہمن طبقے اور شودروں کو متحد کیا تا کہ وہ اپنے اندر منطقی سوچ کو پروان چڑھائیں، اپنی رسومات کی ادائیگی کے لیے برہمنوں کا سہارا نہ لیں اور اپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کریں (آمویڈت، 1996)۔ یہی وہ کوششیں تھیں جن سے بیسویں صدی میں دلت تحریک کو مزید تقویت ملی۔ مہاراشٹرا کے ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے منظم انداز میں دلت تحریک کو آگے بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

ویدسماج (Ved Samaj)

ذات پات کی تفریق کو ختم کرنے، بیواؤں کی شادی اور تعلیم نسواں کی وکالت کے لیے 1869 میں مدراس میں ویدسماج کی بنیاد رکھی گئی۔ جس نے بدعقیدگی اور دقیانوسی ہندو رسومات کی تردید کی اور ایک خدا کی تبلیغ کی۔ سردھرالونائیڈو ویدسماج کے ایک مقبول رہنما تھے جنھوں نے ویدوں کے کئی حصوں کا تامل اور تیلگو زبانوں میں ترجمہ کیا۔

شری نارائن دھرم پری پالن یوگم (Sree Narayana Dharma Paripalana Yogam)

ہندوستانی سماج کے مظلوم اور پسماندہ طبقات کی نجات کے لیے شری نارائن گرو (1928-1854) نے کیرالا میں ایک اہم تحریک شروع کی۔ سماجی اصلاح کو جاری رکھنے کے لیے 1903 میں انھوں نے شری نارائن دھرم پری پالن یوگم (ایس این ڈی پی) قائم کیا۔ انھوں نے ذات کی بنیاد پر تفریق کو بے بنیاد قرار دیا اور تمام لوگوں کے لیے ''ایک ذات، ایک مذہب، ایک خدا'' کی وکالت کی۔

مسلمانوں میں اصلاحی تحریکات (Reform Movements among Muslims)

مسلمانوں میں بھی ایک اصلاحی مزاج نے جنم لیا جس کا بڑا مرکز شمالی اور مشرقی ہندوستان تھا۔ حالانکہ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقے نے مغربی تعلیم سے دور رہے۔ 1857 کی بغاوت کے بعد مسلمانوں میں جدید تعلیم اور خیالات نے جگہ بنانا شروع کیا۔ کلکتہ کے نواب عبداللطیف (93-1828) نے 1863 میں محمڈن لٹریری سوسائٹی قائم کی جس نے جدید خیالات کے زیر اثر مذہبی، سماجی اور سیاسی امور پر تنقیدی سوالات کیے اور اعلیٰ اور درمیانی طبقے کے مسلمانوں کو مغربی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اس سوسائٹی نے مسلم اتحاد کے لیے اہم کردار نبھایا۔ دہلی کے شاہ ولی اللہ نے دقیانوسی مذہبی رسم ورواج کی مخالفت کی۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں لکھنؤ کے فرنگی محل کے فلسفیانہ خیالات کو نئے تعلیمی نظام میں جگہ دی گئی۔ بنگال کی فرائضی تحریک نے مسلمانوں کے درمیان ذات پات کے نظام کو اجاگر کیا۔

سرسید احمد خان انیسویں صدی کے سب سے اہم مسلم مصلح ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کو نشان زد کرتے ہوئے انھیں جدید تعلیم کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے جدید خیالات اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی پر زور دیا اور قرآن کی تفسیر عقلیت اور سائنسی رجحان کے تحت کی۔ انھوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ تنقیدی اپروچ اور آزادی فکر کو اپنائیں اور اپنے اندر رواداری کے جذبے کو پروان چڑھائیں۔ سرسید احمد خان نے مسلم سماج کو دقیانوسیت اور تنگ نظری کے نتائج سے آگاہ کیا۔

انھوں نے برطانوی حکمرانوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت بھرے احساس کو کم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ 'دی لائل محمڈنز آف انڈیا' نامی کتاب انھوں نے اسی غرض سے لکھی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کی مذہبی اور سماجی زندگی جدید سائنسی نظریات اور خیالات اور ثقافت کی مدد سے بہتر ہوسکتی ہے۔ اس لیے جدید تعلیم کا فروغ ان کے لیے سب سے بڑا اور پہلا کام تھا۔ اپنی سرکاری ملازمت کے دوران انھوں نے بہت سارے اسکول قائم کیے، غازی پور میں سائنٹفک سوسائٹی کا قیام ان کا اہم کام تھا جس کے تحت بہت ساری مغربی کتابوں کے اردو تراجم منظر عام پر آئے۔ علی گڑھ میں انھوں نے 1875 میں محمڈن اینگلو اورینٹل کالج قائم کیا جس کا بنیادی مقصد مغربی سائنس اور ثقافت کی ترویج تھی۔ 1920 میں یہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تبدیل ہوا۔ سرسید احمد خان کے ذریعے شروع کی جانے والی یہ تحریک علی گڑھ تحریک کے نام سے منسوب ہوئی جسے بعد میں ان کے ساتھیوں نے جاری رکھا۔

باکس 7.3: کیا آپ جانتے ہیں؟ (Do You Know?)

- ☆ راجا رام موہن رائے نے 1814 میں 'آتمیہ سبھا' قائم کی۔ انھوں نے 1822 میں فارسی زبان میں ایک روزنامہ 'مرآۃ الاخبار' جاری کیا۔
- ☆ ستی کی روایت کو ختم کرنے اور اس مسئلے پر عوام کی توجہ مبذول کرنے کے لیے راجا رام موہن رائے نے بہت سارے پمفلیٹ شائع کیے۔ 1829 میں گورنر جنرل لارڈ ولیم بینٹک نے ستی کو غیر قانونی قرار دیا۔
- ☆ لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے ایشور چندر ودیا ساگر نے بھی بیواؤں کی دوبارہ شادی کی وکالت کے لیے اسی طریقے کو اپنایا۔ 1856 میں بیواؤں کی دوبارہ شادی کو قانونی درجہ ملا۔
- ☆ راجا رام موہن رائے کے بعد ربیندر ناتھ ٹیگور اور کیشب چندر سین نے برھمو سماج کی باگ ڈور سنبھالی۔
- ☆ پنڈتا رما بائی نے عورتوں کے حقوق کے لیے کافی جدوجہد کی۔ انھوں نے 1881 میں 'آریہ مہیلا سماج' کی بنیاد رکھی۔
- ☆ سرسید احمد خان نے مسلمانوں کی سماجی و معاشرتی اصلاح کے لیے 1870 میں رسالہ 'تہذیب الاخلاق' جاری کیا۔

7.5: خلاصہ (Conclusion)

سوشل ورک کے طلبا کو اپنی پریکٹس کو کامیاب بنانے کے لیے مقامی پس منظر سے واقفیت لازمی ہے۔ سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات کا مطالعہ سوشل ورکرز کے لیے کسی خاص سماجی اور ثقافتی پس منظر کو سمجھنے اور کام کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ہندوستانی سماج میں ذات، جنس، مذہب، عقیدے کی بنیاد پر بے شمار فرسودہ اور ظالمانہ رسم و رواج کی ایک طویل تاریخ رہی ہے جس کے ردِعمل میں بہت ساری تحریکوں نے جنم لیا مثلاً برھمو سماج، آریہ سماج، علی گڑھ تحریک، ستیہ شودھک سماج، وید سماج وغیرہ۔ سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات کے مثبت اور منفی اثرات ہونے کے امکانات ہیں اس لیے سوشل ورک کے طلبا کو ان عناصر کی نشاندہی کرنا ضروری ہے جس سے وہ متعلقہ سماج کو سمجھ سکیں اور بدلاؤ کے فلسفے کو سمجھ پائیں۔ ان تحریکات کی فہم سے سوشل ورک پیشہ وران کی طرزِ فکر اور طرزِ عمل دونوں

میں اضافہ ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی پریکٹس کو تفریق اور بالادستی مخالف بنا سکتے ہیں۔

7.6: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. سوشل ورک اور سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکوں کے درمیان ربط کی وضاحت کریں۔
2. راجا رام موہن رائے پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

نمونہ جوابات

1. سوشل ورک کے طالب علم کو سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکوں کا مطالعہ اس لیے کرنا چاہیے کیوں کہ ان تحریکات کا مرکز سماج تھا جن کی وجہ سے سماج میں ایک بڑی تبدیلی بھی آئی۔ ہم اپنے سماج اور سماجی تانے بانے سے مکمل طور پر واقف نہیں ہیں۔ اس لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ ان تحریکوں نے ایسی رسم و رواج کو چیلنج کیا ہے جو سماج کے چند مخصوص طبقات کے لیے نقصان دہ ہیں، کیوں کہ بعض اوقات سماج میں بہت ساری غلط روایتیں مروج ہوتی ہیں۔ لہٰذا مذہب، ذات برادری، اور علاقے کے اعتبار سے ایسی بہت ساری امتیازی روایات رہی ہیں جن کو اصلاحی تحریکوں نے نشان زد کیا۔ بحیثیت طالب علم ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سماج کے ایسے کون سے عقائد تھے اور کون سی روایات تھیں جن کی بنا ظلم پر تھی، جن کو سماجی مصلحین نے چیلنج کیا اور ایک پائیدار سماجی بدلاؤ کی وکالت کی۔ سماجی بدلاؤ اور بدلاؤ کے نظریات کی آگہی ہم ماضی کے حوالے سے اس لیے حاصل کر رہے ہیں تاکہ ہم سماجی بدلاؤ کے مراحل کو سمجھ سکیں اور یہ بھی معلوم کر سکیں کہ ان تحریکوں کی وجہ سے بدلاؤ کس قدر پائیداری کے ساتھ برقرار رہتا ہے۔
2. انیسویں صدی کے بنگال میں راجا رام موہن رائے شاید پہلے شخص تھے جنھوں نے مدلل انداز میں ہندو سماج کو انگریزی تہذیب وثقافت کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی۔ ہندو مذہب پر عیسائی مشنریوں کے اعتراضات اور تنقیدوں پر انھوں نے علمی بحث ومباحثے کیے۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے ہندو سماج میں پھیلی بدعقیدگی اور غیر ضروری رسم و رواج کی زبردست مخالفت کی۔ رام موہن رائے نے ہندومت کی مذہبی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے بہت ساری سماجی روایات پر چوٹ کی۔ رام موہن رائے کی طرح دوسرے اور بھی دانشور تھے جو مغرب کے لبرل اور آزاد افکار کے زیر اثر تھے۔ ان کے مطابق سماجی مسائل کی جڑیں مذہب کے اندر ہیں۔ انھوں نے انگریزی تعلیم کی وکالت کی اور وہ انگریزی علم و فلسفے کی عظمت کے قائل تھے۔ ہندوؤں میں بت پرستی اور ذات پات کے نظام کی مخالفت کرنے والے راجا رام موہن رائے نے اپنے افکار کی ترویج کے لیے بہت سارے علمی کام بھی کیے۔ انھوں نے 'تحفۃ الموحدین' اور 'پری سیپٹس آف جیسس' نامی کتابیں لکھیں جن میں انھوں نے مختلف مذاہب جیسے اسلام اور عیسائیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ایک خدا کی عبادت و پرستش (وحدانیت) کرنی چاہیے۔ 1828 میں انھوں نے بنگال میں برہمو سماج کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد عورتوں کی نجات اور ذات پات کے نظام کا

خاتمہ تھا۔ انھوں نے ستی کے نظام کے خلاف زبردست احتجاج کیا اور ان کی ذاتی کوششوں کی بدولت 1829 میں ستی پر ولیم بینٹک نے قانونی طور پر پابندی لگادی۔

7.7: اہم اصطلاحات (Key Words)

سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکوں کی اقسام: اصلاحی تحریک اور احیائی تحریک

ثقافتی ری جنریشن کے ادوار: چھٹی صدی قبل مسیح کی ثقافتی رسومات کے خلاف تحریکات؛ سولہویں صدی عیسوی کی بھکتی اور صوفی تحریکات اور انیسویں صدی عیسوی کی سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات۔

7.8: حوالہ جات (References)

Bandyopadhyay, S. (2004). *From Plassey to Partition: A History of Modern India*. New Delhi: Orient BlackSwan

Chand, T. (1967). *History of the Freedom Movements in India* (Vol.2). New Delhi: Publication Division, Ministry of Information and Broadcasting, GOI.

Desai, M. (2002). *Ideologies and Social Work- Historical and Contemporary Analyses*. New Delhi: Rawat Publications.

https://www.britannica.com

Omvedt, G. (2013). *Understanding Caste: From Buddha to Ambedkar and Beyond* (2nd ed. First Published in 2011). Hyderabad: Orient BlackSwan.

باب8

سوشل ورک کے نظریات

Approaches of Social Work

سوشل ورک کے نظریات

8.1:تعارف(Introduction)

سوشل ورک کی تاریخ مختلف نشیب وفراز سے گزری ہے کیوں کہ اس پیشے نے بدلتی ہوئی انسانی ضروریات کے تئیں ہمیشہ ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ سماجی مسائل اور حقائق کے پیش نظر سوشل ورک کی طرز فکر میں بھی مسلسل تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔ اس طرز فکر کا بنیادی مقصد سوشل ورک پیشے کی پریکٹس میں بہتری لانا ہے جس کے نتیجے میں اس پیشے کے مختلف طریقہ کار اور نظریات پروان چڑھے۔ اس باب میں سوشل ورک پریکٹس کے چند نظریات زیر بحث لائے جائیں گے۔

8.2:مقاصد(Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. سوشل ورک کے مختلف نظریات کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔
2. سوشل ورک کے نظریات، تھراپیز اور ماڈلز کو اپنے علم اور پریکٹس کا حصہ بنا سکیں۔

8.3:سوشل ورک کے نظریات(Social Work Theories)

سماجی ماہرین کی لفظیات میں تھیوری کی اصطلاح بہت ہی گمراہ کن ہے۔ تھیوری ایک مجرد تصور ہے جو تعریفات سے بالاتر ایسا حوالہ ہے جس سے ہر مجرد اصطلاح ایک دوسرے کے ساتھ مربوط انداز سے وابستہ ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ خالصتاً درجہ بندیوں پر منحصر ہے (جانسن، 2000)۔ تھیوری کی اصطلاح کا استعمال عام طور پر ایسے مضمون یا کسی مظہر کے مطالعے کے لیے کیا جاتا ہے جو عملی نہیں ہے۔ سوشل ورکرز کی ٹریننگ میں بھی عموماً تھیوری کا عملی کاموں سے موازنہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تھیوری کو اس تصور سے باہر نکالا جائے جو کہ تھیوری بنام پریکٹکل کی صورت میں رائج ہے اور تھیوری کی جمع کو یعنی سوشل ورک کی تھیوریز کو سمجھا جائے۔ سوشل ورک پریکٹس کو کارآمد اور موثر بنانے کے لیے ابتدا سے ہی سوشل ورک معلمین اور پیشہ وران کے درمیان خاصی بحث وتمحیص ہوئی ہے۔ سوشل ورک کے طویل ارتقائی سفر میں بہت سارے نظریات پروان چڑھے۔ لینا ڈومینیلی (1998) نے ان نظریات کو تین وسیع زمروں میں تقسیم کیا ہے۔

- ☆ تھراپیوٹک اپروچیز(Therapeutic Approaches)
- ☆ سسٹم اپروچیز(System Approaches)
- ☆ ایمنسی پیٹری اپروچیز(Emancipatory Approaches)

تھراپیوٹک نظریہ سوشل ورک کے ابتدائی دور سے ہی ایک مقبول نظریہ رہا ہے۔ اس نظریے میں فرد اور اس کی نفسیاتی فنکشننگ

مداخلت کا مرکز ہے۔ اس کا بنیادی مقصد بگڑی ہوئی سماجی فنکشننگ سے متاثرہ افراد کا علاج کرنا ہے۔ بگڑی ہوئی صلاحیتوں کو بحال کرنے کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان عوامل کو ختم کیا جائے جس کی وجہ سے کلائنٹ کی سماجی فنکشننگ کمزور پڑ گئی ہے۔ اس نظریے کے ذریعے کلائنٹ کی مدد اس انداز میں کی جاتی ہے کہ پہلے وہ دوسرے افراد سے اپنے تعلقات کو سمجھنے کا اہل ہو جائے اور پھر اپنی صورت حال سے نبرد آزما ہونے کے راستے نکالے۔ یہ اپروچ نفسیاتی اصولوں اور انسانی برتاؤ کی تھیوریز پر منحصر ہے۔

سسٹم اپروچ میں یہ توقع کی جاتی ہے کہ لوگ اپنے حالات سے نمٹ سکتے ہیں۔ ما قبل نظریے کے برخلاف اس اپروچ کے تحت کلائنٹ کو وسائل و ذرائع سے مربوط کیا جاتا ہے۔ یہ اپروچ کلائنٹ کے تئیں غیر جانبدار رویہ رکھتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ سماج کو بے ضرر مانتا ہے۔ بنیادی طور پر اس اپروچ میں فرد کو وسیع سماجی تناظر میں دیکھا اور سمجھا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ساختیاتی مسائل اور غیر انسانی رسم و رواج کو چیلنج کرنا اس اپروچ کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

مذکورہ بالا سماجی و سیاسی ایشوز اور ساختیاتی عدم مساوات کی وجہ سے ایمنسی پیٹری اپروچ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس اپروچ کے بنیادی مقاصد میں انسان کی آزادی و با اختیاری اور سماجی بدلاؤ کا فروغ شامل ہے۔ یہ اپروچ اس سماجی ڈھانچے کو بدلنے کی وکالت کرتا ہے جس سے نہ صرف یہ کہ عدم مساوات پیدا ہوتی ہے بلکہ اس سے عدم مساوات کو فروغ ملتا ہے۔ ظلم پر مبنی رشتے کو چیلنج کرنا بھی اس اپروچ کا بنیادی خاصہ ہے۔ ایمنسی پیٹری اپروچ نے سوشل ورک کی سیاسی بنیاد کو الٹ دیا اور اس پیشے کو ایک غیر معمولی سیاسی پیشہ بنا دیا۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سوشل ورک پیشہ وران نے کلائنٹس میں بحران (اسٹرینتھ نظریہ)، طبقہ (ریڈیکل نظریہ)، جنس (تانیثی نظریہ) اور نسل (اینٹی ریسسٹ یا بلیک نظریہ) کی بنیاد پر سماجی تقسیم کے تصور کو چیلنج کیا۔

کوئی بھی نظریہ باریکی سے پیش کی گئی تجاویز اور اس سے نکلنے والے نتائج پر مشتمل ہوتا ہے۔ جسے عموماً کسی بھی سماجی مظہر کو سمجھنے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ ایک پیشے کی حیثیت سے سوشل ورک ہمیشہ عوام کی فلاح اور آسودگی کے لیے فکرمند رہا ہے جس نے فرد کی عزت نفس و وقار، تنوع کی تحسین اور سماجی انصاف کو ایک بہتر انداز میں پیش کیا۔ بقول لینا ڈومینیلی (2004) سوشل ورک بدلتے ہوئے سماج کا ایک بدلتا ہوا پیشہ ہے جس نے وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنے سروکاروں کو بھی بدلا ہے۔ سوشل ورک موافقت اور بحالی سے آگے بڑھ کر با اختیاری اور آزادی پر زور دیتا ہے (آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو، 2014)۔ اس کی وجہ سے سسٹم اپروچ میں نہ صرف بتدریج ارتقاء ہوا بلکہ انقلابی (ریڈیکل) نظریات کا رجحان عام ہوا۔

جنرل سسٹمز سے جنرلسٹ انٹی گریٹڈ اپروچ تک
(From General Systems to Generalist Integrated Approach)

سوشل ورک پریکٹس میں سسٹم اپروچیز کو بلند مقام حاصل ہے۔ اس اپروچ میں فرد اور خاندان کو ان کی کمیونٹی اور سماج کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہیلی (2005) نے جنرل سسٹم اپروچیز کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے دور (70-1960) میں جنرل سسٹم تھیوری مستعمل تھی جس کا دارومدار کلائنٹ کی ضرورت، اس کی صورت حال اور سوشل ورک پریکٹس کے مقاصد پر تھا جس

میں سوشل ورکرز کی ذمے داری کلائنٹ سسٹم کے بگڑے ہوئے توازن کو بحال کرنا تھا۔ دوسرے دور میں جو کہ 1990 سے شروع ہوا، اس میں جنرل سسٹم روایت کوا یکو سسٹم نظریے نے مزید آگے بڑھایا جس میں انسان اوراس کے ماحول کے مابین ہونے والے تبادلے پر دھیان مرکوز کیا گیا۔ تیسرے دور میں سسٹم تھیوری کے تحت انسانی رشتوں کو پیچیدہ سمجھ کر دیکھا گیا۔ اس میں کہا گیا کہ انسانی رشتے ہموار یا سپاٹ نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ سسٹم اپروچیز میں رشتوں کو آسان فہم بنا کر دیکھا گیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مختلف خیالات ونقطہ ہائے نظر پروان چڑھے۔ اس کے نتیجے میں سسٹم اپروچیز کا ایک جامع تصور ابھرا جسے جنرلسٹ انٹی گریٹڈ پریکٹس یا جنرلسٹ سوشل ورک کہتے ہیں۔ جنرلسٹ سوشل ورک کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں جو:

1) سماجی برتاؤ اور ایکو سسٹم کے علمی مواد پر مبنی ہے۔

2) جمہوریت، انسان دوستی اور بااختیاری جیسے نظریات کو پیش کرتا ہے

3) نظریے اور طریق کار کے اعتبار سے لچکدار ہے

4) بلاواسطہ اور بالواسطہ مداخلت کو شامل کرتا ہے

5) کلائنٹ اور مسئلے پر مرکوز ہے

6) اور تحقیق پر مبنی ہے (مارلو، 1998)۔

انقلابی نظریات سے نظریہ خاصیت تک (From Radical to Strengths Perspectives)

ایمنسی پیٹری اپروچ فرد اور سماج دونوں سطح پر بدلاؤ کی وکالت کرتا ہے۔ واضح رہے کہ سوشل ورک میں اس اپروچ کے حامی سماجی انصاف کے علمبردار ہوتے ہیں۔ جہاں مفکرین کلائنٹ کو ناروا انسانی رشتوں کا 'شکار' سمجھتے ہیں وہیں کچھ ان کی خاصیت یا اسٹرینتھ پر زور ڈالتے ہیں۔ اس طرح ساختیاتی عدم مساوات کے نتیجے میں ناروا سماجی رشتوں نے انقلابی نظریات کی بنیاد رکھی جب کہ کلائنٹ کے اندر کمی تلاش کرنے کے بجائے اس کی خاصیت پر توجہ نے نظریہ خاصیت کو جلا بخشا۔ بہر حال ان دونوں ہی نظریات کے ماننے والے اپنے کلائنٹ کی بااختیاری کے لیے کلائنٹ کی صورت حال کو سمجھنے میں ان کی مدد کرتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ ان کے رشتوں کو استوار کرتے ہیں۔ کلائنٹ کی روزمرہ کی زندگی پر پڑنے والے اثرات پر سوشل ورکرز باریکی سے نظر ڈالتے ہیں۔ وہ کلائنٹ کے اندر علم اور خاص مہارتوں کو اس انداز میں فروغ دیتے ہیں جس سے وہ اپنے روزمرہ کے معاملات کو سمجھ پائیں، اقتدار پر مبنی تعلقات کا تجزیہ کر سکیں اور اپنی زندگی پر اختیار پا سکیں۔ 70-1960 کی انقلابی سوشل ورک تحریک نے غربت اور افلاس کے شکار افراد کی اہمیت کو اجاگر کیا اور سوشل ورک کی خدمات حاصل کرنے والے ایسے بے شمار لوگ جن کی زندگیاں معاشی نابرابری کی وجہ سے دشوار ہو گئی تھیں، ان کے لیے اپنی فکرمندی ظاہر کی۔ 1980 کی دہائی میں عدم مساوات کی مختلف شکلوں سے متعلق بیداری آئی اور ایک علمی مباحثے کا چلن ہوا خاص طور پر جنس، نسل یا قومیت کی بنیاد پر کیے جانے والے امتیاز پر اس دور میں خوب بحث ہوئی۔ اس بحث سے

مختلف قسم کے ناروا سلوک کی شکلیں بھی اجاگر ہوئیں (مثال کے طور پر عمر، معذوریت اور جنسی شناخت)۔ جس کے نتیجے میں یہ تسلیم کیا گیا کہ سوشل ورک کے نظریے، اس کی پالیسی اور پریکٹس کو ایسے ناروا سلوک اور امتیازی محرکات کو مکمل طور پر دائرہ کار میں لانے کی ضرورت ہے جو نابرابری کے عمل کو مضبوطی فراہم کرتے ہیں اور پہلے سے چلے آ رہے مظالم کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ اس طرح کے بحث و مباحثے سے سوشل ورک میں مختلف قسم کے انقلابی رجحانات ابھر کر سامنے آئے جو ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

تفریق مخالف حکمت عملی یا اینٹی ڈسکریمینیٹری پریکٹس (Anti-discriminatory Practice): سوشل ورک میں یہ ایک ایسی حکمت عملی ہے جو 'امتیازی سلوک' تعصب اور تفریق پر مرکوز ہے۔ جس میں فرد یا گروپ کے ساتھ تفریق اور امتیازی سلوک کو نشان زد کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس طرح کے رویے سے نمٹنے کے لیے ایک خاص نظریے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے امتیازات میں قومیت، جنس، طبقہ، عمر، معذوریت، جنسی شناخت، دماغی صحت، زبان کی بنیاد پر تفریق اور مظالم شامل ہیں۔ یہ امتیازی سلوک مختلف سطحوں پر روا رکھا جاتا ہے مثلاً:

☆ ذاتی رویے اور اعمال کے لحاظ سے فرد واحد کی سطح پر

☆ تصورات، اقدار اور قدامت پسندی کے لحاظ سے ثقافتی سطح پر

☆ ساختیاتی سطح پر یہ امتیازی سلوک سماجی درجہ بندی، اقتدار کی تقسیم اور زندگی کے اہم چیلنجز کی شکل میں رونما ہوتے ہیں (تھامسن، 2000)۔

ظلم مخالف حکمت عملی یا اینٹی آپریسو پریکٹس (Anti-oppressive Practice): یہ حکمت عملی انسان دوستی اور سماجی انصاف کی اقدار سے مرکب ہے جو مظلوم افراد کے تجربات اور خیالات کو اپنی پریکٹس میں جگہ فراہم کرتی ہے۔ اس حکمت عملی میں یہ سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اقتدار کا تصور، ظلم اور نابرابری کس طرح ذاتی اور ساختیاتی رشتوں کا تعین کرتی ہے۔ پیشہ وران کو اس نکتے پر گہرائی سے تجزیہ کرنا چاہیے کہ کس طرح نسل، عمر، طبقے، جنس اور معذوریت کی بنیاد پر سماجی تقسیم ہوئی ہے اور ذرائع و وسائل کی رسائی میں نابرابری کی وجہ سے افراد اور کمیونٹی کی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے جس کے نتیجے میں وہ مظالم کا شکار ہوتے ہیں۔ بدلاؤ کے اس مقصد کی حصولیابی کے لیے پیشہ وران کو نہایت سنجیدگی سے کام کرنے کی ضرورت ہے (ڈومینیلی، 2002)۔

بالادستی مخالف حکمت عملی یا اینٹی ہیجیمونی پریکٹس (Anti-hegemony Practice): بالادستی کو چیلنج کرنا اور سماجی انصاف کو یقینی بنانا اس حکمت عملی کا بنیادی نکتہ ہے۔ اس طرح یہ حکمت عملی پیشہ وران کے لیے ایک اہم فریضے کا درجہ رکھتی ہے جس میں وہ کلائنٹ کے ہم سفر اور ساتھی بن کر تنوع کی قدر کرتے ہیں اور سماجی انصاف کے علمبردار ہوتے ہیں (شاہد اور جھا، 2014)۔

نظریہ خاصیت یا اسٹرینتھز پرسپکٹیو (Strengths Perspective): 1990 کی دہائی میں کلائنٹ کی خاصیت کو سوشل ورک پریکٹس میں جگہ ملی (کمیوں اور خامیوں کے برعکس کلائنٹ کی خاصیت اور خصوصیت پر زور دینا)۔ سیلیبی (2002) نے غالباً ٹھیک

ہی کہا ہے کہ سوشل ورک کے زیادہ تر اصول اور پریکٹس کلائنٹ کو اس لیے کلائنٹ سمجھتے ہیں کہ اس کے اندر خامیاں (Deficits)، پریشانیاں یا بیماریاں وغیرہ ہیں اور یہ کہ وہ کہیں نہ کہیں بے کار یا کمزور ہیں۔ جب کہ خاصیت (Strengths) کے نظریے کے تحت کام کرنے سے مراد ہے کہ کلائنٹ کے ماحول اور اس کی صورت حال کو ایک دوسری نظر سے دیکھا جائے۔ محض پریشانیوں پر توجہ کرنے کے بجائے سوشل ورکر امکانات کی تلاش میں رہتا ہے، پریشانی اور دکھ میں اسے امید اور بدلاؤ کی کرن نظر آتی ہے۔ اس سلسلے میں سوشل ورکر کو کچھ ضروری صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے۔ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے دوران وہ کلائنٹ کی خاصیتوں (قابلیت، علم، اہلیت، وسائل) کو تحریک دے تا کہ کلائنٹ اپنے موافق و مطابق ایک معیاری زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں۔ انھوں نے کہا کہ نظریہ خاصیت روایتی سوشل ورک پریکٹس سے یکسر مختلف ہے۔ ضروری ہے کہ وہ کلائنٹ کے مقاصد کی حصولیابی کے لیے نظریہ خاصیت کو استعمال میں لائے تا کہ کلائنٹ اپنی خوبیوں اور خاصیت سے روبرو ہو سکے اور سماج کے غلبے سے خود کو آزاد کر سکے۔ یہ ایسا نظریہ ہے جو کلائنٹ اور سوشل ورکر کی تخلیقی اپج اور حوصلہ مندی پر مبنی ہے۔ یہ اس انسانی اسپرٹ کو اہمیت دیتا ہے جو کہ کمزور اور در کنار کیے گئے فرد کی پوشیدہ صلاحیتوں کو پوری طرح تبدیل کرنے میں یقین رکھتا ہے۔ اس لیے جب ایک ورکر اس نظریے پر عمل کرتا ہے تو وہ کلائنٹ کے ساتھ اپنے رشتے میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس کرتا ہے (سیلیبی، 2002)۔

8.4: تھراپیز (Therapies)

تھراپیز ایسے تاریخی میلانات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جنھوں نے سوشل ورک پریکٹس کو متاثر کیا۔ اس ضمن میں 1900 کی ابتدا میں سوشل کیس ورک کا بطور بنیادی طریقہ کار عروج پانا سوشل ورک میں تھراپیوٹک اپروچ کا آغاز تھا۔ 1920 کی سائیکو انالٹیکل تحریک کے حاوی رجحان نے سوشل کیس ورک پریکٹس کو بے حد متاثر کیا۔ مقبول تصنیفات سوشل ڈائیگنوسس (1917) اور وھاٹ از سوشل کیس ورک (1922) اس کی مثالیں ہیں۔ سوشل کیس ورک میں میری رچمنڈ نے اپنے عملی تجربات کی بنیاد پر سوشل کیس ورک کے طریقہ کار کی وضاحت کی اور فرد کے ساتھ کام کرنے کے تصور، اصول اور طریقے مرتب کیے۔ رچمنڈ کے مطابق سوشل کیس ورک میں چار پروسیس شامل ہیں: فرد کی بابت بصیرت، سماجی ماحول کی بابت بصیرت، ایک ذہن پر دوسرے ذہن کا بلا واسطہ ایکشن اور سماجی ماحول کے ذریعے بالواسطہ ایکشن ہے۔ مگر ملفرڈ کانفرنس رپورٹ (1929) نے سوشل کیس ورک کا مرکزی موضوع ''افراد کو اپنی سماجی سرگرمیوں کے ماحول میں اپنی صلاحیت کو ڈھالنا'' بتایا جو میری رچمنڈ کے موقف سے ایک قدم آگے ہے جس میں انھوں نے افراد اور ان کے ماحول کے درمیان باہمی رشتوں پر زور دیا تھا۔ اس تحریک کے زیر اثر فرد واحد کے اندرونی محرکات جیسے ذاتی ناکامی، غیر مفاہمت یا مطابقت پر زور دیا گیا۔ سگمنڈ فرائیڈ کے سائیکوڈائنا مک نظریے نے لوگوں کی سماجی فنکشنگ پر ماحولیاتی صورت حال کے اثرات کے بجائے فرد کی نفسیاتی حرکیات پر زور دیا۔ اس طرح کے رجحانات نے سوشل ورک میں انسانی برتاؤ، نفسیاتی، ذہنی، اور سیکھنے سے متعلق نظریات یا لرننگ تھیوریز کے استعمال کو خاصا فروغ دیا اور اس طرح سوشل ورک پریکٹس میں فرد مرکوز تھراپیوٹک

مداخلت کو مرکزیت حاصل ہوگئی۔ تھراپیوٹک سوشل ورک نے نفسیاتی اوراعصابی فرد مرکوز تھراپیز کو شامل کیا جن میں ریئلٹی تھراپی، ریشنل ایموٹیو تھراپی، اور خاندان اور دوسرے چھوٹے گروپس کے لیے فیملی تھراپی اور گروپ تھراپی کا استعمال رائج ہوا۔

8.5: ماڈلز (Models)

ماڈل تمثیل کی طرح ایک مجرد پیش کش ہے جس کی مدد سے ہمیں کسی چیز کو سمجھنے میں آسانی ہوجاتی ہے۔ ماڈل کی ایک مثال نظریاتی تناظر ہے جس میں سماجی زندگی کے بنیادی تصورات اور اس کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ اسی سے متعلق میکس ویبر کا 'آئیڈیل ٹائپ' کا خیال ہے اور یہ ایسا ماڈل ہے جو اپنی چند خصوصیات کی بنیاد پر کسی حقیقت کو آسان شکل میں پیش کرتا ہے۔ مثلاً بیوروکریسی یا دفتر شاہی آئیڈیل ٹائپ ماڈل ہے جو نظم ونسق عامہ کے اس تصور کی مکمل وضاحت کردیتا ہے۔ ایک اور ماڈل کی قسم کو شماریاتی اور متغیرات کے درمیان نظریاتی رشتہ پیش کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان تمام طرح کے ماڈلز میں ہر ایک ماڈل حقیقت کو جس طرح پیش کرتا ہے وہ اپنے آپ میں کافی دلچسپ ہے۔ مگر یہی سب کچھ نہیں ہے بلکہ ایک ماڈل بطور ایک تخلیقی پلے، کافی سودمند ثابت ہوسکتا ہے جس سے سوچنے اور سمجھنے کے لیے راستہ کھلتا ہے (جانسن، 2000)۔

راجر ایوانس کے مطابق ماڈلز کو سماجی علوم میں ایک تمثیل کے طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے جو کہ سماجی حقیقت کی تشریح اکثر مشکل اور پیچیدہ تصوراتی طور پر کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ برطانوی طبقاتی ڈھانچے کا ماڈل انگلینڈ کے سماجی ڈھانچے کے عناصر کی وضاحت نہایت سادگی سے کردے جب کہ تھیوری بہر طور سادہ یا آسان توضیح وتشریح سے پرے ہوتی ہے۔ راجر ایوانس مزید کہتے ہیں کہ سوشل ورک پریکٹس میں انٹگریٹڈ یا یونیٹری ماڈل کی آمد نے پیشہ وران اور معلمین کے درمیان بحث ومباحثہ کو مزید خوشگوار بنایا ہے۔

اس ضمن میں جن مصنفین نے زیادہ کام کیا ہے ان میں پنکس مناہان (فورسسٹمس ماڈل) اور گولڈاسٹین (یونیٹری ماڈل) ہیں مگر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ سسٹم تھیوری پر مبنی کسی ماڈل کو تیار کرنے یا پریکٹس کا عمومی ماڈل بنانے میں صرف انھی مصنفین نے کام نہیں کیا ہے۔ راجر ایوانس نے ایک اہم نکتے کی طرف اشارہ کیا کہ سوشل ورک کا انٹگریٹڈ اپروچ دراصل پریکٹس کے فرد مرکوز ماڈل کے تصور سے ایک قدم آگے ہے (ایوانس، 1976)۔ سوشل ورک کے بنیادی طریق کار کیس ورک، گروپ ورک اور کمیونٹی ورک میں تھراپیوٹک، سسٹم اور ایمینسی پیٹری اپروچیز کے ساتھ کوششیں ہوتی رہیں اور اس طرح سوشل ورک کے مختلف ماڈلز پروان چڑھے۔ چنانچہ فرد مرکوز ماڈلز کو کیس ورک پریکٹس میں کامیابی ملی (کرائسس انٹروینشن ماڈل، ٹاسک سنٹرڈ ماڈل)، اسی طرح اڈکشن ماڈل، فیملی پریزرویشن کے ماڈلز، سیلف ہیلپ کے ماڈلز اور تنظیموں کو بدلنے والے ماڈلز کو گروپ ورک میں اہمیت ملی اور کمیونٹی آرگنائیزیشن میں سماجی بدلاؤ کو آرگنائز کرنے والے ماڈلز کامیاب ہوئے۔

1970 کی دہائی سے ہی سوشل ورک پریکٹس میں تینوں بنیادی طریق کار کو ملا کر ایک مشترکہ اپروچ کی کوششیں ہوئیں۔ ایک ایسا مشترک نظریہ جو طریق کار میں نہ بندھا رہے بلکہ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ماحول اور حالات کی مناسبت سے اس اپروچ کی

تشکیل ہو۔ ڈیو بوئس اور ملے (2000) نے غالباً صحیح کہا ہے کہ موجودہ انٹگریٹڈ جنرلسٹ ماڈل نے روایتی مداخلتی طریق کار کو ایک مشترکہ فریم ورک میں منسلک کر دیا ہے۔ جس نے کلائنٹ کے تصور کو ماحول کے تمام سماجی نظام میں سمیٹ لیا ہے۔

8.6: خلاصہ (Conclusion)

سوشل ورک ابتدا سے ہی انسان دوست اقدار اور اہداف پر منحصر رہا ہے۔ انیسویں صدی کے اواخر میں اس نے غیر منظّم خیرات کے ایشوز اور انسان دشمن قوانینِ امدادِ غربت کو نشان زد کر کے سائنسی خیرات اور فلاحی ریاستی فلاح کے لیے راستے ہموار کیے۔ بیسویں صدی میں سوشل ورک نے خود کو ابھرتی ہوئی فلاحی ریاستوں کے دور میں پایا اور اکیسویں صدی میں سوشل ورک پیشہ ریاست کے فلاحی کردار میں گراوٹ اور نئی سیاسی معیشت کے پس منظر میں پسماندہ اور مظلوم طبقات کے حقوق اور ان کی با اختیاری کے لیے کوشاں ہے۔ ایک متحرک پیشے کی حیثیت سے سوشل ورک مستقل اپنی علمی بنیاد کو مضبوط کرتا ہے، دوسرے پیشوں اور انسانی خدمات پر مبنی پیشوں سے سیکھتا رہتا ہے۔ چنانچہ سوشل ورک کے نظریات، تھراپیز اور ماڈلز بہت لچکدار ہیں۔ لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کرنے والے اور بدلتی ہوئی سماجی، سیاسی صورت حال کے پس منظر میں سوشل ورک کے ہر ایک نظریے یا ماڈل نے اپنے لیے مداخلت کا میدان منتخب کیا۔ مزید یہ کہ سوشل ورک کے محققین، معلمین اور پیشہ وران کو لبرلائزیشن، پرائیوٹائزیشن اور گلوبلائزیشن کے دور میں درپیش چیلنجز کو سمجھنے اور سنجیدگی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

8.7: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. سوشل ورک کے انقلابی نظریات کو بیان کریں۔
2. سوشل ورک کی تھراپیز کے بارے میں بتائیں۔

نمونہ جوابات

ایمنسی پیٹری اپروچ فرد اور سماج دونوں سطح پر بدلاؤ کی وکالت کرتا ہے۔ واضح رہے کہ سوشل ورک میں اس اپروچ کے حامی سماجی انصاف کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ساختیاتی عدم مساوات کے نتیجے میں ناروا سماجی رشتوں نے انقلابی نظریات کی بنیاد رکھی۔ جس سے مختلف قسم کے انقلابی رجحانات ابھر کر آئے جو ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

☆ اینٹی ڈسکریمینیٹری پریکٹس سوشل ورک کی ایک ایسی حکمت عملی ہے جو امتیازی سلوک، تعصب اور تفریق پر مرکوز ہے۔ جس میں فرد یا گروپ کے ساتھ تفریق اور امتیازی سلوک کو نشان زد کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس طرح کے رویے سے نمٹنے کے لیے ایک خاص پیشہ ورانہ نظریے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے امتیازات میں قومیت، جنس، طبقہ، عمر، معذوریت، جنسی شناخت، دماغی صحت اور زبان کی بنیاد پر تفریق اور مظالم شامل ہیں۔

☆ اینٹی آپریسو پریکٹس ایسی حکمت عملی ہے جو انسان دوستی اور سماجی انصاف کی اقدار سے مرکب ہے جو مظلوم افراد کے تجربات اور خیالات کو اپنی پریکٹس میں جگہ فراہم کرتی ہے۔ اس حکمت عملی میں یہ سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اقتدار کا تصور، ظلم اور نابرابری کس طرح ذاتی اور ساختیاتی رشتوں کا تعین کرتی ہے۔

☆ اینٹی ہیجیمونی پریکٹس میں بالادستی کو چیلنج کرنا اور سماجی انصاف کو یقینی بنانا بنیادی نکتہ ہے۔ اس طرح یہ حکمت عملی پیشہ وران کے لیے ایک اہم فریضے کا درجہ رکھتی ہے جس میں وہ کلائنٹ کے ہم سفر اور ساتھی بن کر تنوع کا احترام کرتے ہیں اور سماجی انصاف کا علم بلند کرتے ہیں۔

2. تھراپیز ایسے تاریخی میلانات ہیں جنھوں نے سوشل ورک پریکٹس کو متاثر کیا۔ اس ضمن میں 1900 کی ابتدا میں سوشل کیس ورک کا بطور بنیادی طریقہ کار عروج پانا، سوشل ورک میں تھیراپیوٹک اپروچ کا آغاز تھا۔ 1920 کی سائیکوانالیٹیکل تحریک کے غلبے نے سوشل کیس ورک پریکٹس کو بے حد متاثر کیا۔ اس تحریک کے زیر اثر فرد واحد کے اندرونی محرکات جیسے ذاتی ناکامی، غیر مفاہمت یا مطابقت پر زور دیا گیا۔ سگمنڈ فرائیڈ کے سائیکوڈائنامک نظریے نے لوگوں کی سماجی فنکشنگ پر ماحولیاتی صورت حال کے اثرات کے بجائے فرد کی نفسیاتی حرکیات پر زور دیا۔ اس طرح کے رجحانات نے سوشل ورک میں انسانی برتاؤ، نفسیاتی، ذہنی، اور لرننگ تھیوریز کے استعمال کو خاصا فروغ دیا اور اس طرح سوشل ورک پریکٹس میں فرد مرکوز تھراپیوٹک مداخلت کو مرکزیت حاصل ہوگئی۔ تھراپیوٹک سوشل ورک نے نفسیاتی اور اعصابی فرد مرکوز تھراپیز کو شامل کیا جن میں ریئلٹی تھراپی، ریشنل ایموٹیو تھراپی، اور خاندان اور دوسرے چھوٹے گروپس کے لیے فیملی تھراپی اور گروپ تھراپی کا استعمال رائج ہوا۔

8.8: اہم اصطلاحات (Key Words)

تھراپیوٹک نظریہ: اس نظریے میں فرد اور اس کی نفسیاتی فنکشننگ مداخلت کا مرکز ہے۔ اس کا بنیادی مقصد بگڑی ہوئی سماجی فنکشننگ سے متاثر افراد کا علاج کرنا ہے۔

سسٹم اپروچ: اس نظریے کے تحت یہ توقع کی جاتی ہے کہ لوگ اپنے حالات زندگی سے نمٹ سکتے ہیں اس نظریے میں کلائنٹ کو وسائل و ذرائع سے مربوط کیا جاتا ہے۔

نظریہ خاصیت: اس نظریے میں کلائنٹ کی کمیوں اور خامیوں کے برعکس اس کی خاصیت اور خصوصیت پر زور دیا جاتا ہے۔

8.9: حوالہ جات (References)

Davies, M. (Ed.). (2000). *The Blackwell Encyclopaedia of Social Work*. Oxford: Blackwell Publishers.

Dominelli, L. (1998). Anti-Oppressive Practice in Context. In Adams, R., Dominelli, L., & Pyne, M. (Eds.) *Social Work: Themes, Issues and Critical Debate*. (pp.3-22) Hampshire: Macmillan.

Dominelli, L. (2002). *Anti-Oppressive Social Work Theory and Practice*. London: Palgrave.

Dominelli, L. (2004). *Social Work: Theory and Practice for a Changing Profession*. Cambridge: Polity Press.

DuBois, B., & Miley, K.K. (2002). *Social Work: An Empowering Profession* (4th ed. First Published 1992). Boston: Allyn and Bacon.

Evans, R. (1976). Some Implications of an Integrated Model of Social Work for Theory and Practice. *British Journal of Social Work*, 6 (2), 177-200

Healy, K. (2005). *Social Work Theories in Context: Creating Frameworks for Practice*. Basingstoke: Palgrave Macmillan.

IFSW., & IASSW. (2004). *Ethics in Social Work, Statement of Principles*. Bern: International Federation of Social Workers & International Association of Schools of Social Work.

Johnson, A.G. (2000). *The Blackwell Dictionary of Sociology* (2nd ed.). Malden: Blackwell Publishers

Marlow, C. (1998). *Research Methods in Generalist Social Work* (2nd ed.). Pacific Grove: Brooks/Cole Publishing Company.

Saleebey, D. (Ed.) (2002). *The Strengths Perspective in Social Work Practice* (3rd ed.). Boston: Allyn and Bacon.

Shahid, M. & Jha, M. K. (2014). Revisiting the Client-Worker Relationship: Biestek through a Gramscian Gaze. *Journal of Progressive Human Services*, 25(1),18-36. http://dx.doi.org/10.1080/10428232.2014.855985

Shahid, M. (2016). *Social Work Practice Frameworks*. In Gracious Thomas & Saumya (Eds.) Theoretical Framework and Review of Studies (pp. 16-32). New Delhi: Indira Gandhi National Open University.

باب9

سوشل ورک اور انسانی حقوق

Social Work and Human Rights

سوشل ورک اور انسانی حقوق

9.1:تعارف(Introduction)

تمام تر تبدیلیوں اور ترقی کے ساتھ موجودہ عالمی سماج میں انسانوں کو بہت سارے مسائل درپیش ہیں جن میں برتری، طاقت اور اقتدار کی بالادستی جیسے عناصر نمایاں ہیں۔ یہ تبدیلیاں ایسی ہیں جو سوشل ورکرز اور پیشہ وران سے یہ تقاضا کرتی ہیں کہ وہ سوشل ورک کے طریقہ کار پر از سرِ نو غور کریں اور ایسے تصورات واصول اور پریکٹس کے طریقے اپنائیں جو اس پیشے کو حق شناس بننے کے لیے آمادہ کریں۔ اکیسویں صدی کی تیز رفتار تبدیلیوں کے پیشِ نظر فرد کی عزتِ نفس و وقار اور تنوع کی اہمیت کے ضمن میں سوشل ورک کی عالمی تنظیموں نے اس کے مقام اور کردار کو واضح کیا ہے۔ اس طرح سوشل ورکرز کو انسانی حقوق کے علمبردار کے طور پر تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے اصولوں پر اس پیشے کی رہنمائی کی گئی ہے۔

9.2:مقاصد(Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

1. انسانی حقوق کی علمی اور دانشورانہ بحث سے واقف ہوسکیں۔
2. اعلامیوں، معاہدوں اور بنیادی حقوق سے روشناس ہوسکیں۔
3. سوشل ورک اور انسانی حقوق کے مابین ربط اور رشتے کو سمجھ سکیں۔

9.3:انسانی حقوق کا تصور(Concept of Human Rights)

انسانی حقوق انسانوں کے قدرتی حقوق ہیں۔ ویانا کے اعلامیہ (1993) میں کہا گیا ہے کہ تمام طرح کے انسانی حقوق، انسانی عزت و وقار کے ساتھ شروع ہوتے ہیں ہر فرد کے لیے انسانی حقوق اور بنیادی آزادی اس کی زندگی کے مرکزی موضوع ہیں۔ اگر ہم دوسرے الفاظ میں کہیں تو انسان بذاتِ خود انسانی حقوق کا موضوع ہے۔ خصوصی طور پر انسانی حقوق افراد کے ان حقوق کو کہا جاتا ہے جو انسانی برادری کا حصہ ہونے کی وجہ سے انھیں حاصل ہیں۔ اسی نقطہ نظر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انسانی حقوق نے حقوق کے ایک نظام کی شکل اختیار کی جس کا دائرہ کار تمام تر سیاسی، معاشی اور سماجی میدانوں پر محیط ہے۔ 1987 میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کے متعلق کہا ہے کہ یہ ایسے حقوق ہیں جو ہماری فطرت میں ودیعت کیے گئے ہیں اور جن کے بغیر ہم جی نہیں سکتے ہیں۔ انسانی حقوق اور بنیادی آزادی دونوں مل کر ہمیں مکمل طور پر نکھارتے ہیں اور ہماری خصوصیات و عقل، ہماری صلاحیت و شعور کو استعمال میں لاتے ہیں اور ہمیں یہ موقع فراہم کرتے ہیں تاکہ ہم اپنی روحانی اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کرسکیں۔

ایفے (2001) کے مطابق موجودہ زمانے میں انسانی حقوق ایک زبردست اور قابل قدر تصور ہے۔ معاشی گلوبلائزیشن کے اس عہد

میں جہاں پیسے کی لالچ اور امیر بننا زندگی کی سب سے بڑی ترجیحات ہیں، ایسے دور میں انسانی اقدار کی وکالت کرنے والے افراد کے لیے انسانی حقوق ایک متبادل اخلاقی نظریہ فراہم کرتے ہیں۔ سوشل ورک انسانی خدمت پر مبنی ایک پیشہ ہے جو موجودہ سماجی اور سیاسی علمی مباحث میں انسانی حقوق کو فروغ دینے میں منفرد کردار ادا کرتا ہے۔

انسانی حقوق دعوے سے حاصل کیے جانے والے حقوق سے مختلف ہیں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم انسانی حقوق کو دوسرے قسم کے حقوق سے فرق کرنا سیکھیں۔ مثال کے طور پر کھانے کے حق کو ہتھیار رکھنے کے حق سے الگ کر کے سمجھنا ہوگا۔ یہ سوال بجا ہے کہ کون سے حقوق انسانی حقوق کہلانے کے مستحق ہیں۔ حال ہی میں ایفے (2001) نے پانچ شرطیں بتائی ہیں جن کی بنیاد پر انسانی حقوق کا دعوا کیا جا سکتا ہے۔

1. دیگر تمام افراد کے ساتھ ایک انسان یا گروپ کو دعوا کیے گئے حقوق کا احساس رکھنا ضروری ہے تا کہ انسانیت کی تکمیل ہو سکے۔
2. دعوا کیے گئے حقوق کا اطلاق تمام افراد پر ہوتا ہے اور ہر فرد یا گروپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ایسے حقوق تمام لوگوں پر ہر حال میں نافذ ہوں، یا پسماندہ اور محروم طبقے کی انسانی صلاحیت کے حصول کے لیے نافذ کیے جائیں کہ جن کے لیے وہ حقوق بنیادی کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔
3. یہ ممکن ہے کہ دعوا کیے گئے حقوق کو تمام دعویدار یکساں طور پر محسوس کریں۔ مگر یہاں صرف محدود قسم کے حقوق مراد ہیں، مثال کے طور پر خوبصورت مناظر والے ایک گھر کا حق، کسی ٹیلی ویژن چینل کے مالک ہونے کا حق یا زیادہ زمین کے مالک ہونے کا حق وغیرہ شامل نہیں ہیں۔
4. اس سلسلے میں عالمی رائے کی بنا پر دعوا کیے گئے حقوق کی قانونی نوعیت ہے۔ یہ حقوق اس وقت تک انسانی حقوق کہلانے کے مستحق نہیں ہیں جب تک کہ تمام تہذیبوں اور ثقافتوں میں انھیں مکمل حمایت نہ حاصل ہو۔
5. دعوے کے حقوق دوسرے حقوق سے متضاد نہیں ہیں۔ ہتھیار رکھنے کا حق، غلام بنانے کا حق، بیوی بچوں کو مارنے کا حق، لوگوں کو غریب بنا دینے کی حد تک منافع حاصل کرنے کا حق وغیرہ انسانی حقوق کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔

اس طرح انسان کی طرف سے دعوا کیے جانے والے تمام حقوق انسانی حقوق شمار نہیں کیے جا سکتے لہٰذا کسی بھی حق کو انسانی حق کہلانے کے لیے مذکورہ شرائط پر کھرا اترنا ضروری ہے۔

عام طور پر انسانی حقوق سے مراد ایسے حقوق ہیں جو آفاقی (Universal)، نا قابل تقسیم (Indivisible)، نا قابل تنسیخ (Inabrogable)، نا قابل انتقال (Inalienable)، اور باہمی طور پر منسلک (Intergenerational) ہوں۔ آفاقیت انسانی حقوق کو مستحکم کرتی ہے جس سے مراد ہے کہ تمام انسانوں کو انسانی حقوق حاصل ہیں اور ہر فرد ان کو حاصل کرنے کا دعوا کر سکتا ہے۔ نا قابل تقسیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسانی حقوق ایک پیکیج کی طرح ہیں جو اس ضرورت کی طرف دلالت کرتا ہے کہ حکومتیں اور افراد ہر

طرح کے انسانی حقوق کو تسلیم کریں اور مزید یہ کہ ایک حق پر دوسرے کو ترجیح نہ دی جائے۔ ساتھ ہی ساتھ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ پہلے وہ کسی حق کا انتخاب کرے اور پھر اسے استعمال کرے یا ایک حق کو قبول کرے اور دوسرے کو رد کر دے۔ کیوں کہ کسی ایک حق کی نفی دوسرے حقوق کو متاثر کر سکتی ہے۔ نا قابل تنسیخ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی بھی فرد رضا کارانہ طور پر کسی حق کو چھوڑ نہیں سکتا ہے یا اضافی مراعات کے لیے ان کی تجارت نہیں کر سکتا ہے۔ کیوں کہ انسانی حقوق بہر طور تقسیم نہیں کیے جاسکتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ایک فرد بیک وقت اپنے تمام انسانی حقوق کا استعمال نہ کرے مگر وہ اس کا ان حقوق پر ہمیشہ اختیار رہتا ہے۔ انسانی حقوق کی نا قابل انتقال نوعیت سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی فرد سے اس کے انسانی حقوق نہیں لیے جاسکتے ہیں بلکہ یہ ایسے حقوق ہیں جو تا عمر ان کے ساتھ رہیں گے۔ باہمی انسلاک کا تصور بنیادی طور پر انسانی حقوق کے ڈسکورس میں نسبتاً نیا اور ایک اہم بدلاؤ ہے۔ انسانی حقوق کے روایتی تصور میں یہ اضافہ ایک نئی تعبیر ہے کہ وہ فرائض جن کا وجود ماضی میں تھا اب انھیں بھی زیر بحث لایا جائے تا کہ لوگ اپنی سرگرمیوں کو تاریخی پس منظر میں سمجھ سکیں اور یہ جان سکیں کہ انسانی حقوق کی تعریف اور احساس منجمد نہیں بلکہ ان کا ایک تاریخی پس منظر ہے (ایفے، 2001)۔

تاہم انسانی حقوق کے تصورات کو بہت زیادہ تعبیرات دینے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ایسا کرنے میں کئی بار تصورات اپنی اصل روح کھو دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر آفاقیت کا یہ ہرگز مفہوم نہیں کہ تمام لوگ ایک ہی جیسے ہیں، یا انھیں ایک ہی انداز میں نکھارا جائے یا مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں میں مکمل یکسانیت کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس کا بنیادی ہدف یہ ہے کہ افراد اور لوگ ہمیشہ، ہر جگہ اور ہر صورت میں بنیادی حقوق رکھتے ہیں۔ اس طرح ایسے قانون جو قیدیوں کو جیل میں انجمن بنانے یا سفر کرنے کی آزادی پر پابندی لگاتے ہیں وہ نا قابل تنسیخ انسانی حقوق کی نوعیت کی پامالی نہیں ہے۔ البتہ نا قابل تنسیخ انسانی حقوق قیدیوں کی آزادی اور زندگی کی آزادی کو تسلیم کرتے ہیں۔

9.4: سوشل ورک اور انسانی حقوق (Social Work and Human Rights)

بین الاقوامی تناظر میں سوشل ورک کی سرگرمیوں کی نوعیت اور کردار کے سلسلے میں یکسانیت نہیں ہے مثال کے طور پر آسٹریلیا اور شمالی امریکہ میں سوشل ورکرز پیشہ ورانہ تعلیم یافتہ افراد کا گروہ ہے جس کے دائرہ کار سے دیگر انسانی خدمات کو فراہم کرنے والے افراد یا لوگ خارج ہیں۔ جب کہ دوسرے ممالک میں اس اصطلاح کا اطلاق انسانی خدمات پر مشتمل مختلف تعلیمی لیاقتوں کے حامل افراد پر ہوتا ہے، یوں ان ممالک میں سوشل ورکرز کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ انگلینڈ میں سوشل ورک، فلاحی یا ویلفیئر ریاست کی پالیسیوں کو نافذ کرنے تک محدود ہے جس کا رول کمیونٹی ڈیولپمنٹ یا سماجی بدلاؤ میں محدود ہے۔ دیگر ممالک جیسے لاطینی امریکہ میں سوشل ورک کی تعبیر خاصی ریڈیکل اور جارحانہ ہے جو سماجی بدلاؤ، سماجی انصاف اور انسانی حقوق پر مبنی ترقی پسند تحریکوں کی شکل میں کوشاں ہے اور مروجہ دفتر شاہی اور سیاسی دبدبے کے خلاف ہے۔ امریکہ میں سوشل ورک پر فرد مرکوز تھراپیوٹک کردار حاوی ہے جب کہ دوسرے ممالک کے سیاق میں، بالخصوص ترقی پذیر (مثلاً ہندوستان) ممالک میں کمیونٹی ڈیولپمنٹ کا رجحان بہت حاوی ہے (ایفے، 2001)۔ سوشل ورکرز مائیکرو

لیول کے تعلقات میں سماجی انصاف اور سماجی بدلاؤ کی اقدار پر زور دیتے ہیں اور اپنے موکلین کے ساتھ اس انداز میں کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ان کی یگانگت میں مزید وسعت پیدا ہو سکے۔ اس طرح کی فکرمندی نے ہی سوشل ورک کے انسانی حقوق پر مبنی ارتقا کی بنیاد فراہم کی ہے۔ نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز (2000) نے 'انسانی حقوق پر بین الاقوامی پالیسی' میں اقوام متحدہ کے کنونشن، عالمی اعلامیے اور معاہدوں کی تصدیق کی ہے جس کے مطابق یہ تصدیق نامہ سوشل ورک کو انسانی حقوق کا فریم ورک فراہم کرتا ہے۔

انسانی حقوق کا فریم ورک پیشہ وران کو ایک خاص قسم کی بصیرت عطا کرتا ہے تا کہ وہ اپنی پریکٹس کے دوران سوشل ورک پیشے کی اقدار، اخلاقیات اور اصولوں کا بخوبی استعمال کر سکیں۔ جب سوشل ورکرز ان اصولوں کو سمجھنے اور استعمال کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے کلائنٹ کو مزید کمزور اور بے بس بنا دیتے ہیں۔ اگر وہ ان اصولوں پر عمل پیرا رہیں تو اپنے موکلین کی بااختیاری کے لیے کام کرتے ہیں۔ آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو کے دستاویز سوشل ورک پیشے کو دو بنیادی اصول فراہم کرتے ہیں جنھیں ہم انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے نام سے جانتے ہیں۔ انھیں ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سوشل ورک پیشہ وران انھیں قائم رکھنے، اور انسانی حقوق کے فریم ورک کو فروغ دینے کے پابند ہیں۔ انسانی حقوق پر مبنی سوشل ورک کی پریکٹس ناانصافی، غیر برابری، غربت اور دیگر سماجی مسائل کو برداشت نہیں کر سکتی ہے (ریشرٹ، 2001)۔

انسانی حقوق اور انسانی عزت و وقار (Human Rights and Human Dignity)

سوشل ورک کی بنیاد تمام انسانوں کی عزت و وقار اور ان کی فطری اہلیت کا احترام کرنے کا جذبہ پنہاں ہے۔ سوشل ورکرز کو چاہیے کہ وہ فرد کی جسمانی، نفسیاتی، جذباتی اور روحانی اخلاقی بلندی اور آسودگی کے لیے مستقل کام کرتے رہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ:

1. خود ارادیت کے حق کو اہمیت دینا: سوشل ورکرز کو لوگوں کے حقوق کو فروغ دینا چاہیے تا کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کر سکیں اور اپنی زندگی کے فیصلے خود لے سکیں۔ انھیں چاہیے کہ وہ لوگوں کی اقدار اور زندگی کی خواہشات کا احترام کریں اور ان کے حقوق اور قانونی مفاد کو ٹھیس پہنچائے بغیر اس کام کو انجام دیں۔
2. حصے داری کے حقوق کو فروغ دینا: سوشل ورکرز کو اپنی خدمات کا استعمال کرتے ہوئے لوگوں کی حصے داری اور شمولیت کو اس انداز میں فروغ دینا چاہیے جس سے وہ فیصلوں کے تمام پہلوؤں اور ان کی زندگی کو متاثر کرنے والے عوامل سے نمٹنے کے لیے بااختیار ہو سکیں۔
3. فرد کو اس کے پورے وجود کے ساتھ تسلیم کرنا: سوشل ورکر کو ایک انسان کے پورے وجود کے لیے فکرمند ہونا چاہیے خواہ وہ خاندان یا گھر کے اندر ہو یا کمیونٹی اور سماج یا پھر قدرتی ماحول میں ہو، وہ ہر انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو تسلیم کرے۔
4. خودی اور قوت کے دائرے کو پروان چڑھانا: سوشل ورکرز کو تمام افراد، گروہوں اور آبادیوں کی خوبیوں پر زور دینا چاہیے اور

انھیں بااختیار بنانے کے عمل میں مصروف رہنا چاہیے(آئی ایف ایس ڈبلیواور آئی اے ایس ایس ڈبلیو،2004)۔

سماجی انصاف(Social Justice)

سوشل ورکرز کی ذمے داری ہے کہ وہ سماج، سماج کے پسماندہ طبقات اور مظلوم افراد کو بااختیار بنانے کے لیے سماجی انصاف کو فروغ دیں۔اس کے لیے سوشل ورکرز کو مندرجہ ذیل امور انجام دینے ہوتے ہیں:

1. ناروا سلوک کو چیلنج کرنا: وہ صلاحیت، عمر، ثقافت، جنس، ازدواجی حیثیت، سماجی و معاشی حیثیت، سیاسی خیالات، جلد یا رنگ، نسلی یا سماجی خصوصیات یا روحانی عقائد کی بنا پر ہونے والے ہر طرح کے ناروا سلوک کو چیلنج کریں۔
2. یگانگت کو تسلیم کرنا: وہ اپنی پریکٹس کے دوران سماج کے نسلی اور ثقافتی تنوع کو تسلیم کریں اور ان کی عزت کریں۔
3. ذرائع کی مساوی تقسیم: وہ ہمیشہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ذرائع کی تقسیم لوگوں کی ضرورت کے مطابق ہو۔
4. عدم انصاف پر مبنی پالیسیوں اور پریکٹس کو چیلنج کرنا: ان کی ذمے داری میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ سرکاروں، پالیسی بنانے والوں کو ہمیشہ وسائل وذرائع کے غیر مساوی استعمال کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔
5. اتحاد کے ساتھ کام کرنا: سوشل ورکرز کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی سماجی صورت حال کو چیلنج کریں جو سماجی اخراجیت اور ظلم میں اضافہ کرتی ہیں۔ان کی یہ بھی ذمے داری ہے کہ وہ شمولیت پسند معاشرے کی تعمیر کے لیے کوشاں رہیں(آئی ایف ایس ڈبلیواور آئی اے ایس ایس ڈبلیو،2004)۔

انسانی عزت ووقار، انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے فروغ کے ضمن میں اقوام متحدہ نے بہت سارے دستاویزات جاری کیے ہیں۔واضح رہے کہ کئی مقامی دستاویزات اور ہیں جن کی طرف رجوع کرنا بھی ضروری ہے۔مثلاً انسانی حقوق کے بارے میں امریکہ کا کنونشن (1969)، انسانوں اور لوگوں کے بارے میں افریقہ کا چارٹر (1981) اور ہندوستان کا آئین (1949) وغیرہ۔ایفے (2001) نے عالمی پیمانے پر جاری کیے گئے معاہدوں، منشورات اور احکامات کے تقریباً اسّی (80) دستاویزات کی فہرست فراہم کی ہے۔ذیل میں چند کے نام دیے جارہے ہیں جن سے سوشل ورک پیشہ وران کو ان کی پریکٹس کے دوران مدد مل سکتی ہے۔

1. انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ (1948)
2. نسل کشی کے جرم کی روک تھام اور اس کی سزا کے بارے میں کنونشن (1948)
3. رفیوجیوں کے مرتبے سے متعلق کنونشن (1951)
4. خواتین کے سیاسی حقوق کے بارے میں کنونشن (1953)
5. بالجبر مزدوری کے خاتمے کے بارے میں کنونشن (1957)
6. تعلیم میں امتیاز کے خلاف کنونشن (1961)

7. شادی کی رضامندی، شادی کی متعینہ عمر اور شادی کے رجسٹریشن کے بارے میں کنونشن (1962)
8. ہر قسم کے نسلی امتیاز کے خاتمے کے بارے میں بین الاقوامی معاہدہ (1965)
9. شہری و سیاسی حقوق کے بارے میں بین الاقوامی معاہدہ (1967)
10. معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے بارے میں بین الاقوامی معاہدہ (1967)
11. بھوک اور ناکافی غذا کو ختم کرنے کے بارے میں عالمی اعلامیہ (1974)
12. خواتین کے خلاف امتیاز کی تمام شکلوں کے خاتمے کے بارے میں معاہدہ (1979)
13. اذیت، ظلم، غیر انسانی اور ذلت پر مبنی سلوک یا سزا کے خلاف کنونشن (1984)
14. تشدد اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا تحقیر آمیز سلوک یا سزاؤں کے خلاف اقوام متحدہ کا کنونشن (1984)
15. اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کے محافظوں سے متعلق اعلامیہ (1984)
16. بچوں کے حقوق پر کنونشن (1989)
17. مقامی اور قبائلی افراد پر کنونشن (آئی ایل او کنونشن) (1989)
18. معذور افراد پر کنونشن (2006)

9.5: انسانی حقوق کی تین سطح (Three Generations of Human Rights)

انسانی تاریخ میں 10 دسمبر 1948 کا دن خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کا اعلان کیا تھا۔ چارٹر کی تمہید میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس اعلامیے کا ایک اہم مقصد بنیادی انسانی حقوق کے تئیں انسان کے یقین کو تقویت دینا، مردوں اور عورتوں کے یکساں حقوق اور چھوٹی بڑی قوموں میں انسان کی عزت و وقار میں اضافہ کرنا ہے۔ اعلامیے کی پہلی دفعہ کے مطابق انسانی حقوق اور لوگوں کی بنیادی آزادی و عزت کو فروغ دینا اور بین االاقوامی تعاون حاصل کرنا بھی اس کا مقصد ہے۔ اس دفعہ میں کہا گیا کہ

تمام انسان آزاد اور عزتِ ناموس اور حقوق کے اعتبار سے یکساں پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے اس لیے انھیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ 2 میں تمام انسانوں کو بلا کسی تفریق کے حقوق دینے کا وعدہ کیا گیا ہے، اس دفعہ کے مطابق

ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلامیے میں بیان کیے گئے ہیں، اور اس کے حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، اور سیاسی تفریق یا کسی قسم کے عقیدے، قوم، معاشرے، دولت، یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔

اسی طرح دفعہ 3 کے مطابق ''ہر شخص کو اپنی جان، آزادی اور ذاتی تحفّظ کا حق ہے''۔ دفعہ 29 کے مطابق

1. ہر شخص پر معاشرے کا حق ہے۔ کیونکہ معاشرے میں رہ کر ہی اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔
2. اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامّہ اور عام فلاح و بہبود کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔
3. یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتی ہیں۔

دفعہ 30 کے مطابق

اس اعلامیے کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمیوں میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کی منشا ان حقوق اور آزادیوں پر ضرب لگانا ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

عمومی اصولوں اور وسیع فرائض کی شمولیت نے جدید جمہوری نظام کو مضبوطی اور توانائی بخشی ہے اور انسانی حقوق کے ایجنڈے پر قائم رہنے کا حوصلہ دیا ہے۔ سوشل ورکر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی پریکٹس کے دوران ان دستاویزات کی روشنی میں خود کو فعال بنائے اور سوشل ورک کو انسانی حقوق کے فریم ورک سے مربوط کرے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق بھی ارتقا پذیر ہوئے ہیں جنھیں تین طرح کے زمروں میں رکھا گیا ہے جو انسانی حقوق کی تین سطح کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ تینوں سطحوں کے حقوق وقت کی ضرورت کے مطابق پروان چڑھے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سطح کسی خاص فلسفے، ڈسپلن اور پیشے سے متاثر ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہر سطح میں کچھ مخصوص حقوق پر زور دیا جاتا ہے (باکس 9.1)۔

پہلی سطح کے انسانی حقوق: پہلی سطح کے حقوق سیاسی اور شہری حقوق سے منسوب ہیں جس میں ایک فرد کی بنیادی آزادیاں شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کا عالمی معاہدہ برائے شہری و سیاسی حقوق جسے 1966 میں جنرل اسمبلی کے ذریعے منظور کیا گیا مگر اس کا نفاذ 1976 میں ہوا۔ روشن خیالی کے دور اور لبرل سیاسی فلسفے سے متاثر یہ سطح قدرتی حقوق کے تحفظ پر زور دیتی ہے جس میں فرد کی عزت و وقار، اظہار خیال اور حرکت پذیری کی آزادی، مناسب ٹرائل، اور قانون کے سامنے مساوات، مذہب، نسل، جنس وغیرہ کی بنا پر امتیاز سے آزادی جیسے بنیادی حقوق شامل ہیں۔ اس معاہدے کی تمہید میں صاف طور پر کہا گیا کہ شہری اور سیاسی آزادی سے لطف اندوزی اور خوف اور افلاس سے آزادی اس صورت میں حاصل کی جا سکتی ہے جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن میں ہر کوئی اپنے شہری اور سیاسی حقوق، اور اس کے ساتھ سماجی اور ثقافتی حقوق سے لطف اندوز ہو سکے۔ یہ بھی کہا گیا کہ عالمی انسانی حقوق اور آزادی کے لیے احترام کا فروغ اور اس پر عمل درآمد اب اس معاہدے کے تحت مملکت کی ذمے داری ہے۔ چونکہ مذکورہ امور کی حفاظت کی بات کی جاتی ہے اس لیے ایسے حقوق کو 'منفی حقوق' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جنھیں محسوس کرنے سے زیادہ حفاظت کرنے کی ضرورت ہے۔ مملکت کی قانونی ذمے داری ہے کہ وہ فرد کے سیاسی اور شہری حقوق کی پاسداری کرے اور انھیں پامال نہ ہونے دے۔ اس طرح پہلی سطح کے

حقوق کو کئی بار 'فطری حقوق' کے طور پر بھی سمجھا جاتا ہے کیوں کہ یہ حقوق حتمی اور فطری ہیں لہٰذا اس قسم کے حقوق کو نہ تو حاصل کیا جاتا ہے اور نہ ہی محسوس کیا جاتا ہے، بلکہ ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ روایتی طور پر پہلی سطح کے حقوق کو کسی بھی ملک کے قانونی نظام کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے۔ بلز آف رائٹس، قانون کی پاسداری اور عالمی انسانی حقوق کے معاہدوں میں لوگوں کے شہری اور سیاسی حقوق کی تشریح کی گئی ہے جس کی مدد سے وہ اپنے حقوق کی پامالی کی صورت میں قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں مجرمین کے خلاف قانونی کارروائی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پہلی سطح کے حقوق کی پامالی ہمیں بڑے پیمانے پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان معاہدوں کے دستخط کنندہ ممبر ممالک کھلے طور پر پہلی سطح کے حقوق کی پامالی کرتے ہیں یا اپنے ملک کے آئین کے خلاف اپنے شہریوں کے حقوق کو غصب کرتے ہیں یا پھر ایسی صورت حال کو بڑھاوا دیتے ہیں۔

دوسری سطح کے انسانی حقوق: دوسری سطح کے انسانی حقوق وہ ہیں جنھیں معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اشتراکی نظریے سے مغلوب (جس کی فکری جڑیں اٹھارویں صدی کی لبرل ازم تحریک کے بجائے سماجی جمہوریت اور دیگر اجتماعیت کی تحریکوں میں ملتی ہیں) ایسے حقوق ہیں جو افراد اور قوموں کو مختلف سماجی تحفظات یا خدمات سے لیس کرتے ہیں تا کہ بحیثیت انسان وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال میں لاسکیں۔ پہلی سطح کے حقوق کے برعکس ان حقوق کو بروئے کار لانے کے لیے مملکت کا متحرک کردار ادا کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس ضمن میں مملکت کی یہ بھی ذمے داری ہے کہ مختلف سماجی تحفظات کی شکل میں ان حقوق کو اپنے شہریوں تک پہنچائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حقوق کو مثبت حقوق کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان حقوق کو اقوام متحدہ کا عالمی معاہدہ برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے ذریعے یقینی بنایا گیا ہے جسے 1966 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے منظور کیا جس پر 1976 میں عمل درآمد ہوا۔ اس دستاویز میں حقوق کی ایک جامع فہرست فراہم کی گئی ہے مثلاً روزگار، کام کا معقول معاوضہ، مناسب گھر، غذا اور کپڑے، تعلیم، مناسب صحت کا نظام، سماجی تحفظ، بڑھاپے میں عزت ملنے کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔ چنانچہ محض حقوق کی حفاظت کے بجائے مملکت پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ ایک لائحہ عمل کے تحت اور سماجی اقدامات کے ذریعے وہ ایسے سماج کی تعمیر کرے جس میں تمام لوگ ان حقوق سے بہرہ ور ہو سکیں۔ چونکہ ان حقوق کے لیے زیادہ وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے حکومتیں کئی بار ایسے حقوق کو محسوس کرنے اور کرانے کے ضمن میں تذبذب میں رہتی ہیں جس کے نتیجے میں ان حقوق کو کارگر قانونی اور عائلی پشت پناہی نہیں مل پاتی ہے۔

اس سطح کے حقوق کی عائلی بنیادوں پر کم ہی بحث ہوتی ہے۔ بیشتر ممالک میں یہ حقوق پورے طور پر عمل میں نہیں لائے گئے حالانکہ پہلی سطح کے حقوق کی طرح ان حقوق پر بھی کئی سارے عالمی دستاویزات موجود ہیں۔ مثلاً معاشی، سماجی اور ثقافتی بین الاقوامی معاہدہ۔ اس معاہدے کی تمہید میں کہا گیا کہ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کی مطابقت میں، آزاد انسانوں کا خوف اور افلاس سے آزادی سے لطف اندوز ہونے کا حصول صرف ایسی صورت میں ممکن ہے جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن میں ہر کوئی اپنے سماجی اور ثقافتی حقوق اور اس کے ساتھ شہری اور سیاسی حقوق سے لطف اندوز ہو سکے۔ مگر یہ اہم بات ہے کہ اس سطح کے حقوق کو پہلی سطح کے

حقوق کے مقابلے میں کم پذیرائی ملی اور مملکت نے اپنی ذمے داری سنجیدگی سے نہیں نبھائی جس کی ایک وجہ اوپر بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ان حقوق کے سلسلے میں 'حقوق کی پامالی' کا تصور کئی ملکوں میں اور خاص طور پر ترقی پذیر ملکوں میں بہت پایا جاتا ہے اور حکومتوں کے ذریعے ابھی تک اس موضوع پر سنجیدہ تدابیر عمل میں نہیں آئی ہیں۔ مثلاً ہندوستان جیسے ملک میں شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی سیاسی رہنما کو غیر مناسب تعلیمی نظام کی فراہمی کے سبب عدالت میں بحیثیت مجرم کھڑا کیا گیا ہو۔

تیسری سطح کے انسانی حقوق: تیسری سطح کے انسانی حقوق اجتماعی سطح پر محسوس کیے جانے والے حقوق ہیں۔ اس لیے یہ 'اجتماعی حقوق' کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ وہ حقوق ہیں جو کسی فرد کے بالمقابل کمیونٹی، سماج یا قوم سے منسلک ہیں۔ نوآبادیت یا کلونیل ازم کی ناپائیدار سماجی اور معاشی ترقی کے خلاف جدوجہد، غلام لوگوں کی خودمختاری اور ماحولیاتی ایکٹوازم کی روایت پر مشتمل حقوق کے اس زمرے میں معاشی ترقی کا حق، عالمی تجارت سے فائدہ اٹھانے کا حق، ہم آہنگ سماج میں رہنے کا حق اور محفوظ ماحول کا حق جیسے صاف ہوا میں سانس لینے کا حق، صاف پانی کا حق اور فطری مناظر کو محسوس کرنے کا حق وغیرہ شامل ہیں۔

اپنی موجودہ شکل میں اس قسم کے حقوق کو محض بیسویں صدی میں محسوس کیا گیا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی بہت سارے دانشوروں نے ان مسائل اور ایشوز کی طرف اشارہ کیا تھا۔ نوآبادیاتی نظام کے خلاف قوموں کی جدوجہد اور جدید نوآبادیاتی نظام کی شکل میں ماحولیات اور وسائل کے استحصال کے خلاف ہونے والی عالمی کوششوں نے اس سطح کے حقوق کو پائیداری بخشی۔ مگر عالمی معاہدوں اور پیمانوں میں ان حقوق پر بہت زیادہ بحث ومباحثے نہیں ہوئے ہیں اور ممالک کے قانونی دساتیر میں ان پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ جیسا کہ ایفے (2001) نے کہا ہے کہ مغربی ممالک میں اس قسم کے حقوق کا شمار 'انسانی حقوق' کی فہرست میں نہیں کیا گیا ہے۔ نیز یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ہندوستان جیسے ممالک میں بھی اس قسم کے حقوق کی حفاظت کے لیے آہستہ آہستہ آوازیں اٹھ رہی ہیں۔

ان تینوں سطحوں کے حقوق قانون، سوشل ورک اور کمیونٹی ڈیولپمنٹ جیسے پیشوں اور اکیڈمک مضامین سے متاثر ہوئے ہیں۔ مگر ان تمام مضامین میں ان حقوق کی اصل روح کو ہی ہمیشہ بنیادی محور تسلیم کیا گیا ہے۔ ایفے (2001) نے ان تینوں سطح کے حقوق پر ہوئے مباحثے کو قلمبند کیا ہے اور سوشل ورک اور انسانی حقوق کے مضبوط تعلقات کو بھی علمی انداز میں پیش کیا ہے (باکس 9.1)۔

باکس 9.1: انسانی حقوق کی تین سطح (Three Generations of Human Rights)

انسانی حقوق	پہلی سطح کے انسانی حقوق	دوسری سطح کے انسانی حقوق	تیسری سطح کے انسانی حقوق
نام	شہری وسیاسی حقوق	معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق	اجتماعی حقوق
نظریاتی اساس	لبرل ازم	اشتراکیت	معاشی ترقی کے مطالعات، سبز نظریہ ماحولیات

مثال	ووٹ ڈالنے، اظہار خیال، انصاف پر مبنی ٹرائل، اذیت اور استحصال سے آزادی، قانون کی حفاظت، ناروا سلوک سے آزادی کے حقوق	بشمول تعلیم، مکان، صحت، روزگار، مناسب آمدنی، سماجی تحفظات کے حقوق وغیرہ	معاشی ترقی اور خوشحالی، معاشی ترقی سے فائدہ، سماجی ہم آہنگی، پائیدار ماحول، صاف شفاف ہوا وغیرہ
ایجنسی	قانونی مشاورت، ایمنیسٹی انٹرنیشنل، ہیومن رائٹس واچ، رفیوجیوں کے ساتھ کام	ویلفیئر ریاست، تیسرا سیکٹر، پرائیویٹ مارکیٹ، ویلفیئر	معاشی ترقی کے ادارے، کمیونٹی پروجیکٹ، گرین پیس (غیر سرکاری تنظیم) وغیرہ
پیشہ	قانون	سوشل ورک	کمیونٹی ڈیولپمنٹ
سوشل ورک	وکالت؛ رفیوجیوں کے ساتھ کام، قید خانوں میں اصلاح، ذہنی مریضوں کی اصلاح کرنے کی جگہ	بلاواسطہ خدمات: ویلفیئر ریاست کا انتظام، پالیسی ترقی اور وکالت، تحقیق وغیرہ	کمیونٹی ڈیولپمنٹ؛ سماجی، معاشی، سیاسی، ثقافتی، ماحولیاتی، انفرادی، روحانی

ایفے (2001) نے تینوں سطح کے انسانی حقوق سے متعلق سوشل ورکرز کے رویے پر روشنی ڈالی ہے۔ مثال کے طور پر ان کا خیال ہے کہ پہلی سطح کے حقوق کو لے کر سوشل ورکرز نے انسانی زندگی کے مختلف میدانوں میں بہت سنجیدگی سے حصہ لیا ہے۔ چونکہ پہلی سطح سوشل ورک پریکٹس کا اہم جز ہے جسے وکالت یا ایڈووکیسی کے ماڈل کے تحت بے حد اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ شہری اور سیاسی حقوق عوامی ڈسکورس میں کوئی خاص مقام نہیں حاصل کر سکے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پوری دنیا میں انسانی حقوق کی زبردست پامالی ہوئی ہے۔ سوشل ورکرز کی ایک اچھی خاصی تعداد اس سمت میں اہم کردار ادا کرتی ہے جس میں وکالتی گروپ، رفیوجی، قید خانوں میں اصلاح، لوگوں کی مناسب قانونی نمائندگی کی حفاظت کرنا، گم شدہ لوگوں کے رشتے داروں کی جانب سے کام وغیرہ سرفہرست ہیں۔ سوشل ورکرز کی بلاواسطہ مداخلت کی پاداش میں کئی بار وہ خود سیاسی و شہری حقوق کی پامالی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دوسری سطح کے انسانی حقوق درحقیقت سوشل ورک کے مرکزی مباحث میں شامل ہیں۔ اس قبیل کے سوشل ورکرز کے لیے مناسب آمدنی، زندگی کا معیار اور ذریعہ معاش کے تحفظات کے حقوق مرکزی موضوع ہوتے ہیں۔ سوشل ورک کے روایتی نقطۂ نظر کے مطابق بنیادی ضروریات زندگی جیسے روٹی، کپڑا، مکان، طبی خدمات، تعلیم کی حصولیابی وغیرہ سماجی خدمات کی اسکیموں کے ذریعہ پوری کی جاسکتی ہیں۔ ایسے سوشل ورکرز جو تنظیمی حلقوں جیسے مینجمنٹ اور تنظیمی ترقی کا کردار نبھاتے ہیں، انھیں دوسری سطح کے حق شناس کہہ سکتے ہیں۔ یہ حقوق عموماً سماجی ایجنسیوں کے ذریعے پورے کیے جاتے ہیں خواہ وہ 'تیسرا سیکٹر' (جیسے غیر سرکاری تنظیمیں) یا پرائیویٹ سیکٹر۔

9.6: ہندوستان میں انسانی حقوق اور سوشل ورک

(Social Work and Human Rights in India)

دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت یعنی ہندوستان کا ذکر کیے بغیر انسانی حقوق پر بحث ومباحثہ نامکمل رہے گا۔ دستورِ ہند اپنے شہریوں کو آزادیِ رائے اور ذاتی آزادی کے حقوق کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ متعدد آئینی اقدامات نے ہندوستانی ریاست کو انسانی حقوق کے مسئلے پر ترقی پسند بنے رہنے پر مجبور کیا ہے۔ انسانی حقوق کو قائم رکھنے والے نظام پر ایک نظر ڈالنے سے سوشل ورک پیشہ وران کو ملک میں انسانی حقوق اور قانونی فریم ورک کی ایسی فہم ہوتی ہے جس سے وہ حقوق کی پامالی کے صورت میں متحرک کردار ادا کر سکتے ہیں۔

دستور ہند کی تمہید ملک کے تمام شہریوں کے جامع حقوق کی فہرست سازی کرتی ہے جس میں سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف، خیالات کی آزادی، اظہار رائے، عقیدے، ایقان وعبادات کے مواقع اور رتبے میں مساوات، اور فرد کے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے اخوت کو فروغ دینے سے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔ دستور کے تیسرے اور چوتھے حصے میں تمام شہریوں کے حقوق اور فرائض کو نہایت صاف گوئی سے بیان کیا گیا ہے جس میں بنیادی آزادیاں اور باعزت زندگی کو نافذ کرنے کی بات کی گئی ہے۔ تیسرا حصہ بنیادی حقوق پر مشتمل ہے اور یہ حقوق دراصل اقوام متحدہ کے عالمی اعلامیے سے بہت حد تک مماثلت رکھتے ہیں۔ دونوں دستاویزات میں یک گونہ یکسانیت ہے جو شہریوں کو سیاسی اور شہری حقوق فراہم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی پہلی سطح کے انسانی حقوق کی طرح بنیادی حقوق کو بھی 'منفی حقوق' سے تعبیر کیا گیا ہے جس میں بنیادی انسانی حقوق کی بات کی گئی ہے جو کسی بھی حال میں چھینے نہیں جا سکتے ہیں اور جن کی پامالی کی صورت میں عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔

تیسرے حصے کے برعکس دستورِ ہند کا چوتھا حصہ مملکت کی حکمت عملی کے رہنما اصولوں سے متعلق ہے جو قابل توجیہ تو نہیں ہے مگر اقوام متحدہ کے معاشی، سماجی اور ثقافتی معاہدے سے بہت حد تک مماثلت رکھتا ہے۔ اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مملکت، ایسے سماجی نظام کو، جس میں قومی زندگی کے سب ادارے سماجی، معاشی، اور سیاسی انصاف سے بہرہ ور ہوں، جہاں تک اس سے ہو سکے، مکمل طور پر قائم اور محفوظ کر کے لوگوں کی بہبودی کو فروغ دینے میں کوشاں رہے گی۔ کئی بار ہم اپنے حقوق کا فائدہ اٹھاتے وقت حد سے تجاوز کر جاتے ہیں جس کے نتیجے میں دوسروں کے حقوق خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ ہم اجتماعی حقوق کا بھی خیال نہیں کرتے ہیں (محفوظ ماحول اور ترقی وغیرہ)۔ دستور کی دفعہ 51A بنیادی فرائض کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ دفعہ لوگوں کو انسانی اور بنیادی حقوق کے استحصال سے بچانے کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ مزید یہ کہ ہندوستان عالمی انسانی حقوق کے دستاویزات پر دستخط کرنے والے ممالک میں شامل ہے جس کے تحت مختلف قوانین اور دفعات کو ہندوستان کی پالیسی میں بھی عمل میں لایا گیا۔ تحفظات انسانی حقوق ایکٹ 1993 اس کی ایک

مثال ہے جس کے تحت قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کا قیام بھی عمل میں آیا۔ یہ قوانین بالخصوص سماجی قوانین شہریوں کو اختیارات دیتے ہیں، مجرموں کو سزا اور زندہ رہنے کے لیے حقوق کی پامالی پر مناسب میکنزم کا نفاذ کرتے ہیں اور کسی بھی شکل میں ہونے والے استحصال پر قدغن لگاتے ہیں۔ حالیہ دنوں میں آنے والے سب سے اہم قوانین میں حقِ اطلاعات ایکٹ 2005 شامل ہے۔ انسانی حقوق کے علمبردار اور سوشل ورکرز اس ایکٹ کا صحیح استعمال کر کے حکومت اور اداروں کو جواب دہ بنا سکتے ہیں اور انسانی حقوق کے استحصال کے سلسلے میں روک تھام کی تدابیر اختیار کر سکتے ہیں۔ خود مختار عدلیہ اور عدلیاتی ایکٹوزم نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اہم رول ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر دفعہ 32 (جسے ڈاکٹر امبیڈکر نے دستور کی روح کہا ہے) کسی بھی ہندوستانی شہری کو یہ حق فراہم کرتی ہے کہ وہ عدالت (ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ) میں جا کر اپنے بنیادی حقوق کا استحصال ہونے پر اپیل کرے۔ عدالت عظمیٰ نے دفعہ 32 کے دائرے کو مزید بڑھاتے ہوئے لوکس اسٹینڈائی کا دائرہ وسیع کیا ہے جس میں کسی بھی شخص کو بحیثیت فریق قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔ اپنے ایک فیصلے میں سپریم کورٹ نے کہا کہ عوام میں سے کوئی بھی فرد 'خاطر خواہ دلچسپی' رکھتے ہوئے کسی بھی فرد کے لیے قانونی چارہ جوئی کر سکتا ہے۔ اس فیصلے نے سوشل ورکرز اور انسانی حقوق کے علمبرداروں کے لیے پی آئی ایل (مفاد عامہ کے لیے اپیل) کے راستے ہموار کیے۔ مزید برآں سماجی قوانین کی پامالی کے سلسلے میں یہ کہا گیا کہ یہ قوانین بنیادی حقوق کی موجودگی درج کرانے کے لیے لائے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جن کی حقوق تک رسائی نہیں ہے وہ بلا واسطہ اپنے معاملات کو کورٹ تک لے جا سکتے ہیں۔ اس قانونی میکینزم کے ذریعے ہی سوشل ورکرز اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہیں اور ملک میں انسانی حقوق کے فروغ کے لیے مستقل جد و جہد کرتے ہیں۔

باکس 9.2: کیا آپ جانتے ہیں؟ (Do You Know?)

- ☆ انسانی حقوق کے فروغ میں سوشل ورکرز نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر 'لیگ آف نیشنز'، 'ریڈ کراس'، 'ویمنز انٹرنیشنل لیگ پیس اینڈ فریڈم'، 'سیو دی چلڈرین' اور انسانی حقوق کو فروغ دینے والی دیگر تنظیموں میں سوشل ورکرز کی شمولیت رہی ہے۔
- ☆ 1915 میں جین ایڈمس (سوشل ورک کی پہلی نوبل انعام یافتہ خاتون) نے دی ہیگ (نیدرلینڈ) میں خواتین امن کانفرنس میں شرکت کی، پھر وہاں سے برلن کا سفر کیا اور جرمن چانسلر سے ملاقات کرنے کی کوشش کی تاکہ اس سے پہلی عالمی جنگ کو ختم کرنے کی اپیل کریں۔ البتہ وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکیں۔
- ☆ 1915 میں سوشل ورکر ایگلنٹن جیب نے انگلینڈ میں سیو دی چلڈرین فنڈ کی بنیاد ڈالی۔ انسانی حقوق کے ضمن میں جیب کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے بلقان جنگ کے بعد رفیوجیوں کی خراب صورت حال کا مشاہدہ کیا اور ان کے درمیان رہ کر ریلیف کا کام کیا۔ اس تجربے کی بنیاد پر انھوں نے ''ہیلپنگ چلڈرین'' تصنیف کی۔

جیب نے سیودی چلڈرین قائم کرنے کے لیے کڑی محنت کی۔اس تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ ضرورت مند بچوں کی مدد کی جائے اور جنگ ہونے یا جنگ جیسے حالات میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ بچوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے بچوں کے حقوق پر منشور کا خاکہ تیار کیا تھا جو 1989 میں بچوں کے حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کے کنونشن کی بنیاد بنا۔

☆ دوسری جنگ عظیم کے دوران نازی طاقتوں نے ایلس سیلومون کو یہودی ہونے کی بنا پر ملک بدر کیا جو کہ جرمن اسکولز آف سوشل ورک کی بانی تھیں۔سیلومون عالمی امن کی تحریک میں سرگرم تھیں اور انھوں نے جین ایڈمس کے ساتھ بھی کام کیا۔ سیلومون یورپ کی ایک معروف سوشل ورکر تھیں۔

☆ 2005 میں ہندوستانی پارلیمنٹ نے حق اطلاعات کا قانون جاری کیا جو عوام اور شہریوں کی ترقی میں اہم قدم ہے۔جانکاری حاصل کرنا دستور ہند کی دفعہ 19(1) کے تحت درج بنیادی حقوق کا ایک حصہ ہے۔اس قانون کے تحت ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عوامی اور سرکاری دفاتر کی سرگرمیوں، کاموں اور دستاویزات کے بارے میں جانکاری حاصل کرسکتا ہے۔

☆ مفاد عامہ کے لیے اپیل/Public Interest Litigation (پی آئی ایل) ہندوستان کے عدالتی نظام میں ایک اہم اور انقلابی قدم ہے جس میں کسی بھی عوامی کاز کے لیے کوئی بھی فرد، افراد کا گروہ یا تنظیم عدالت تک جاسکتی ہیں۔آر ٹی آئی اور پی آئی ایل ایسے آلہ کار ہیں جن کے ذریعے سوشل ورکرز پسماندہ طبقات اور محروم افراد کے حقوق کی بحالی کو یقینی بناسکتے ہیں۔

☆ ہندوستان میں انسانی حقوق کی حفاظت کے ایکٹ کے تحت 1993 میں قومی کمیشن برائے انسانی حقوق قائم کیا گیا۔

ماخذ: ایفے، 2001؛ ریشرٹ، 2003؛ متعلقہ انٹرنیٹ ویب سائٹس

9.7: خلاصہ (Conclusion)

حقوق کا یہ تصور کہ اس کرہ ارض پر رہنے والے کسی بھی انسان کو بنیادی حقوق سے کسی بھی صورت میں محروم نہیں کیا جاسکتا ہے، انسانی برادری کا بذات خود ایک عظیم کمٹ منٹ ہے۔انسانی حقوق کا یہ نظریہ انفرادی اور اجتماعی حقوق کو ہمیشہ برقرار رکھتا ہے اور یہ حقوق آفاقی، ناقابل تقسیم، ناقابل تنسیخ، ناقابل انتقال اور باہمی طور پر منسلک ہیں۔رسمی طور پر 1948 میں اقوام متحدہ کے عالمی منشور سے انسانی حقوق کی ابتدا ہوئی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ترقی پر مبنی دیگر تبدیلیاں ہوئیں جنھیں ہم انسانی حقوق کی تین سطح کے نام سے جانتے ہیں۔ہر سطح کے حقوق کی نوعیت اس وقت کے فلسفے اور نظریات کی عکاس ہے۔

اقوام متحدہ کے منشورات، معاہدات اور کنونشن اپنے دستخط کنندہ ممالک کو انسانی حقوق سے متعلق ایک بنیادی فریم ورک فراہم کرتے ہیں تاکہ متعلقہ مملکتیں ان ہدایات پر عمل کرکے ان شقات کو نافذ کرنے کے ساتھ مختلف پالیسیوں کی ابتدا کریں جس سے انسانی حقوق پوری طرح عمل میں آسکیں۔سوشل ورک پیشہ وران جن کا دارومدار انسانی حقوق اور سماجی انصاف کی انسان دوست اقدار پر ہے انھیں قانونی اور انسانی حقوق کی باریکیوں کو مکمل طور پر سمجھنے اور اپنی پریکٹس میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

پیشہ وران کو اس بات پر فخر محسوس کرنا چاہیے کہ سوشل ورک کی بنیاد انسان دوستی، انسانی حقوق اور سماجی انصاف پر ہے۔

9.8:سوالات کی مشق(Practice Exercise)

1. انسانی حقوق کے عالمی منشور میں درج انسانی حقوق کی تین سطحوں کو واضح کریں۔
2. انسانی حقوق اور سوشل ورک کے درمیان گہرے رشتے کی تفصیل بیان کیجیے۔

نمونہ جوابات

1. پہلی سطح کے حقوق سیاسی اور شہری حقوق سے منسوب ہیں جس میں فرد کی بنیادی آزادیاں شامل ہیں۔اقوام متحدہ کا عالمی معاہدہ برائے شہری وسیاسی حقوق جسے 1966 میں جنرل اسمبلی کے ذریعے منظور کیا گیا مگر اس کا نفاذ 1976 میں ہوا۔روشن خیالی کے دور اور لبرل سیاسی فلسفے سے متاثر یہ سطح قدرتی حقوق کے تحفظ پر زور دیتی ہے جس میں فرد کی عزت و وقار، اظہار خیال اور حرکت پذیری کی آزادی، مناسب ٹرائل، اور قانون کے سامنے مساوات، مذہب، نسل، جنس وغیرہ کی بنا پر امتیاز سے آزادی جیسے بنیادی حقوق شامل ہیں۔اس معاہدے کی تمہید میں صاف طور پر کہا گیا کہ شہری اور سیاسی آزادی سے لطف اندوزی اور خوف اور افلاس سے آزادی اس صورت میں حاصل کی جاسکتی ہے جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن میں ہر کوئی اپنے شہری اور سیاسی حقوق، اور اس کے ساتھ سماجی اور ثقافتی حقوق سے لطف اندوز ہو سکے۔

دوسری سطح کے انسانی حقوق وہ ہیں جنھیں معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے نام سے جانا جاتا ہے۔اشتراکی نظریے سے مغلوب (جس کی فکری جڑیں اٹھارویں صدی کی لبرل ازم تحریک کے بجائے سماجی جمہوریت اور دیگر اجتماعیت کی تحریکوں سے ملتی ہیں) ایسے حقوق ہیں جو افراد اور قوموں کو مختلف سماجی تحفظات یا خدمات سے لیس کرتے ہیں تاکہ بحیثیت انسان وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال میں لاسکیں۔پہلی سطح کے حقوق کے برعکس ان حقوق کو بروئے کار لانے کے لیے ریاست کا متحرک کردار ادا کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس ضمن میں ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ مختلف سماجی تحفظات کی شکل میں ان حقوق کو اپنے شہریوں تک پہنچائے۔یہی وجہ ہے کہ ان حقوق کو مثبت حقوق کے نام سے جانا جاتا ہے۔ان حقوق کو اقوام متحدہ کے عالمی معاہدہ برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے ذریعہ یقینی بنایا گیا ہے جسے 1966 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے منظور کیا جس پر 1976 میں عمل درآمد ہوا۔اس دستاویز میں حقوق کی ایک جامع فہرست فراہم کی گئی ہے مثلاً روزگار، کام کا معقول معاوضہ، مناسب گھر، غذا اور کپڑے، تعلیم، مناسب صحت کا نظام، سماجی حفاظت، بڑھاپے میں عزت ملنے کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔

تیسری سطح کے انسانی حقوق اجتماعی سطح پر محسوس کیے جانے والے حقوق ہیں۔اس لیے یہ 'اجتماعی حقوق' کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ وہ حقوق ہیں جو کسی فرد کے بالمقابل کمیونٹی، سماج یا قوم سے منسلک ہیں۔نوآبادیت یا کلونیل ازم کی ناپائیدار سماجی اور معاشی

ترقی کے خلاف جدو جہد، غلام لوگوں کی خود مختاری اور ماحولیاتی ایکٹوازم کی روایت پر مشتمل حقوق کے اس زمرے میں معاشی ترقی کا حق، عالمی تجارت سے فائدہ اٹھانے کا حق، ہم آہنگ سماج میں رہنے کا حق اور محفوظ ماحول کا حق جیسے صاف ہوا میں سانس لینے کا حق، صاف پانی کا حق اور فطری مناظر کو محسوس کرنے کا حق وغیرہ شامل ہیں۔

2. انسانی حقوق انسان کے قدرتی حقوق ہیں جن کی تفصیل ویانا کے اعلامیہ (1993) میں پیش کی گئی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ تمام طرح کے انسانی حقوق، انسانی عزت و وقار کے ساتھ شروع ہوتے ہیں، اور انسان کے لیے انسانی حقوق اور بنیادی آزادی مرکزی موضوع ہیں۔ اگر ہم دوسرے الفاظ میں کہیں تو انسان بذات خود انسانی حقوق کا موضوع ہے۔ 1987 میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کے متعلق کہا کہ یہ ایسے حقوق ہیں جو ہماری فطرت میں ودیعت کیے گئے ہیں اور جن کے بغیر ہم جی نہیں سکتے ہیں۔

انسانی حقوق کے فروغ کے سلسلے میں، سوشل ورکرز کو وافر علم اور مہارتوں سے لیس ایک پائیدار بنیاد کی ضرورت ہے تا کہ وہ انسانی حقوق کے مسئلے پر اچھی طرح کام کرسکیں۔ اس لیے سوشل ورک سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ انسانی حقوق کے تصور، انسانی حقوق کا ارتقا، سوشل ورک کے مباحث، انسانی حقوق اور سوشل ورک کے گہرے تعلق کو سمجھیں اور ان مسائل و چیلنجز کو بھی سمجھ سکیں جو بسا اوقات حقوق کی لڑائی میں انھیں پیش آتے ہیں۔ سوشل ورک پیشے پر کام کرنے والی عالمی تنظیمیں ہی اس پیشے کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان تنظیموں کی فلسفیانہ اساس انسان کی عزت نفس اور فطری اہلیتوں پر اعتماد، تنوع کے تئیں احترام اور ہمہ گیر انسان دوستی کا جذبہ ہے۔ اسی جذبے سے مغلوب ہو کر سوشل ورک کی عالمی تنظیموں نے پیشہ وران کی حیثیت اور ان کے رول کے بارے میں ایک ترقی پسند دستاویز 'سوشل ورک میں اخلاقیات اور اصولوں کا بیان' کے نام سے شائع کیا ہے۔ یہ دستاویز سوشل ورک پریکٹس میں انسانی حقوق کی زبردست اہمیت کو اجاگر کرتا ہے اور سوشل ورک کی ایک ایسی عالمی تعریف فراہم کرتا ہے جو چھوٹی سطح یا مائیکرو لیول پر کام کرنے کے لیے ضروری ہے۔

9.9: اہم اصطلاحات (Key Words)

اعلامیہ: انسانی حقوق کے دستاویزات کے ضمن میں کوئی بھی اعلامیہ رسمی اور ایک غیر لازمی بیان ہوتا ہے جس میں عمومی اصولوں اور وسیع فرائض کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس میں ممبر ممالک سے توقع کی جاتی ہے کہ اس اعلامیے میں درج سفارشات کو اپنی مملکت میں قانونی شکل میں نافذ کریں، مگر ان سفارشات کی نوعیت قانونی نہیں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے میں اقوام متحدہ کے ممبر ممالک کو انسانی حقوق کی اہمیت کو سمجھنے اور مناسب جگہ دینے کی ترغیب دی گئی ہے مگر ان ممالک پر اسے قانونی طور پر مسلط نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ ان سے امید کی جاتی ہے کہ کسی منشور پر دستخط کرنے کے بعد کوئی بھی ملک اپنی سرحد میں ان کو ذمے داری کے ساتھ محسوس کرنے اور نافذ کرنے کی کوشش کرے گا۔ کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہت سارے ممالک بنیادی انسانی حقوق کو جارحانہ انداز میں پامال

کرتے ہیں۔ اعلامیے عام طور پر انسانی حقوق کے ایشوز سے متعلق ہیں اور ممالک کو ایسے مواقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اکٹھا ہو کر ایسے موضوعات کے تمام پہلوؤں پر غور و فکر کریں۔ کئی بار اقوام متحدہ کے زیر اہتمام انسانی حقوق کے کسی موضوع پر کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جن میں ممالک حصہ لیتے ہیں اور ان کے درمیان تنازعہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ حالیہ دنوں میں نسل پرستی پر منعقدہ ایک کانفرنس میں امریکہ نے اسرائیل کے متعلق لیے گئے موقف پر اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور کانفرنس سے دست بردار ہو گیا۔

معاہدہ: اعلامیے کی غیر رسمی اور غیر لازمی نوعیت کے برعکس، اقوام متحدہ کے جاری کردہ ایسے متعدد دستاویزات ہیں جن کی اطاعت دستخط کنندہ اور تصدیق کرنے والے ممالک پر فرض ہے۔ جس میں ممبر ممالک کو متعلقہ معاہدے کی تجاویز کو اپنے ملک میں کسی خاص قانون کے ذریعے نافذ کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً شہری و سیاسی حقوق کے بارے میں بین الاقوامی معاہدہ اور معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے بارے میں بین الاقوامی معاہدہ۔

تصدیق: کسی بھی بین الاقوامی معاہدے کو ایک ملک میں قانونی شکل اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ممبر ملک اس معاہدے کی تصدیق کرے۔

ریزرویشن: معاہدے پر کسی ممبر ملک کی تصدیق کے بعد وہ ملک کسی بھی دفعہ یا شق پر 'ریزرویشن' رکھ سکتا ہے۔ جس معاہدے میں ریزرویشن اختیار کرنے کی اجازت ہوتی ہے، اس میں کوئی بھی ممبر ملک اپنے ملک کی نوعیت اور صورت حال کے مطابق کسی ایک دفعہ یا شق کی تعبیر اپنے لحاظ سے کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے بارے میں بین الاقوامی معاہدے میں مختلف ممالک نے اپنے اعتبار سے ریزرویشن رکھا یا ذہنی تحفظات پیش کیے، جس میں ہندوستان نے خود ارادیت کو اپنے شہریوں پر نافذ نہ کرتے ہوئے اس کی تعریف میں محض ان ممالک کو رکھا جن پر کسی دوسرے ملک کا غلبہ ہو۔

عزت و وقار: وقار کا اصلی مفہوم 'فطری اہلیت' ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر میں 'عزتِ نفس اور اہلیت' کے لیے دو مترادف الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ 'فطری عزتِ نفس' کا مفہوم بھی 'فطری اہلیت' ہوتا ہے۔

سماجی اخراجیت: سماجی ذرائع کی رسائی میں کمی واقع ہونے کی وجہ سے معاشرے میں حصے داری سے باہر ہو جانا۔

سماجی شمولیت: معاشرے کے مرکزی دھارے کے شانہ بہ شانہ لانے کے عمل کو کہتے ہیں جس میں افراد کو ایسے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں جن سے وہ اپنی زندگی میں آسودگی اور فراوانی سے بہرہ ور ہو سکیں اور سماج میں حصے داری مل سکے۔

9.10: حوالہ جات (References)

Bakshi, P. M. (2002). *The Constitution of Indi*a (5th ed. First published in 1991). Delhi: Universal Law Publishing Co. Pvt. Ltd.

Baxi, U. (2002). *The Future of Human Rights*. New Delhi: Oxford University Press.

Dominelli, L. (2004). *Social Work: Theory and Practice for a Changing Profession*. Cambridge & Malden: Polity Press.

Freeman, M. (2002). *Human Rights: An Interdisciplinary Approach*. Cambridge: Polity Press.

http://www.ohchr.org

Ife, J. (2001). *Human Rights and Social Work: Towards Rights-based Practice*. Cambridge: Cambridge University Press.

IFSW., & IASSW. (2004). *Ethics in Social Work, Statement of Principles*. Bern: International Federation of Social Workers & International Association of Schools of Social Work.

IFSW., & IASSW. (2014). *Social Work Definition*. Bern: International Federation of Social Workers & International Association of Schools of Social Work.

Kohli, A. S. (Ed.). (2004). *Human Rights and Social Work: Issues, Challenges and Response*. New Dehi: Kanishka Publishers.

Reichert, E. (2003). *Social Work and Human Rights - A Foundation for Policy and Practice*. Jaipur & New Delhi: Rawat Publications.

Shahid, M. (2008). Social Work and Human Rights. In IGNOU (Ed.). *MSW-004 Social Work and Social Development* (pp 23-34). New Delhi: Indira Gandhi National Open University.

باب10

سوشل ورک: آرٹ یا سائنس

Social Work: Art or Science

سوشل ورک: آرٹ یا سائنس

10.1: تعارف (Introduction)

سوشل ورک ڈسپلن کی فنی اور سائنسی حیثیت پر بحث ومباحثہ دلچسپ ہے۔ سوشل ورک کی پیشہ ورانہ خصوصیات اور اس کے وسیع دائرہ کار کی افہام وتفہیم کے لیے اس پیشے کے فنی اور سائنسی پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس باب میں یہ سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سوشل ورک فن ہے یا سائنس، یا پھر ان دونوں کے پرے بھی کچھ ہے! اور یہ کہ عصر حاضر میں سوشل ورک کی فنی یا سائنسی نوعیت سے متعلق مباحثے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ اس باب میں اسی نظریاتی بحث کو تفصیل سے پیش کیا جائے گا۔

10.2: مقاصد (Objectives)

اس باب کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1. سوشل ورک کی فنی حیثیت کو بخوبی سمجھ لیں۔
2. سوشل ورک کی سائنسی حیثیت سے واقف ہو سکیں۔

10.3: سوشل ورک کی فنی اور سائنسی تفہیم (Art and Science of Social Work)

ابتدا سے ہی سوشل ورک کی نظریاتی اساس کی نوعیت ارتقائی رہی ہے مگر اس پیشے کے رول اور مرتبے کے سلسلے میں دانشوروں کے بیچ بحث ومباحثے اکیسویں صدی میں بھی برقرار ہیں۔ سوشل ورک ایک ایسا پیشہ ہے جس نے لوگوں کی پریشانی اور دکھ کو کم کرنے کے سلسلے میں پیہم کوشش کی ہے۔ یہ نقطہ نظر اہم ہے کہ اپنے مرکزی منشور کے پیش نظر سوشل ورک انسانوں کی بدلتی ہوئی ضرورتوں اور تقاضوں کے تناظر میں ایک متحرک پیشہ ہے جس نے اپنی توجہ انسانیت کے دکھ کا مداوا کرنے والے کردار سے آگے نکل کر لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کی وکالت کی ہے۔ آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو کی قیادت میں سوشل ورک کی نئی تعریف ایک خاص پیراڈائم شفٹ کی طرف ہماری توجہ مرکوز کراتی ہے:

> سوشل ورک عمل پر منحصر ایک ایسا پیشہ اور اکیڈمک ڈسپلن ہے جو سماجی بدلاؤ اور ترقی، سماجی ہم آہنگی، اور لوگوں کی بااختیاری اور آزادی کو فروغ دیتا ہے۔ سماجی انصاف، انسانی حقوق، اجتماعی ذمے داری اور تنوع کا احترام کے اصول اس ڈسپلن کے مرکزی موضوعات ہیں۔ سوشل ورک، سماجی علوم، ہیومنٹیز اور مقامی علوم کے نظریات سے لیس یہ پیشہ لوگوں کے عوامی مسائل یا لائف چیلنجز کو حل کرنے اور آسودگی یا خوشحالی کو یقینی بنانے کے لیے عوام اور ان کے ساختیاتی مسائل میں مداخلت کرتا ہے (آئی ایف ایس ڈبلیو اور آئی اے ایس ایس ڈبلیو، 2014)۔

غیر منظّم خیراتوں کے انتظام وانصرام کی ابتدائی کوششوں سے لے کرآج کے موجودہ انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے مسائل تک سوشل ورک نے ایک لمبا اور دلچسپ تاریخی سفر طے کیا ہے۔اس تاریخی سفر کے دوران سوشل ورک کی نوعیت کی تعبیر وتشریح کی بھی بہت ساری کوششیں ہوتی رہی ہیں۔خاص طور پر اس سوال پر خاصی بحثیں ہوئی ہیں کہ آخر سوشل ورک ہے کیا، آرٹ یا سائنس؟ 'نیو یارک ٹائمس' کے اداریے نے سوشل ورک کی بدلتی ہوئی نوعیت نیز اس کے تئیں سماج کے رویے پر ایک تاثر پیش کرتے ہوئے لکھا تھا:

> ایک نیا پیشہ ٹھیک ہماری آنکھوں کے سامنے پختگی کے مراحل طے کر رہا ہے جس کا نام سوشل ورک ہے۔ جسے کسی زمانے میں کاندھے پر رکھی ایک ایسی ٹوکری سے تعبیر کیا گیا تھا جس کے ذریعے غریبوں کی مدد کی جاتی تھی۔مگر اب یہ ایک ڈسپلن ہے جو اپنے طریق کار میں سائنسی اور انداز میں تخلیقی ہے اور جو سماج کے مختلف مسائل پر تدارکی یا ریمیڈیل اقدامات اٹھاتا ہے (اسکڈ مور اور دیگر میں درج شدہ، 1997:4)۔

یہ اداریہ بے حد خوبصورتی سے بطور ڈسپلن سوشل ورک کی آمد اور اس پیشے کا غریبوں کی مفت مدد والے کردار سے باہر آنے کی سخت ضرورت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔سوشل ورک کی ابتدائی تحریریں اس پیشے کے مشن اور مقصد کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس میں 'لوگوں کی مدد اس طرح کرنا کہ وہ اپنی مدد خود کرنے کے لائق ہو جائیں' کا تصور اہم تھا۔ساتھ ہی ساتھ اس بات پر بھی مسلسل زور دیا گیا کہ سوشل ورک علم اور مہارتوں پر مشتمل ایک ایسا پیشہ ہے جو انسانوں اور ان کے مسائل سے نبرد آزما ہوتا ہے۔یہ علم سائنسی طریقہ کار پر مبنی ہے جسے ایک تخلیقی انداز کے ساتھ عمل میں لایا جاتا ہے تاکہ تنوع سے پُر اور متحرک انسانی برتاؤ اور انسانی مشکلات ومسائل پر توجہ دی جا سکے۔دراصل سوشل ورک کے اسی فنی اور سائنسی امتزاج سے اس پیشے کی نوعیت اجاگر ہوتی ہے۔ساتھ ہی یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اپنی مضبوط جدید بنیادوں کے باوجود سوشل ورک کی پیشہ ورانہ شناخت مبہم رہی ہے۔مارٹینز براؤلے اور زوریٹا (1998) نے اس کیفیت کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے جس سے دو مفہوم اخذ کیے جا سکتے ہیں، پہلا مفہوم تو یہ ہے کہ سائنسی ڈسکورس میں سوشل ورک کے باہر رہنے کی وجہ اس کی کوئی اندرونی یا قدرتی خامی نہیں ہے بلکہ اس پیشے کی پریکٹس کی نوعیت ہی ایسی ہے۔دوسرا مفہوم یہ ہے کہ مابعد جدیدیت کے پس منظر میں سوشل ورک ایک ایسی رنگارنگی تصویر کا عکاس نظر آتا ہے جس میں آرٹ، سائنس، عقل اور حس، منظّم اور غیر منظّم علم ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔چنانچہ سوشل ورک پیشے کے بنیادی مبادیات پر باریک بینی سے سوچنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح پریکٹس یا آرٹ فل پریکٹس اس پیشے کی مضبوطی یا کمزوری ہے! اور آخر میں سوشل ورک کو آرٹ اور سائنس کی پنڈولم والی کیفیت پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔

سوشل ورک پیشہ اپنے ابتدائی دور سے ہی بطور آرٹ ایک اہم موضوع رہا ہے۔انیسویں صدی کے دوسرے حصے میں یورپ بالخصوص انگلینڈ اور امریکہ میں اوکٹویا ہل اور چیریٹی آرگنائیزیشن سوسائٹیز کی سرگرمیوں میں سوشل ورک کے فن کا نمایاں عنصر

مقبول ہوا۔ تاہم وقت اور حالات کی مناسبت سے سوشل ورک کی فنی خوبیوں کو کم مقبولیت حاصل ہوئی۔ مثال کے طور پر انگلینڈ (1986) نے سوشل ورکرز کو یہ صلاح دی کہ وہ اپنے آرٹ والے پیغام کو اس انداز میں پیش کریں جس سے ان پر بار بار لگنے والے اس الزام کو دور کیا جا سکے کہ سوشل ورک کا خود کو پیشہ کہنے کا دعوا فضول اور ایک بیجا خودستائی پر مبنی ہے کیوں کہ اس پیشے کا کام حد درجہ موضوعی ہونے کی وجہ سے غیر ضروری ہے (مارٹینز براؤلے اور زوریٹا، 1998 میں درج شدہ)۔ بیسویں صدی کے اوائل میں ہی سوشل ورک میں سائنس کی خصوصیات کی موجودگی پر غور کیا گیا۔ چنانچہ اس ضمن میں بڑی شد و مد سے اور والہانہ انداز میں پیشہ ورانہ درجے کی تلاش و دعوے میں اضافہ ہوا اور سوشل ورک کے سائنسی خد و خال کو سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ گولڈاسٹین (1990) کے مطابق اس بات میں حیرت نہیں ہے کہ سماج کی نئی سائنسی ایجادات اور ٹکنالوجی کے زبردست فوائد اور رعب نے سب کو موہ لیا تھا۔ کچھ لیڈران (جن میں میری رچمنڈ وغیرہ شامل ہیں) نے پیشے کی انسانیت کی بنیاد کو الوداع کہہ کر سوشل کیس ورک کو بطور سائنس تسلیم کیا (مارٹینز براؤلے اور زوریٹا، 1998 میں درج شدہ)۔ اس سلسلے میں ابراہم فلیکسنر نے بھی اس وقت کے سوشل ورکرز کو اپنے دلائل سے متاثر کیا اور اس بات پر زور دیا کہ سوشل ورک کو اس وقت تک پیشہ ورانہ مقام و مرتبہ ملنا مشکل ہے جب تک کہ اس پیشے کے پاس ایک ٹھوس سائنسی علم کی بنیاد اور تعلیمی طور پر ترسیلی تکنیکیں نہیں ہوں گی۔

10.4: سوشل ورک بطور سائنس (Social Work as Science)

انیسویں صدی میں سائنسی ترقی کے زیر اثر انسانی سماج کے افعال و سرگرمیوں اور اس میں درپیش کمیوں اور چیلنجز کو سائنس کے عالمگیر اصولوں کے طرز پر سمجھنے اور تشریح کرنے کی کوشش کی گئی۔ حتی کہ سماجی علوم اور انسانی معاملات کو مظاہر فطرت کے علوم کے فریم ورک سے سمجھنے پر زور دیا گیا جس کے نتیجے میں سوشل ورک میں بھی اسی کو بنیاد بنا کر اس ڈسپلن کی درجہ بندی کی گئی۔

اس وقت کے ماہرین سماجی علوم بھی اس تجسس میں تھے کہ ان کے متعلقہ مضامین کو بھی سائنسی درجہ مل جائے۔ مثال کے طور پر آگسٹ کامٹ کا یہ ماننا تھا کہ انسانی علوم کے مطالعے میں مظاہر فطرت کے علوم کے طریقوں کا اطلاق سماج میں مثبت سائنس کو فروغ دے گا۔ کامٹ کا یہ نظریہ Positivism یا اثباتیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ انھوں نے سماجیات کی تعریف سماجی مظہر سے متعلق ایک علم کی حیثیت سے کی تھی اور سماجیات کے لیے بھی مثبت طریقہ کار کی حمایت کی جیسا کہ نیچرل سائنسز (فطری علوم) میں کیا جاتا ہے۔ اس علمی تحریک کے زیر اثر کئی سارے سماجی علوم کے مضامین پروان چڑھے جن میں سماجیات، سیاسیات، علم نفسیات اور سوشل ورک سرفہرست ہیں۔ حتی کہ موجودہ زمانے میں بھی اثباتیت اپنی فکری اساس کے سبب دانشوروں کے بیچ ایک گرم بحث کا موضوع ہے۔ علم سماجیات کے ایک اور مفکر انگلینڈ کے ہربرٹ اسپنسر (1820-1903) ہیں۔ جن کا نظریہ ارتقا پسندی پر مشتمل ہے۔ ان کے مطابق ارتقا مادے کی غیر نامیاتی دنیا میں شروع ہوتا ہے اور جانوروں و پیڑ پودوں کی زندہ، نامیاتی یا عضویاتی دنیا سے گزرتا ہے اور انسانوں اور ان کی سماجی دنیا پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی بھی سماج کی کارفرمائی و عضویت ایک زندہ اور

عضوی جسم کی مانند ہے یعنی تمام اعضا کا ارتقا ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے۔ ان کے اہم کاموں میں سماجی شماریات، ابتدائی اصول، اصول سماجیات اور انسان بنام ریاست ہیں۔

سوشل ورک کی سائنسی بنیاد کا محور اس کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کے اردگرد گھومتا ہے۔ اس سوال نے سوشل ورکرز کو تقریباً ایک صدی تک بے چین رکھا، ساتھ ہی یہ بات بھی اہم ہے کہ پچھلے سو سال میں سوشل ورک کی تعریفات کے ذریعے اس پیشے کے پیشہ ورانہ ارتقا، نظریاتی تناظر اور پریکٹس کے ابھرتے ہوئے میلانات کے بارے میں ہمیں علم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ تعریفات سوشل ورک کے مشن اور اغراض و مقاصد میں کم و بیش یکساں ہیں لیکن ان کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اپنی سرگرمیوں کی بنا پر ان کے درمیان ایک امتیازی فرق بھی ہے۔ سوشل ورک کی تاریخ میں ابراہم فلیکسنر کا مشہور لکچر، ''کیا سوشل ورک پیشہ ہے'' جو انھوں نے 1915 میں بالٹی مور کانفرنس آن چیریٹیز اینڈ کریکشنز میں دیا تھا، وہ لکچر سوشل ورک کے ارتقا میں حد درجہ معنویت کا حامل ہے۔ فلیکسنر نے مثالوں کے ذریعے پیشے کی خصوصیات پر طویل گفتگو کی جس میں انھوں نے پیشے کی شرائط سے متعلق کئی اہم سوالات اٹھائے۔ انھوں نے کہا کہ کوئی بھی پیشہ اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی تکمیل میں نہایت تندہی کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے۔

1921 میں میری رچمنڈ نے سوشل ورک کے ضابطۂ اخلاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اخلاقیات کا ایک باقاعدہ نظام نہ ہونے کی صورت میں اس پیشے کی سماجی پہچان گم ہو جائے گی۔ 1923 میں نیشنل کانفرنس آن سوشل ویلفیئر کے موقع پر اس نکتے پر بحث کی گئی مگر اس خاکے کو کبھی عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔ بالآخر 1952 میں کونسل آن سوشل ورک ایجوکیشن اور 1955 میں نیشنل اسوسی ایشن آف سوشل ورکرز کے قیام سے سوشل ورک کو بطور پیشہ بہت مضبوطی ملی۔

1950 کے آخر تک پیشہ ورانہ جرنل 'سوشل ورک' میں سوشل ورک کی پیشہ ورانہ نوعیت پر طویل بحث ہوئی اور یہ جرنل 'سوشل ورک کی نوعیت'، 'سوشل ورک کتنا سوشل ہے؟' اور 'بدلتی دنیا میں بدلتا ہوا ایک پیشہ' جیسے علمی مضامین منظر عام پر آئے۔ مگر ارنیسٹ گرین ووڈ کا اہم ترین کام 'پیشے کی خصوصیات' کے نام سے 1957 میں شائع ہوا۔ گرین ووڈ نے پیشے کا از سر نو تجزیہ کیا۔ اس سے پیشہ وران کو سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کے تعلق سے ایک طرح کا اطمینان ہوا۔ اپنے تجزیے میں گرین ووڈ نے یہ دعوا کیا کہ سوشل ورک پہلے سے ہی ایک پیشہ ہے چنانچہ اس سلسلے میں اب تشویش سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے کی نہیں بلکہ اس بات کی ہے کہ پیشہ ورانہ درجہ بندی میں اس پیشے کا کیا مقام ہے۔

بہرحال یہ تمام کوششیں سوشل ورک کو مزید نظریاتی، سائنسی اور منظم بنانے کے لیے کی گئیں۔ جب کہ وہیں ایک دوسرا اہم پہلو نظرانداز ہوتا رہا کہ انسانی فطرت تبدیل ہوتی رہتی ہے اور اس میں مستقل مزاجی نہ ہونے کی وجہ سے ایک انسان کے برتاؤ کے بارے میں پیشن گوئی کرنا یا کوئی حتمی اصول بنا دینا ٹھیک نہیں ہے۔ انسانی مسائل حد درجہ پیچیدہ ہیں جن کو حل کرنے کے لیے ایک خاص فنی اختراع اور اسلوب کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیسویں صدی کے اواخر میں سوشل ورک کے پیشہ ورانہ مقام و مرتبے پر ہو رہی بحث کے

رخ میں تھوڑا بدلاؤ آیا اور اس نئی بحث میں سوشل ورک کے اوصاف پر زور دیا گیا۔ جس میں اس پیشے کے اندر اقتدار، کنٹرول اور اجارہ داری کے بشمول کلائنٹ اور ورکر کے رشتے میں بالادستی کے پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا گیا۔ سوشل ورک کے علم، مہارتوں اور تکنیکوں کو متنوع ثقافتی گروہوں اور ان کے منفرد مسائل کے تناظر میں دیکھا گیا جس نے پیشے کی آفاقیت اور سائنسی عالمگیریت پر تنقیدی سوالات کیے۔ اس میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ سوشل ورک کی سائنسی اساس زیادہ عرصے تک قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ مارٹینز براؤلے اور زوریٹا (1998) نے سوشل ورک کی سائنسی بنیاد پر ایک عمدہ رائے دی ہے، انھوں نے کہا کہ جن لوگوں نے سوشل ورک کے سائنسی پہلو پر زور دیا وہ ایک ایسے سماجی دباؤ میں تھے جس میں ہر پیشے کے لیے تکنیکی معقولیت کو اہم سمجھا گیا۔ یہ تکنیکی معقولیت دراصل آگسٹ کامٹ کی تحریک کے زیر اثر تھی جس میں سائنسی علوم اور تکنیکی کنٹرول کو انسانی سماج پر آزمانے کی بات کہی گئی تھی۔ اب سائنسی علم محض جیومیٹری، میکانیکل یا علم کیمیا تک محدود نہیں تھا بلکہ اس نے بنیادی طور پر علم سیاسیات اور اخلاقیات کو بھی متاثر کیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میڈیسن اور انجینئرنگ میں سائنسی معلومات اور تجزیے کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ مذہبی، روحانی، مابعدالطبیعات، یا پھر غیر مقداری چیزوں کو یکسر خارج کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہی سارے موضوعات سوشل ورک جیسے انسانی خدمات پر مبنی پیشوں کے لیے اہم ہیں (مارٹینز براؤلے اور زوریٹا، 1998)۔

10.5: سوشل ورک بطور فن (Social Work as an Art)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ وقت اور ضرورت کے لحاظ سے سوشل ورک کی فنی حیثیت کو کبھی اہمیت دی گئی اور کبھی اسے نظرانداز کیا گیا۔ فلیکسنر (1915) کی دلیلوں کے زیر اثر سوشل ورک کو سائنس کی طرف لے جانے کی انتھک کوششوں پر بیسویں صدی کے آخر میں اسکالرز اور پیشہ وران نے قدغن لگائی۔ ریوپرٹ (1986) نے سوشل ورک کے فنی پہلوؤں کی طرف توجہ نہ دیے جانے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سوشل ورک میں سائنسی پہلوؤں پر زیادہ زور اس لیے دیا گیا کیوں کہ اس وقت کے سماجی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے فوری طور پر کوئی راستہ نکالنا بھی ضروری تھا۔ انھوں نے لکھا ہے کہ سوشل ورک کا اختراعی اور فنی پہلو اس پیشے کی دسترس سے ہمیشہ باہر رہا ہے جسے کہ نہ صرف مشکوک نظروں سے دیکھا گیا بلکہ اس پہلو کو برا بھی سمجھا گیا۔ ان کے مطابق سوشل ورک کے فنی پہلو پر کبھی بھی سنجیدگی سے توجہ نہیں دی گئی اور نہ ہی اس کو مطلوبہ عزت ملی۔ مارٹینز براؤلے اور زوریٹا (1998) نے بھی غور کیا کہ سوشل ورک کے فنی پہلو کی طرف سے بے اعتنائی کا ذکر برٹش سوشل ورکرز (ملارڈ، 1977؛ ٹمس اینڈ ٹمس، 1977) نے بھی کیا ہے۔ مگر موجودہ دور میں معروضی بنام موضوعی کی بحث (معروضیت کو شک کے دائرے میں رکھا گیا) نے سائنس کی پہلے جیسی رمق پر سوالیہ نشان کھڑے کیے ہیں۔ بہت سارے مفکرین نے سائنسی عالمگیریت اور سائنسی طرز کی حتمیت پر تنقید کی ہے مثلاً ہین مین (1981) نے سوشل ورک میں مکمل سائنسی ضرورت پر سوال کیا، کارگر (1983) نے علم کی ترقی پر کنٹرول کے سیاسی پہلو پر زور دیا اور ہوو (1994) نے اس امر کی یاد دہانی کرائی کہ انسانی مسائل میں سائنسی اصولوں کی تلاش نے تاریخی طور پر فرد کی آزادی پر روک لگائی ہے۔ ان

مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ حالیہ برسوں میں دانشوروں نے سائنسی غلبے سے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں سوشل ورک سے وابستہ افراد کو آگاہ کیا ہے۔کلائنٹ اور سوشل ورکر کے درمیان ایک ہمہ گیر رشتہ ہوتا ہے جس کے ذریعے پریکٹس کے فنی پہلو اجاگر ہوتے ہیں جو درحقیقت سوشل ورک پیشے کی روح ہے۔

10.6: سوشل ورک عہد حاضر میں (Contemporary Social Work)

پاویل (2001) نے مابعد جدیدیت کے دور میں سوشل ورک کے امکانات پر عالمانہ بحث کی ہے۔گلوبلائزیشن کے تناظر میں سوشل ورک کے مستقبل کے تعلق سے غور کیا جائے جس نے عالمی سیاسی ایجنڈے پر ویلفیئر ریفارم کی آڑ لی ہے۔لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سوشل ورک کو وسیع سیاسی اور نظریاتی تناظر میں دیکھا جائے کیوں کہ پیشہ وران اس طرح کے اہم مسائل سے جوجھ رہے ہیں۔مابعد جدیدیت کی تحریک کی کوئی ایک تاریخ یا دن مقرر کرنا مشکل ہے مگر اس تحریک کے زیر اثر سوشل ورک میں دیگر علمی اصناف کی آمیزش سے اس پیشے کو عملی طور پر بہتر بنایا جاسکتا ہے۔اس طرح یہ سوال کہ کس طرح دوسرے علوم کی معلومات اور علم کو سوشل ورک میں استعمال میں لایا جائے سوشل ورک کی علمی بحث کا مرکزی موضوع بن گیا ہے۔چنانچہ مختلف علمی ذخیرے سے سوشل ورک کے مسائل اور پریکٹس کے طریقے کو بھی موثر بنایا جاسکتا ہے۔کسی بھی علم کا عملی پہلو بہت ہی اہم ہوتا ہے کیوں کہ اس کی مدد سے مختلف قسم کے تجربات اور کام کے طریقے تلاش کیے جاتے ہیں۔مارٹینز براؤلے اور زوریٹا (1998) نے یہ رائے دی ہے کہ سوشل ورک ہمیشہ سے فن نہیں رہا ہے بلکہ اگر دیکھا جائے تو مابعد جدیدیت اس پر حاوی ہے۔اگرچہ ہم نے ابتدا میں اسے دریافت کیا مگر ماضی میں اس عنوان کا استعمال نہیں کیا گیا تھا اور ایسا اس وجہ سے ہے کیونکہ اس پیشے کی فکر اور زبان دونوں ہی نئے ہیں۔

شہریت پر مبنی تحریکوں اور نسل،صنف،معذوریت اور عمر کی بنیاد پر شناخت کی سیاست نے اپنے سے ماقبل طرز فکر پر تنقید کی۔ مابعد جدیدیت کے دور میں مختلف پہلوؤں پر مبنی روایتی سماجی سیاست پر شناخت کی سیاست نے جارحانہ سوالات کیے جس نے ویلفیئر ریاستوں کے لیے ایک قسم کی بحرانی کیفیت پیدا کر دی جس کے نتیجے میں سوشل ورک بھی اسی بحران سے گزر رہا ہے (پاویل، 2001)۔گوکہ شناخت کی سیاست اور حقوق پر مبنی دعوؤں نے ریاست کے سمٹتے ہوئے کردار کو چیلنج کیا مگر اس تحریک نے سوشل ورک کے پرانے اوصاف کو نکھارنے میں مزید مدد کی جس کے تحت فرد کی عزت و وقار کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور موجودہ انسانی حقوق اور سماجی انصاف کے منشور کو مزید تقویت ملتی ہے۔ان تمام مباحث نے پسماندہ طبقات (نسل،جنس،معذوریت اور عمر) کے مسائل کو نشان زد کر کے اس تحریک نے سوشل ورک کے فنی پہلوؤں کی تحسین کی ہے۔بجائے اس کے کہ سوشل ورک کا پیشہ ورانہ مقام و مرتبہ یا شناخت کیا ہے آیا یہ فن ہے یا سائنس،ضرورت اس بات کی ہے کہ متنوع گروپ کے درمیان کام کرنے کے دلکش پہلوؤں کو سمجھا جائے اور سماجی حقیقت کو بنانے یا تعمیر کرنے کے لیے بالادستی کے نظام کو بھی چیلنج کیا جائے۔سوشل ورک میں استبدادی سماجی حقیقتوں کے مسائل کو حل کرنے سے متعلق پیش رفت پر بحث درکار ہے۔

10.7: خلاصہ (Conclusion)

سوشل ورک اپنے ابتدائی دور سے لے کر موجودہ زمانے تک ایک تغیر پذیر اور متحرک پیشہ رہا ہے۔ وقت اور ضرورت کے پیش نظر اس پیشے کے نظریاتی فریم ورک اور پریکٹس کی شکلوں میں مستقل تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سائنسی ڈسکورس کی مقبولیت کے زیر اثر سوشل ورک کو ایک منظّم سائنس بنانے کی سعی پیہم ہوتی رہی جب کہ دوسری طرف سوشل ورک کے فنی اور تخلیقی پہلوؤں کو نظر انداز کیا گیا حالانکہ سوشل ورک کے پیشہ وران اور معلمین نے اس کے فنی اور اختراعی پہلوؤں پر توجہ دی ہے۔ مگر عصر حاضر میں سوشل ورک کو اس تاریخی مباحثے سے باہر نکل کر اپنی پریکٹس کو مزید جامع بنانے کی ضرورت ہے۔

10.8: سوالات کی مشق (Practice Exercise)

1. سوشل ورک کی فنی حیثیت پر بحث کریں۔
2. سوشل ورک کی سائنسی خصوصیات بیان کریں۔

نمونہ جوابات

1. اپنے تخلیقی اور اختراعی انداز کی وجہ سے سوشل ورک فنی حیثیت کا حامل ہے۔ سوشل ورک پیشہ اپنے ابتدائی دور سے ہی بطور آرٹ ایک اثر پذیر موضوع رہا ہے۔ انیسویں صدی کے دوسرے حصے میں یورپ بالخصوص انگلینڈ اور امریکہ میں اوکٹویا ہل اور چیریٹی آرگنائیزیشن سوسائٹیز کی سرگرمیوں میں سوشل ورک کے فن کا نمایاں عنصر مقبول ہوا۔ تاہم وقت اور حالات کے پیش نظر سوشل ورک کی فنی خوبیوں کو کم مقبولیت حاصل ہوئی۔ بیسویں صدی کے اواخر میں سوشل ورک کے اوصاف پر زور دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ انسانی فطرت تبدیل ہوتی رہتی ہے اور انسانی فطرت کے یقینی نہ ہونے کی وجہ سے ایک انسان کے برتاؤ کے بارے میں پیشن گوئی کرنا یا کوئی حتمی اصول بنا دینا ٹھیک نہیں ہے۔ چونکہ انسانی مسائل حد درجہ پیچیدہ ہیں اور ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک خاص فنی اختراع اور انداز کی ضرورت ہوتی ہے۔
2. اپنے طریق کار میں منظّم، مربوط اور معقول ہونے کی وجہ سے سوشل ورک کی نوعیت سائنسی ہے۔ انیسویں صدی میں سائنسی ترقی کے زیر اثر انسانی سماج کے افعال و سرگرمیوں اور اس میں درپیش کیسوں اور چیلنجز کو سائنس کے عالمگیر اصولوں کے طرز پر سمجھنے اور تشریح کرنے کی کوشش کی گئی۔ حتی کہ سماجی علوم اور انسانی معاملات کو مظاہر فطرت کے علوم کے فریم ورک سے سمجھنے پر زور دیا گیا اور سوشل ورک میں بھی اسی کو بنیاد بنا کر اس ڈسپلن کی درجہ بندی کی گئی۔ بیسویں صدی کے اوائل میں ہی سوشل ورک میں سائنس کی خصوصیات کی موجودگی پر اقدامات اٹھائے گئے۔ چنانچہ اس ضمن میں بڑی شد و مد سے اور والہانہ انداز میں پیشہ ورانہ درجے کی تلاش و دعوے میں اضافہ ہوا اور سوشل ورک کے سائنسی خد و خال کو سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت محسوس

کی گئی۔ اس سلسلے میں ابراہم فلیکسنر اور دیگر افراد نے بھی اس وقت کے سوشل ورکرز اور پیشہ وران کو اپنے دلائل سے متاثر کیا اور اس بات پر زور دیا کہ سوشل ورک کو اس وقت تک پیشہ ورانہ مقام و مرتبہ ملنا مشکل ہے جب تک کہ اس پیشے کے پاس ایک ٹھوس سائنسی علم کی بنیاد اور تعلیمی طور پر ترسیلی تکنیکیں نہیں ہوں گی۔

10.9: اہم اصطلاحات (Key Words)

اثباتیت: یہ معقولیت اور عقل پر مبنی ایسے طریقہ کار کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے طبعی سائنس کی طرز پر انسان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس کا ماننا ہے کہ انسانی برتاؤ سے متعلق سائنسی طریقہ کار کا استعمال ممکن ہے اور طبعی سائنس کی مدد سے انسانی سماج کا مطالعہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

جدیدیت: آفاقی سچائی، منطق اور آفاقی اصول جدیدیت کے بنیادی عناصر ہیں۔

مابعد جدیدیت: مابعد جدیدیت کے نزدیک کوئی ایک آفاقی سچائی اور آفاقی اصول نہیں ہیں۔

10.10: حوالہ جات (References)

Dominelli, L. (2004). *Social Work: Theory and Practice for a Changing Profession*. Cambridge & Malden: Polity Press.

England, H. (1986). *Social Work as Art: Making Sense for Good Practice*. London: Allen and Unwin.

Howe, D. (1994). Modernity, Postmodernity and Social Work. *British Journal of Social Work*, 24, 513-32.

IFSW & IASSW. (2014). *Social Work Definition*. Bern: International Federation of Social Workers & International Association of Schools of Social Work.

Martinez-Brawley, E. E., & Zorita, P. M. (1998). At the Edge of the Frame: Beyond Science and Art in Social Work. *British Journal of Social Work*, 28,197-212.

Powell, F. (2001). *The Politics of Social Work*. London: Sage.

Shahid, M. (2016). *The Art and Science of Social Work*. In Gracious Thomas & Saumya (Eds) *Theoretical Framework and Review of Studies* (pp. 1-15). New Delhi: Indira Gandhi National Open University.

Skidmore, R.A., Thackeray, M.G., & Farley, O.W. (1997). *Introduction to Social Work* (7th ed. First Published in 1974). New York: Allyn and Bacon.

فرہنگ (Glossary)

Able-bodied Poor	تندرست غریب
Activist	سرگرم کارکن
Advocate	وکیل، کسی کے حق میں بولنے والا یا بولنے والی
Affirmative Action	خصوصی اقدامات
Ageism	عمر کی بنا پر امتیاز
Altruistic	بے لوث و بے غرض
Anatomy	علم الابدان
Anti-discriminatory Practice	تفریق مخالف حکمت عملی
Anti-hegemony Practice	بالادستی مخالف حکمت عملی
Anti-oppressive Practice	ظلم مخالف حکمت عملی
Apathy	بے دلی
Appreciating Diversity	تنوع کا احترام
Art	فن
Artful in Manner	انداز میں تخلیقی
Attitude	رویہ

Background	پس منظر
Basic Knowledge	بنیادی علم
Behavior	برتاؤ
Capability	استعداد،اہلیت
Caring	نگہداشت
Caste System	ذات پات کا نظام
Casteism	ذات پرستی
Charity Organization Society (COS)	چیریٹی آرگنائزیشن سوسائٹی (سی اوایس)
Child Marriage	کم عمری کی شادی
Civil Rights Movements	شہریت پرمبنی تحریکات
Client	موکل،کلائنٹ
Client-worker Relationship	کلائنٹ اورورکر کے تعلقات
Code of Ethics	ضابطۂ اخلاق
Colleagues	رفقاءکار،ساتھی
Collective Responsibility	اجتماعی ذمے داری
Commentary	تبصرہ
Communalism	فرقہ واریت
Communicable Technique	قابل ترسیل تکنیک
Communication	ترسیل
Community Sanction	کمیونٹی کی منظوری
Community Work	کمیونٹی ورک

Concept(s)	تصور،تصورات
Conscientization	تنقیدی شعوری عمل
Consultancy	مشاورت
Context	تناظر
Convenor	کنوینر
Convention	معاہدہ
Core Values	مرکزی اقدار
Co-traveler	ہم سفر
Credibility	معتبریت،اعتبار
Credible	معتبر
Critical Theories	تنقیدی نظریات
Cultural Competence	ثقافتی تنوع سے مناسبت کی صلاحیت
Cultural Practices	ثقافتی رسومات
Cultural Regeneration	ثقافتی تخلیق نو
Cultural Renaissance	ثقافتی نشاۃ ثانیہ
Curative	شفابخش
Curing	شفایابی
Declaration	اعلامیہ
Definition(s)	تعریف،تعریفات
Dehumanization	انسانی خصوصیات سے محرومی
Dependent Children	دست نگر بچے

Dialogue	مکالمہ
Disability	معذوری
Discrimination	تفریق
Discriminatory Practices	امتیازی روایات
Disempowerment	بے اختیار کرنا
Diversity	تنوع
Earmarks	لازمی اجزا
Economics	معاشیات
Eco-system Perspective	ماحولیاتی نظریہ
Elitism	امارت پرستی
Emancipatory Approach	غیر بندشی نظریہ،ایمنسی پیٹری نظریہ
Empathy	ہم احساسی
Empowerment	بااختیاری
Enabler	امکان ساز،صلاحیت ساز
Epistemology	علمیات
Ethical Principles	اخلاقی اصول
Ethical Responsibilities	اخلاقی ذمے داریاں
Ethical Standards	اخلاقی معیارات
Ethics	اخلاقیات
Ethnic Sensitive Perspective	قومی حساسیت کا نظریہ
Evaluation	تعین قدر

Evil Practices	فرسودہ روایات
Evolution	آغاز وارتقا
Exploitation	استحصال
Facilitator	سہولت کار
Feminist Perspective	تانیثی نظریہ
Foci of Intervention	مداخلت کا مرکز
Friendly Visitors	فرینڈلی وزیٹرز
Functioning	فنکشننگ ،کارکردگی
Functions	افعال
General Systems Perspective	جنرل سسٹمز نظریہ
Global Practice	عالمی پریکٹس
Goals	اہداف
Group Conference	گروہی گفت وشنید
Group Therapy	گروپ تھراپی
Handicapism	معذوریت کی بنا پر امتیاز
Hegemony	بالادستی،تسلط
Heterosexism	کثیر جنسی میلان
History	تاریخ
Human Behaviour Theories	انسانی برتاؤ کی تھیوریز
Human Rights	انسانی حقوق
Human Worth and Dignity	انسانی عزت ووقار

Humanism	انسان دوستی
Humanities	انسانیات، ہیومنٹیز
Identity Movements	شناخت پرمبنی تحریکات
Idol Worship	بت پرستی
Impotent Poor	ناتواں غریب
Inabrogable	ناقابل تنسیخ
Inalienable	ناقابل انتقال، جزو لاینفک
Indigenous Knowledge	مقامی علوم
Individual Conference	انفرادی گفت وشنید
Individual Responsibility	انفرادی ذمے داری
Indivisible	ناقابل تقسیم
Industrial Revolution	صنعتی انقلاب
Industrial Society	صنعتی معاشرہ
Integerated Approach	انٹی گریٹڈ نظریہ،نظریہ انضمام
Integrated Generalist Model	انٹی گریٹڈ جنرلسٹ نظریہ، مربوط عمومی نظریہ
Integrity	اخلاقی بلندی
Intergenerational	باہمی انسلاک
Knowledge	علم
Learning	آموزش
Liberal Values	لبرل اقدار، آزادخیالانہ اقدار
Liberation	آزادی

Life Challenges	عوامی مسائل
Livelihood	ذریعہ معاش
Local Practice	مقامی پریکٹس
Macro Level	بڑی سطح
Mandate	منشور
Marginalized Commuinities	حاشیائی طبقات، پسماندہ طبقات
Meaning(s)	مفہوم، مفاہیم
Micro Level	چھوٹی سطح
Mid Level	درمیانی سطح
Model(s)	ماڈل/ ماڈلز، نمونہ/نمونے
Modernism	جدیدیت
Monotheism	وحدانیت
Non-Governmental Organization (NGO)	غیرسرکاری تنظیم (این جی او)
Objective	معروضی
Observation	مشاہدہ
Ontology	وجودیت
Openness	کھلاپن
Oppressed	مظلوم
Oppression	ظلم
Oppressor	ظالم
Outreach	رسائی، آؤٹ ریچ

Partner	ساتھی،شریک کار
Personal Self	ذاتی سیلف
Philanthropy	فلنتھراپی،فلاح کاری
Physics	علم طبیعات
Pity	رحم دلی
Planner	منصوبہ ساز
Policy Analysis	پالیسی کا تجزیہ
Political Science	سیاسیات
Polygamy	ایک سے زائد شادی، کثرتِ ازدواج
Poor Laws	قوانینِ امدادِ غربت
Positive Manifestation	مثبت اظہار
Positivism	اثباتیت
Possible Effects	ممکنہ اثرات
Post-modernism	مابعد جدیدیت
Poverty	غربت
Power	اقتدار
Primary Methods	بنیادی طریقہ کار
Principle of Acceptance	قبول کرنے کا اصول،اصولِ قبولیت
Principle of Access to Resources	وسائل وذرائع تک رسائی کا اصول
Principle of Accountability	جواب دہی کا اصول
Principle of Confidentiality	رازداری کا اصول

Principle of Controlled Emotional Involvement	جذبات کو قابو میں رکھ کر کام کرنے کا اصول
Principle of Individualization	انفرادیت سازی کا اصول
Principle of Nonjudgmental Attitude	رائے زنی نہ کرنے والے رویے کا اصول
Principle of Objectivity	معروضیت کا اصول
Principle of Purposeful Expression of Feelings	جذبات و احساسات کے بامقصد اظہار کا اصول
Principle of Self-Determination	خود ارادیت کا اصول
Principles	اصول
Privacy	اجتناب، اخفائیت
Privileges	مراعات
Profession	پیشہ
Professional Authority	پیشہ ورانہ اختیار و استناد
Professional Obligations	پیشہ ورانہ فرائض
Professional Self	پیشہ ورانہ سلف
Professional Social Work	پیشہ ورانہ سوشل ورک
Professional Social Workers	سوشل ورک پیشہ وران
Professional Status	پیشہ ورانہ مرتبہ
Professional Values	پیشہ ورانہ اقدار
Professionals	پیشہ وران
Progressive Values	ترقی پسند روایات

Psycho-analytical Theory	نظریہ تحلیل نفسی
Psychology	نفسیات
Psycho-social Theory	نظریہ نفسی وسماجی
Public Health	صحت عامہ
Public Interest Litigation	مفادعامہ کے لیے اپیل
Racism	نسل پرستی
Radical Perspective	انقلابی نظریہ
Rapport Building	حصولِ اعتماد
Raw Material	خام مواد
Ratification	تصدیق
Reformer(s)	مصلح، مصلحین
Reformist Movement	اصلاحی تحریک
Rehabilitative	بحال کن
Revivalist Movement	احیائی تحریک
Rights based Approach	رائٹ بیسڈ اپروچ، حقوق پر مبنی نظریہ
Role	کردار
Science	سائنس
Scientific in Method	طریق کار میں سائنسی
Secondary Methods	ثانوی طریق کار
Service	خدمت
Settlement House Movement	سیٹلمنٹ ہاؤس تحریک

Sexism	جنسی تعصب
Sexual Orientation	جنسی میلان
Skill	مہارت
Social Action	سوشل ایکشن
Social Case Work	سوشل کیس ورک
Social Change	سماجی بدلاؤ
Social Cohesion	سماجی ہم آہنگی
Social Development	سماجی ترقی
Social Diagnosis	سماجی تشخیص
Social Dysfunctioning	سماجی ڈس فنکشننگ، سماجی ناکارکردگی
Social Exclusion	سماجی اخراجیت
Social Functioning	سماجی فنکشننگ، سماجی کارکردگی
Social Group Work	سوشل گروپ ورک
Social Inclusion	سماجی شمولیت
Social Injustice	سماجی ناانصافی
Social Institution	سماجی ادارہ
Social Justice	سماجی انصاف
Social Movement(s)	سماجی تحریک، تحریکات
Social Planning	سماجی منصوبہ بندی
Social Policy	سماجی پالیسی
Social Reform	سماجی اصلاح

Social Sciences	سماجی علوم
Social Service	سماجی خدمات
Social Stratification	سماجی درجہ بندی
Social Structure	سماجی ڈھانچہ
Social System	سماجی نظام
Social Welfare	سماجی فلاح
Social Welfare Administration	سوشل ویلفیئر ایڈمنسٹریشن
Social Work	سوشل ورک
Social Work Research	سوشل ورک تحقیق
Socialization	سماجی تربیت
Sociology	سماجیات
Socio-religious Reform Movements	سماجی و مذہبی اصلاحی تحریکات
Specialized Knowledge	مخصوص علم
Strategy	حکمت عملی
Strengths Perspective	نظریہ خاصیت
Structural Issues	ساختیاتی مسائل
Subjective	موضوعی
Superstition	بدعقیدگی، توہم پرستی
Surgery	جراحت
Symbols	علامات
Sympathy	ہمدردی

System Approach	سسٹم نظریہ
Theoretical Perspective	نظریاتی تناظر
Theories	تھیوریز،نظریات
Therapeutic Approach	تھراپیوٹک اپروچ،معالجاتی نظریہ
Therapies	تھراپیز
Trainer	تربیت کار
Universal	آفاقی
Value(s)	قدر،اقدار
Victimization	ستم گری
Volunteers	رضاکاریاوالنٹیئرز
Wellbeing	آسودگی
Western Values	مغربی اقدار

(Web Links) ویب لنکس

سوشل ورک سے متعلق یوٹیوب ویڈیوز:

CEC-UGC EDUSAT NETWORK: Social Work (both in Hindi & English). Web link: https://www.youtube.com/playlist?list=PLNsppmbLKJ8Ltk1vsg2l_eNngHlr4nfst

ای-پی جی پاٹھ شالا برائے سوشل ورک :

National Mission on Education through ICT (NME-ICT) ePGpathshala: Social Work Education. Web link: https://epgp.inflibnet.ac.in/ahl.php?csrno=32

ای-گیان کوش برائے ایم اے سوشل ورک :

eGyanKosh: Master in Social Work (MSW):
http://egyankosh.ac.in/handle/123456789/2369

ای-گیان کوش برائے بی اے سوشل ورک :

eGyanKosh: Bachelor in Social Work (BSW):
http://egyankosh.ac.in/handle/123456789/15541

بی اے سوشل ورک کے لیے:

CEC (Consortium for Educational Communication): Stream (Social Social Science), Subject (Social Work B.A. Hons). Web link:
http://cec.nic.in/E-Content/Pages/default.aspx